پاکستان عوامی تحریک کا کرپٹ اور فرسودہ نظامِ اِنتخاب کے ذریعے ہونے والے
جعلی اِنتخابات اور تشکیل پانے والی
جعلی حکومت و جعلی جمہوریت کے خلاف حقائق نامہ

وائٹ پیپر

(جون 2013ء تا مئی 2014ء)

پاکستان عوامی تحریک

پاکستان عوامی تحریک کا کرپٹ اور فرسودہ نظامِ اِنتخاب کے ذریعے ہونے والے

جعلی اِنتخابات اور تشکیل پانے والی

جعلی حکومت و جعلی جمہوریت کے خلاف حقائق نامہ

وائٹ پیپر

(جون 2013ء تا مئی 2014ء)

پاکستان عوامی تحریک

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات

عنوانات	صفحہ نمبر
اِبتدائیہ	3
پاکستان کے تمام مسائل کی جڑ موجودہ کرپٹ نظام انتخاب ہے کیونکہ……	6
انتخابات 2013 دھن، دھونس اور دھاندلی کا عظیم شاہکار	16
پاکستان میں انتخابی تاریخ کی بدترین دھاندلی کی چند اور مثالیں	23
کرپٹ انتخابات میں دھاندلی کے اعترافات	24
موجودہ گورنمنٹ کا ایک سال اور تلخ حقائق	26
سنگین بدانتظامی (Bad Governance)	30
سابقہ ادوار میں کی گئی نجکاری کا مختصر جائزہ	39
خوشحال پاکستان کے لئے ڈاکٹر طاہر القادری کا وژن	59

اِبتدائیہ

اس اَمر میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ تناظر میں ملکی مسائل کا واحد حل کرپٹ اور غریب کُش نظام کی تبدیلی ہے؛ یعنی ایسا نظام لایا جائے جو معاشی و سماجی انصاف پر مبنی ہو، جس میں عدل و مساوات کا راج ہو، جس میں حکمران عوام کے خادم بن کر کام کریں نہ کہ آقا و مولا بن کر رہیں، جس میں عوام کی دہلیز پر حقوق میسر ہوں، جس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو، جس میں کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہو اور جو معاشرہ طلبِ حقوق کی بجائے ادائیگیِ فرائض کا مثالی مظہر ہو۔ لیکن موجودہ جمہوری ڈھانچے میں نظام کی یہ تبدیلی ممکن نہیں ہے کیونکہ وطن عزیز میں مروجہ نظام سیاست کسی طور پر بھی جمہوریت کے زمرے میں نہیں آتا۔ جمہوریت صرف انتخابات کے انعقاد کا نام نہیں ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں جمہوریت کا معنٰی و مفہوم بگاڑ دیا گیا ہے اور اس اصطلاح کو محض سیاسی وانتخابی آمریت قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں جمہوریت کا اصل معنیٰ اور مفہوم، اس کی ضرورت اور مقاصد مکمل طور پر نظرانداز کر دیے گئے ہیں۔

پوری دنیا کے Political Scientists جمہوریت کے لحاظ سے ممالک کی تین اقسام کرتے ہیں۔ بعض ریاستیں Full Democracies کہلاتی ہیں کہ جن میں کامل جمہوریت ہے۔ ایسے ممالک کی تعداد پوری دنیا میں 25 تک ہے۔

جمہوریت کی دوسری قسم وہ ہے جسے Flawed یا Defective Democracy کہتے ہیں۔ اس سے مراد ہے کہ ان ممالک میں کچھ پہلو جمہوری ہیں اور کچھ آمرانہ ہیں۔ گویا ناقص جمہوریت والے ممالک کے اندر جمہوری اَقدار اور آمرانہ روایات کا Mixture ہوتا ہے۔

اس کے بعد تیسری قسم وہ ہے جسے Hybrid Regime کہا جاتا ہے۔ یہ ناقص جمہوریت سے بھی نچلا درجہ ہے جسے انتخابی آمریت یا Empty Democracy کہتے ہیں۔ یہاں الیکشن تو ہوتے ہیں مگر اس کے نتیجے میں سیاسی آمریت قائم ہو جاتی ہے۔ یہ Military Dictatorship کے برعکس ہے۔ ملٹری جنرل Coup کرکے مارشل لاء نافذ کرتا ہے اور آئین و جمہوریت کو معطل کر دیتا ہے۔ جب کہ Hybrid States میں الیکشن تو ہوتے ہیں مگر الیکشن کے ذریعے قائم ہونے والی سیاسی حکومتوں کا طرزِ عمل آمرانہ ہوتا ہے؛ یعنی جمہوریت جو کچھ عوام کو دینا چاہتی ہے وہ عوام تک نہیں پہنچتا۔ عوام صرف پانچ سال بعد ووٹ کی پرچی ڈالتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کی کوئی Participation حکومت و معاملات میں نہیں ہوتی اور نہ ہی جمہوریت کا کوئی فائدہ عوام کو ہوتا ہے۔ Hybrid Regimes کو Foggy Zones بھی قرار دیا جاتا ہے کہ یہ ممالک اَبر آلود علاقے ہیں جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور جمہوریت کا سورج نظر نہیں آتا۔

Stanford University کے Larry Diamond ایک Political Scientist اور مستند اتھارٹی ہے۔ وہ اپنے آرٹیکل Elections without Democracy: Thinking about Hybrid Regimes میں لکھتا ہے کہ دنیا میں ایسے ممالک بھی ہیں جہاں الیکشن تو ہوتے ہیں مگر عوام کو جمہوریت نہیں ملتی۔ وہاں اِکا دکا اُمور پر عمل کر دیا جاتا ہے، جیسے پریس کو آزادی دے دی۔ پاکستان میں بھی پریس کو آزادی ہے مگر عوام کو اس جمہوریت سے کیا ملا ہے؟ کیا عوام کو ان کے بنیادی حقوق اور جان کو تحفظ ملا ہے؟ کیا انہیں روزگار ملا ہے؟ کیا ریاستی فیصلوں میں عوام کا عمل دخل ہو گیا ہے؟ کیا سوشل سکیورٹی ملی ہے؟ ایسے کلچر اور سہولیات کے مجموعے کا نام جمہوریت ہے۔ جہاں عوام پانی، بجلی اور گیس سے محروم ہوں، اُسے کوئی جمہوریت نہیں کہتا۔

آسٹریلیا کی University of Wollongong کے Brian Martin نے بھی اسی طرح کی تحقیق بیان کی ہے۔ ان کے آرٹیکل کا عنوان ہے: Are Elections the Ultimate in Democracy?۔ جواب ہے: No۔ اگر آمریت کے دور میں عوام کی کفالت ہو رہی ہے تو عوام کو ایک شے مل گئی۔ میڈیا آزاد نہیں ہے تو ایک چیز سلب ہوئی اور ایک ملی۔ اسی طرح ہمارے ہاں ہونے والے انتخابات کے نتیجے میں تو آمریت ہی آتی ہے، جس میں میڈیا یا ایک دو اور چیزیں دے کر عوام سے ساری چیزیں چھین لی جاتی ہیں۔

امریکی صدر اوباما کا 19 جنوری 2009ء کا بیان ہے: Elections are not Democracy۔ اُس کا مطلب ہے کہ Roosevelt نے چار بنیادی آزادیوں پر امریکی جمہوریت کا جو فلسفہ قائم کیا تھا، ہمیں چیک کرنا ہے وہ آزادیاں عوام کو ملیں یا نہیں؟ Freedom from want and freedom from fear انہیں میسر آئی یا نہیں۔ یعنی عوام کو ضرورت کی ہر شے مل رہی ہو، وہ مطالبہ نہ کرے، احتجاج نہ کرے، سڑکوں پر نہ آئے اور روئے نہیں۔ دوسرا یہ کہ عوام کو اپنی زندگی اور مال کا خوف نہ ہو۔ اگر قوم کو محفوظ معاشرہ اور بنیادی ضروریات کی فراہمی کی ضمانت مہیا ہو جائے تو اسے جمہوریت گردانتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر صوابدیدی قوانین ہیں، کرپشن چل رہی ہے، رشوت کے بغیر کسی کو نوکری نہیں ملتی، اقربا پروری ہے، ظلم و فریب ہے، تو یہ ہرگز جمہوریت نہیں ہے۔

اسی طرح United Nations کی مختلف قراردادوں (Resolutions) کا خلاصہ بھی کچھ یوں ہے کہ جمہوریت Promotion of Pluralism and Protection of Human Rights کا نام ہے۔ انسانی حقوق میں سب سے پہلا جان کا تحفظ ہے۔ جو حکومت یہ تحفظ نہیں دے سکتی، وہ کبھی جمہوری نہیں ہو سکتی۔

قارئین کرام! آپ گواہی دیں گے کہ اس ملک میں بغیر رشوت کے اہل فرد کو نوکری نہیں ملتی؛ جائز کام بھی سفارش اور رشوت کے بغیر نہیں ہوتا۔ پاکستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں صرف Electoral Process کو جمہوریت کا نام دے دیا جاتا ہے حالانکہ پوری دنیا اسے جھوٹ اور فراڈ کہتی ہے کہ محض چار پانچ سال بعد انتخابات میں چلے جانا ہرگز جمہوریت نہیں ہے۔ جمہوریت ایک پورے نظام کا نام ہے۔ Prof Andreas Schedler کا کہنا ہے کہ الیکشن اُسی طرح آمریت کے قیام کا بھی ایک راستہ بنتا ہے جیسے جمہوری حکومتوں کے قیام کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس وجہ سے Hybrid Regimes میں انتخابات تو ہوتے ہیں مگر جمہوریت کے فوائد اور مقاصد و ثمرات سے عوام بہرہ یاب نہیں ہوتے۔ یہی حال پاکستان میں ہے۔ یہاں حقیقی آزادیِ اظہارِ رائے مہیا نہیں ہے۔ یہاں تو برادری اِزم، غنڈہ گردی، دہشت گردی، پولیس، مقدمات، کرپشن جیسے ذرائع بروئے کار لا کر لوگوں کو پکڑ دھکڑ کر پرچیاں ڈلوائی جاتی ہیں۔ اندرونِ سندھ ہو یا زیریں پنجاب، خیبر پختونخواہ ہو یا بلوچستان؛ کسی ووٹر کو علم نہیں ہوتا کہ اُس کے ووٹ سے ملک و قوم کو کیا فرق پڑے گا۔ ملک کی خارجہ پالیسی کیا بنے گی؟ جب کہ حقیقی جمہوریت اسے کہتے ہیں جس میں ووٹر کو اپنے ووٹ کی اصل قیمت معلوم ہو کہ اُس کا ووٹ ملک میں کیا تبدیلی لائے گا۔ یہاں تو ووٹر کو یہ شعور ہی نہیں دیا گیا۔

ہمارے ملک میں انتخابات کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ شفاف انتخابات کا ہمیشہ فقدان رہا ہے۔ اِنتخابی قوانین موجود ہونے کے باوجود نہ تو کبھی ان قوانین کو درخورِ اعتنا سمجھا گیا اور نہ ہی ان کی پابندی کا لحاظ رکھا گیا۔ اِس پر سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلہ نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی جو اس نے 8 جون 2012ء کو دیا۔ فیصلہ کی شق نمبر 80 (3) میں لکھا ہے:

> The Constitution of Pakistan mandates the Election Commission to organize and conduct the election and to make such arrangements as are necessary to ensure that the election is conducted honestly, justly, fairly and in accordance with law, and that corrupt practices are guarded against, but unfortunately the said mandate has not been properly fulfilled in the past.

آئین پاکستان الیکشن کمیشن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ الیکشن کا انتظام کرے اور کروائے اور ایسے تمام ضروری اقدامات کرے، یہ یقینی بنائے کہ الیکشن ایماندارانہ، صاف و شفاف اور قانون کے مطابق ہوں اور بدعنوان سرگرمیوں کا قلع قمع کرے لیکن بدقسمتی سے ماضی میں اِس پر کماحقہٗ عمل درآمد نہیں کروایا گیا (یعنی ماضی میں ہونے والے انتخابات ایماندارانہ اور صاف و شفاف تھے نہ غیر جانبدارانہ اور نہ ہی قانون کے مطابق۔ مزید برآں ان انتخابات میں بدعنوان اور خلافِ آئین سرگرمیاں اور دھونس دھاندلی کا عمل بھی زور و شور سے جاری رہا ہے)۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان انتخابی قوانین اور آئینی تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے جو بھی انتخابات ہوئے ان کے نتیجے میں ایسی اسمبلیاں وجود میں

آ ئین جن میں اکثر و بیشتر ایسے لوگ انتخابات جیتتے کہ اگر انہیں آ ئین اور قانون کے معیارات کے مطابق جانچا جاتا تو وہ شاید پارلیمان میں پہنچنے کی بجائے جیل پہنچتے۔

اراکینِ پارلیمنٹ ٹیکس گوشوارے جمع نہیں کراتے۔ گزشتہ سال اِنتخابات سے قبل حکومت کی جانب سے جاری کردہ اَعداد و شمار کے مطابق 47 فیصد اراکین نے ٹیکس گوشوارے جمع نہیں کرائے لیکن کوئی شخص بھی نااہل قرار نہیں دیا گیا۔ جعلی ڈگریاں، ٹیکس چوری اور بیسیوں دیگر جرائم کا ارتکاب کرنے والے آ ئین اور قانون کی اسی چشم پوشی کے باعث پارلیمان میں متمکن ہونے کے قابل ہوئے ہیں۔ قوم نے وہ منظر بھی دیکھا کہ حکومتی وزیر سرِعام میڈیا پر یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ کرپشن معاشرے کا حصہ ہے۔ گویا کرپشن کو ایک کلچر کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے اور یہ کسی اَلمیہ سے کم نہیں ہے۔

آ ئین کے آرٹیکل 62، 63 اور 218 (3) کے تحت امیدواروں کے کاغذات کی درست جانچ پڑتال ضروری ہے، لیکن گزشتہ سال ہونے والے انتخابات سے قبل ان شقوں کو بھی طنز و مزاح کا نشانہ بنایا گیا۔ تمام تر بدعنوانیوں کے باوجود کوئی امیدوار نااہل نہیں ہوا۔ اور یہ کیسے ہوسکتا تھا؟ کیونکہ الیکشن کمیشن تو خود غیر آ ئینی طرز سے تشکیل دیا گیا تھا۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ کسی ایک فرد نے بھی ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی بیان کردہ اس حقیقت کو نہیں جھٹلایا تھا کہ الیکشن کمیشن کی تشکیل آ ئین کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہوئی۔

عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1976ء کے سیکشن 77 تا 82 اور دوسرے سیکشنز پر قطعی عمل درآمد نہیں ہوا جو انتخابات کی آزادانہ، منصفانہ، شفاف اور ایمان دارانہ بنیادوں پر انعقاد اور ہر قسم کے بدعنوان معمولات کے تدارک سے متعلق ہیں۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ انتخابات کے بعد بعض حلقوں میں حکومت کی جانب سے ووٹوں کی تصدیق کروائی گئی تو زیادہ تر ووٹ ہی تصدیق نہ ہو سکے۔

لہٰذا جب پورے کا پورا Set-Up ہی دجل، فریب، مکاری، جھوٹ اور دھاندلی پر مبنی ہے تو اس سے کسی خیر کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ تمام تر دھاندلیوں اور آ ئینی و قانونی خلاف ورزیوں کا ارتکاب کر کے وقوع پذیر ہونے والے انتخابات کس طرح غریب عوام کے حقوق کا تحفظ کر سکتے ہیں؟

جمہور کے پردے میں یہ کیا کھیل رچا ہے ایوان میں پہنچے ہیں وہی چہرے پرانے

اندریں حالات مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ فوری طور پر اس کرپٹ اور ظالم نظام کا خاتمہ کیا جائے تاکہ عوام حقیقی جمہوریت سے لطف اندوز ہو سکے اور اس کے ثمرات سمیٹ سکے۔

آ ئندہ صفحات میں ہم ظلم و بربریت پر مبنی انہی انتخابات کے نتیجے میں تشکیل پانے والی آمرانہ اور نام نہاد جمہوری حکومتوں کے ''کارہائے نمایاں'' بیان کریں گے تاکہ عوام کی آنکھیں کھلیں اور وہ پہچانیں کہ اِس ملک و عوام کا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے؟ کون انہیں لوٹ رہا ہے اور کون انہیں آگ کے گھڑے میں گرنے سے بچا رہا ہے؟

یہ دھرتی ہے اَصل میں پیارے مزدوروں دہقانوں کی اِس دھرتی پہ چل نہ سکے گی مرضی چند گھرانوں کی

آئیں! کرپٹ اور فرسودہ نظامِ اِنتخاب کے ذریعے ہونے والے جعلی اِنتخابات اور ان کے نتیجے میں تشکیل پانے والی کرپٹ حکومت و جعلی جمہوریت کے ''کارناموں'' پر مشتمل پاکستان عوامی تحریک کے تیار کردہ حقائق نامہ سے اپنے قلوب و اَذہان کے دریچے کھولیں اور وطن عزیز کے لیے کچھ کر جانے کا عزمِ نَو کریں۔ کیونکہ اب بھی اگر قوم نہ اٹھی تو ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

آئیں! ہم مل کر پاکستان میں ایسا نظام رائج کریں جس میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہوں اور غریب سے غریب تر شخص بھی اسمبلی کا رُکن بن سکے، جس میں اختیارات نچلی سطح پر منتقل ہوں اور ایک خاندان کی بادشاہت نہ ہو، جس میں ہر فرد کو بنیادی انسانی حقوق میسر ہوں، جس میں قانون کی حکمرانی ہو، جس میں پارلیمنٹ محض ربڑ اسٹیمپ نہ ہو بلکہ ہر فرد پر بالادست ہو، جس میں مساوات ہو اور کرپشن سے پاک معاشرہ ہو اور حکومتی امور میں شفافیت ہو، جس میں سب کا کڑا احتساب ہو، جس میں انتہاء پسندی اور دہشت گردی کی بجائے رواداری اور برداشت کے کلچر فروغ پائے اور تمام اقلیتوں کو ان کے حقوق فراہم ہوں تاکہ چشم فلک بانیانِ پاکستان کے خوابوں کی حقیقی تعبیر دیکھے اور پاکستان اَقوامِ عالم کی صف میں نمایاں اور باوقار مقام حاصل کر سکے۔

پاکستان کے تمام مسائل کی جڑ موجودہ کرپٹ نظام انتخاب ہے کیونکہ......

آپ میں سے ہر فرد اس حقیقت کو بخوبی جانتا ہے کہ اسلامیانِ ہند نے جان ومال اور عزت وآبرو کی کتنی قربانیاں دے کر یہ ملکِ پاکستان حاصل کیا تھا۔ علامہ اقبالؒ کی فکری کاوشوں اور قائدِ اعظمؒ کی عملی جدوجہد سمیت برصغیر کے ہزاروں علماء، مشائخ، خواتین، طلباء، اور عام لوگوں کی کئی عشروں پر مشتمل تحریک کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں یہ خطہ پاک عطا کیا تھا۔ لاکھوں لوگ رزق خاک ہوئے، مسلم کمیونٹی نے اپنی جائیدادیں، مال اسباب اور جانیں آزادی کا عظیم مشن سامنے رکھ کر قربان کر دیں تا کہ آئندہ نسلیں آزاد اور ترقی یافتہ فلاحی اسلامی معاشرے میں پرسکون زندگی گزار سکیں۔ لیکن افسوس!............کہ یہ خواب محض خواب ہی رہے۔ پاکستان کی صورت میں 1947ء میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عالم اسلام کی سب سے بڑی آزاد ریاست کی نعمت سے نوازا مگر قائدِ اعظمؒ کی بے وقت وفات نے ان کے پاکستان کو جاگیرداروں، وڈیروں، لٹیروں، سرمایہ داروں، مفاد پرست سیاست دانوں اور فوجی آمروں کے دستِ تسلط میں گروی رکھ دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا نظام قائم ہو گیا جس کے تحت اسلامی جمہوری ریاست کے خدوخال آغاز سفر میں ہی دھندلا گئے۔ وہ لوگ عنانِ حکومت پر قابض ہو گئے جو اس ساری خون آشام جدوجہدِ آزادی میں شریک ہی نہیں تھے۔ چنانچہ اس قبضہ گروپ نے نوزائیدہ ملک کو نوچنا شروع کیا اور ٹھیک 25 سال بعد اسے دولخت کر دیا۔

بچے کھچے پاکستان کو گزشتہ 38 برسوں سے باری باری اسی ظالمانہ اور باطل پرست نظام کے زیر سایہ سیاسی طالع آزماؤں اور فوجی آمروں نے تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ اس دوران ان ہوس پرست طبقات میں عدلیہ، انتظامیہ کی چند کالی بھیڑوں سمیت بعض موقع پرست سیاسی اور مذہبی قائدین بھی شامل اقتدار ہوتے رہے۔ لیکن اس پورے عرصہ میں جو طبقہ مکمل طور پر نظرانداز ہوا وہ اس ملک کے سفید پوش اور غریب عوام تھے۔ انہی ناگفتہ بہ حالات کو دیکھتے ہوئے پاکستان عوامی تحریک کے بانی ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 1989 میں اپنے انقلابی منشور کا اعلان کیا اور کارزارِ سیاست میں اترے۔ 1990 کے عام انتخابات میں پورے ملک سے امیدوار نامزد کئے گئے لیکن عوام اُس وقت کے دو بڑے روایتی سیاسی گروہوں میں ہی تقسیم رہے۔ بعد ازاں دوبارہ توانائیاں جمع کر کے 2002ء کے الیکشن میں حصہ لیا اور قائدِ تحریک ایک حلقے سے منتخب ہو کر اسمبلی میں بھی چلے گئے مگر جلد ہی بے اختیار اور بے وقعت اسمبلی کی رکنیت کو خیرآباد کہہ دیا۔ وجہ یہی تھی کہ اس غیر عادلانہ، غیر فطری اور غیر عوامی نظام کی کوکھ سے جنم لینے والی پارلیمنٹ کی حیثیت ربڑ اسٹیمپ سے زیادہ نہیں تھی۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ آپ کا وہ فیصلہ برحق اور بروقت تھا۔

ہر دفعہ پارلیمنٹ پر اٹھنے والے اربوں روپے کے اخراجات غیر معمولی ہیں لیکن اس پارلیمنٹ کے ذریعے ملک اور عوام کو کیا فائدہ ہوا؟ آیئے اس کا ایک سرسری جائزہ لیتے ہیں۔ پاکستان کو درپیش حقیقی مسائل مثلاً معیشت، معاشرت، تعلیم، صحت کے اداروں کی بہتری، کرپشن، لوٹ مار، طبقاتی تقسیم، صوبائی، لسانی اور مذہبی منافرت جیسے بنیادی مسائل کو ختم کرنے کے لئے کوئی قانون سازی نہیں کی گئی ہے۔ 1988ء تک قوم پر غیر ملکی اور ملکی مالیاتی اداروں کا قرض 17 ارب ڈالر تھا جو بڑھ کر 117 ارب ڈالر ہو گیا ہے۔ مہنگائی جو کئی سو گنا بڑھ گئی ہے اس کی روک تھام کے لیے نہ صرف یہ کہ کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا بلکہ پارلیمنٹ اور کابینہ کے فاضل ممبران براہ راست چینی، آٹے، چاول، گھی، پٹرول، آلو اور پیاز جیسے بحرانوں کا سبب بنتے رہے۔ ہر حکومت کے دوران پاکستان کی سرحدوں پر غیر ملکی مداخلت بڑھی، کشمیر اور افغانستان پالیسی میں یوٹرن لیا گیا۔ صوبائیت اور برادری ازم کے منفی جراثیم میں اضافہ ہوا۔

سیاسی پنڈتوں نے کرپشن کا بازار گرم کیا اور مل بانٹ کر کھانے کے عمل کو ’مفاہمت‘ کا نام دے کر پھر قوم کے ساتھ مذاق کیا۔ یہ اس نام نہاد مفاہمت (اپنی اپنی باری) کا نتیجہ ہے کہ اس وقت ملک میں کوئی اپوزیشن نہیں، کوئی قانون نہیں، لوگ مر رہے ہیں، مہنگائی کا بازار گرم ہے۔ سیالکوٹ میں نوجوانوں کے قتل کے دل خراش واقعات پر تمام پارلیمنٹ خاموش ہے۔ کراچی میں روزانہ بے گناہ شہریوں کا قتل عام لاقانونیت اور پارلیمنٹ کی خاموشی کے سبب ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک خودکش حملوں اور ڈرون حملوں میں اس قدر لوگ شہید نہیں ہوئے جس قدر کراچی میں جمہوری دور میں ہوئے ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر ہر روز دل دہلا دینے والی خبریں آ رہی ہیں۔ ہر صبح مائیں اپنے بچوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتی ہیں کسی کو

معلوم نہیں کہ شام کو گھر واپس بھی آئے گا یا نہیں۔ دہشت گردی، خودکش اور ڈرون حملوں کے تحفوں سے عوام کو نوازا گیا ہے۔ ایبٹ آباد جیسے واقعات میں ملی اور قومی غیرت وحمیت کا جنازہ نکال دیا گیا۔ قومی غیرت اور حمیت کو بیچ کر اسکی تقدیر کے فیصلے کا اختیار غیر ملکی طاقتوں کو دیا گیا۔ اس وقت ہر کوئی غیر ملکی آقاؤں کے سامنے اپنی وفاداری ثابت کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ نوجوان نسل کے دلوں سے جذبہ حب الوطنی اور جذبہ عشق رسول ﷺ کی تڑپ ختم کی جا رہی ہے۔

موجودہ نظامِ انتخاب کی خامیاں:

پاکستان میں رائج موجودہ سادہ اکثریتی نظام انتخاب کسی بھی لحاظ سے حقیقی اسلامی تصورِ انتخاب وحکمرانی کے مطابق نہیں اور نہ ہی یہ عوام کی حقیقی نمائندگی اور حقیقی جمہوریت کا عکاس ہے۔ ہم ذیل میں مختلف زاویہ نگاہ سے پاکستان کے موجودہ نظام انتخاب کی خامیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

1- یہ نظام اسلامی تصورِ نمائندگی کے سراسر خلاف ہے:

اسلام میں خلافت و نیابت کے سنہری اصول اور شوریٰ اور اولی الامر کی اہلیت کا معیار دیا گیا ہے۔ اکثریت کی نمائندہ حکومت کے قیام کے واضح اصول بھی موجود ہیں جبکہ موجودہ نظام کے تحت اکثریت کی ناپسندیدہ حکومت تشکیل پاتی ہے۔ اسے عوام کی اکثریت کی حمایت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے ایسی شوریٰ (پارلیمنٹ) اسلامی شوریٰ نہیں کہلا سکتی اور نہ ہی ایسے نمائندوں کو اقتدار سونپا جا سکتا ہے جو اپنی جیت کے لئے اپنی انتخابی مہم کو میلے یا سرکس کے انداز میں چلاتے ہیں اور اپنے آپ کو منتخب کروانے کے لئے ہر جائز و ناجائز ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ ذاتی مفادات کی جنگ ہے جس میں عوام کی خیر خواہی اور خدمت کا کوئی جذبہ کارفرما نہیں ہوتا۔

پاکستان کی فیڈرل شریعت کورٹ میں 1988ء کے انتخابات کے بعد بہت سی درخواستیں موجودہ نظام انتخاب اور انتخابی قوانین کو کالعدم قرار دینے کے لئے دائر کی گئیں اور ان درخواستوں کے دلائل کی بنیاد پر فیڈرل شریعت کورٹ نے بھی موجودہ نظام انتخاب کو قرآن وسنت کے اصولوں کے خلاف قرار دیا تھا۔ ان درخواستوں کی سماعت کے دوران سب سے بڑی دلیل یہی پیش کی گئی تھی کہ موجودہ نظام انتخاب میں انتخابی مہم ایک میلے یا سرکس کے انداز میں چلائی جاتی ہے۔ ہر امیدوار کی اولین ترجیح اپنی ذات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور اپنے حریف امیدوار کی کردارکشی ہوتی ہے۔ امیدوار منافقت اور فریب کا لبادہ اوڑھے ہوئے لالچ، دھن، دھونس، دھاندلی، دھمکی اور جھوٹے وعدوں کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ ووٹوں کے حصول کی خاطر ایک ایک دروازے پر پہنچ کر ووٹروں کا تعاقب کرتا ہے۔ وہ تنخواہ یافتہ کارکنوں کی فوج حتی کہ بعض اوقات انتخابی مہم کے حربوں میں خصوصی طور پر تربیت یافتہ بیرونی ماہرین کی خدمات بھی حاصل کرتا ہے۔ امیدوار کی بینروں، پوسٹروں اور بِلے کارڈوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر جھوٹی تشہیر کی جاتی ہے۔ مہنگی گاڑیوں اور ٹرکوں پر سوار کرائے کے رضا کاروں کے جلوس گلی گلی، گاؤں گاؤں نعرے لگاتے ہوئے گشت کرتے اور ووٹروں کی حمایت حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ امیدوار کی اپنی خواہش اور اس کے بھاری خرچ پر ہوتا ہے۔ حمایت حاصل کرنے کے لیے علاقائی، فرقہ وارانہ، قبائلی اور اس طرح کے دوسرے تعصّبات کو استعمال کیا جاتا ہے۔ بوگس اور جعلی ووٹ بھگتانا معمول کی بات ہے۔ بالآخر جو سب سے اونچے داؤ لگا کر یہ کھیل کھیلتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

2-عوامی اکثریت کی نمائندہ حکومت تشکیل نہیں پاتی:

موجودہ نظام انتخاب کے تحت جو بھی حکومت بنتی ہے صحیح معنوں میں اقلیتی حکومت ہوتی ہے۔ چونکہ اس نظام کے تحت ایک امیدوار کل رجسٹرڈ ووٹوں کا بہت تھوڑا حصہ لے کر بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اپنے حریف امیدواروں سے محض ایک ووٹ کی سبقت ہی کامیابی کے لئے کافی ہے اس کی نمائندگی کی حقیقت اس تجزیے سے سامنے آتی ہے:

فرض کیجئے ایک حلقہ انتخاب میں ایک لاکھ رجسٹرڈ ووٹر ہیں ان میں سے 50,000 افراد نے اپنا حق رائے دہی اپنے پسندیدہ امیدواروں کے حق میں استعمال کیا۔ کل 5 امیدواروں نے انتخاب میں حصہ لیا ایک امیدوار نے 12,000 ووٹ حاصل کیے، دوسرے نے 11,500 ووٹ حاصل

کیے، تیسرے نے 11,000 ووٹ حاصل کیے، چوتھے نے 9,500 اور پانچویں نے 6,000 ووٹ حاصل کئے۔ اس طرح موجودہ نظام کے تحت 12,000 ووٹ حاصل کرنے والا امیدوار اس حلقے کا نمائندہ قرار دے دیا جائے گا حالانکہ 38,000 افراد اسے نمائندہ نہیں بنانا چاہتے اور 50,000 افراد نے بوجوہ اپنا حق رائے دہی استعمال ہی نہیں کیا مگر وہ صرف اس لئے کامیاب قرار دیا گیا کہ اس نے اپنے قریبی حریف امیدوار کے مقابلے میں 500 ووٹ زیادہ لئے ہیں اور اب وہ ایک لاکھ افراد کے حلقہ انتخاب کا نمائندہ تصور کیا جائے گا۔

موجودہ نظام میں نمائندگی کا تناسب:

مندرجہ بالا تجزیے کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان میں 1970، 1977، 1985، 1988، 1990، 1993، 1997، 2002، 2008 اور 2013 کے انتخابات کا جائزہ لیں تو ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی جہاں امیدوار محض چند ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہوئے اور پورے حلقہ انتخاب کے نمائندے قرار دیے گئے اور مجموعی طور پر برسرِ اقتدار آنے والی سیاسی جماعتوں نے بھی بہت کم ووٹ حاصل کیے۔ مثلاً 1970ء کے انتخابات میں برسر اقتدار جماعت کو صرف 38.9 فیصد ووٹروں کی تائید حاصل تھی۔ 1988ء کے انتخابات میں پیپلز پارٹی نے 37.63 فیصد ووٹ حاصل کیے اور 45 فیصد نشستیں حاصل کیں جبکہ اسلامی جمہوری اتحاد نے 29.56 فیصد ووٹ حاصل کیے اور 28 فیصد نشستیں حاصل کیں۔ اس طرح اس نظام انتخاب کے تحت پیپلز پارٹی نے ووٹوں کے تناسب سے زیادہ نشستیں حاصل کیں اور اسلامی جمہوری اتحاد نے تناسب سے کم نشستیں حاصل کیں۔

1990ء کے انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کو 37.37 فیصد ووٹ ملے اور نشستیں 106 ملیں، یعنی 52.8 فیصد جبکہ پی ڈی اے کو 36.65 فیصد ووٹ ملے اور نشستیں 44 یعنی 22.7 فیصد۔ اس طرح اس نظام انتخاب کے تحت ووٹوں میں صرف ایک فیصد کے فرق سے 62 نشستوں کا فرق پڑ گیا۔ اس کے بعد نصف سے بھی کم نشستیں حاصل کرنے والی جماعت نے حکومت سازی کے مرحلہ پر درپردہ دھاندلی اور اراکین اسمبلی کو ہارس ٹریڈنگ کے عمل سے خرید کر حکومت بنا لی اور وہ حکومت ملک بھر کے عوام کی نمائندہ حکومت کہلائی۔

اسی طرح مجموعی ٹرن آؤٹ کے اعتبار سے ان انتخابات کا جائزہ لیا جائے تو 1977ء کے عام انتخابات میں کاسٹ ہونے والے ووٹوں کی شرح کا تناسب سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 63 فیصد تھا، جو کہ بعد ازاں آنیوالے انتخابات میں بتدریج کم ہوتا رہا۔ 1988ء کے عام انتخابات میں ٹرن آؤٹ 43.07 فیصد ہوا، 1990 کے عام انتخابات میں 45.46 فیصد تک پہنچ گیا، 1993 کے عام انتخابات میں 40.28 فیصد پر آ گیا، 1997ء کے عام انتخابات میں 35.42 فیصد کی نچلی سطح پر آ گیا جو کہ 2002ء کے عام انتخابات میں 41.26 فیصد کی سطح پر پہنچایا گیا۔ بعد ازاں 2005ء میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں ووٹوں کا ٹرن آؤٹ 30 فیصد کی انتہائی نچلی سطح تک گر گیا حالانکہ یہ الیکشن لوکل سطح پر منعقد ہوئے اور ان میں لوگوں نے زیادہ جوش و خروش سے مقامی نمائندوں کو ووٹ دیے۔ اس تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوام موجودہ مہنگے اور بدعنوان انتخابی نظام سے مایوس ہو چکے ہیں اور انہیں موجودہ نظام انتخابات کے ذریعے ملک میں مثبت تبدیلی کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا۔

اسی طرح اگر ہم انفرادی امیدواروں کی جیت کا تناسب دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں بھی توازن نہیں اور کوئی بھی امیدوار اپنے مدمقابل امیدواروں سے محض ایک ووٹ کی برتری لے کر کامیاب ہو سکتا ہے چاہے اسے رائے دہندگان کی اکثریتی تعداد ناپسند کرتی ہو مثلاً الیکشن 90ء میں حلقہ این اے 9 کوہاٹ سے سید افتخار گیلانی صرف 8.73 فیصد ووٹ لے کر کامیاب قرار دیئے گئے اور حلقہ این اے 17 کوہستان سے مولوی محمد امین محض 5.29 فیصد ووٹ لے کر کامیاب ہوئے۔ صوبہ سرحد میں کامیاب ہونے والے قومی اسمبلی کے امیدواروں میں سب سے زیادہ ووٹوں کا تناسب 30 فیصد تھا اور قومی اسمبلی کے 26 اراکین میں سے صرف 5 امیدواروں نے 20 سے 30 فیصد کے درمیان ووٹ حاصل کئے۔

موجودہ نظام انتخابات کے تحت منعقد ہونے والے انتخابات اور ان سے بننے والی حکومتوں کو حاصل کردہ ووٹوں اور نشستوں کے جائزے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نظام انتخاب کے تحت نہ تو کوئی رکن پارلیمنٹ عوام کی اکثریت کا نمائندہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان نمائندوں کے ذریعے بننے والی حکومت عوام کی اکثریت کی نمائندہ حکومت ہوتی ہے جبکہ ایک جمہوری نظام کی لازمی شرط یہ ہے کہ جمہور (عوام کی اکثریت) کو منتخب اداروں میں واضح نمائندگی

ملے جو کہ موجودہ نظام میں کسی شکل میں بھی پوری نہیں ہوتی۔

3- سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفادات کا تحفظ:

موجودہ نظام انتخاب صرف سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اس نظام کے تحت صرف سرمایہ دار اور جاگیردار ہی منتخب ہو سکتے ہیں۔ یہ ایسا نظام ہے جس میں پولیس کی موجودگی میں لیڈی پولنگ سٹاف کی تھپڑوں سے پٹائی پر قانون کسی جاگیردار خاتون کو روکنے سے معذور ہے۔ عوام کو دہشت زدہ کر دیا گیا ہے اور ان کی ذاتی پسند کو محدود کر کے ان سے جبراً ووٹ لیے جاتے ہیں۔ جب اقتدار ان طبقات کے ہاتھ میں آتا ہے تو یہ صرف ایسے قوانین وضع کرتے ہیں اور دستور اور قانون میں ایسی ترمیم کرتے ہیں جن سے صرف ان کے اعلیٰ سطحی مفادات کا تحفظ ہو سکے۔ عوام کے مفاد میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی پالیسی بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں آج تک غریب عوام کی بہتری کے لئے ان بالا دست طبقات کے ہاتھوں کوئی اصلاحات نافذ نہیں ہوسکیں اور نہ ہی اسلامی قوانین اور شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ ہو سکا ہے۔ اس کی عملی مثال یہ ہے کہ سابقہ ادوار میں عوامی مسائل کے بارے میں کوئی بل منظور نہیں ہوا جبکہ ذاتی مفادات اور سیاسی حلیفوں کو خوش کرنے کے لیے راتوں رات بل منظور کیے جاتے ہیں۔ ذاتی تنخواہیں بڑھانے کے لیے متفقہ قراردادیں منظور کی جاتی ہیں۔ اسی سوچ نے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اگر آپ بغور جائزہ لیں تو شہروں میں سرمایہ دار جبکہ دیہاتی علاقوں میں جاگیردار اور وڈیرے اس نظام پر مسلط ہیں۔

4- دھن، دھونس اور دھاندلی کا آزادانہ استعمال:

اس نظام میں امیدوار چونکہ محض ایک ووٹ کی برتری سے بھی کامیاب ہوسکتا ہے اس لیے ناجائز ذرائع اور سرکاری پشت پناہی کے حامل امیدوار اپنے مدمقابل کو شکست دینے اور خوفزدہ کرنے کے لئے دھن، دھونس اور دھاندلی کے تمام ممکنہ طریقوں کا آزادانہ استعمال کرتے ہیں۔ پاکستان میں ہر انتخاب میں برسر اقتدار حکومتوں اور بالا دست طبقات نے دھن، دھونس اور دھاندلی کی بنیاد پر الیکشن جیتنے کے بعد بھی اپنے مدمقابل کو ذلیل و رسوا کرنے اور اُس سے ہر ممکن انتقام لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اسے انتہائی بہیمانہ اور غیر شریفانہ طریقوں سے نقصان پہنچاتے رہے۔ ان بالادست طبقات کو ہمیشہ یہ اطمینان رہتا ہے کہ ہمارے حلقے محفوظ ہیں اور ہمارے سوا کوئی دوسرا شخص ہمارے حلقے سے منتخب نہیں ہوسکتا اس لئے وہ اس نظام انتخاب کے تحت اپنے استحصالی، جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ مفادات کے لئے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے اور ان کی اجارہ داریاں ہمیشہ برقرار رہتی ہیں۔ ان اجارہ داریوں کے ہوتے ہوئے پاکستان کے موجودہ سماجی و سیاسی حالات میں تبدیلی کی توقع قطعاً نہیں کی جا سکتی۔

5- مفاد پرست افراد کا چناؤ:

موجودہ نظام نے ہمیشہ اسمبلیوں میں بیشتر نا اہل اور مفاد پرست افراد کو بھجوایا ہے جنہوں نے ملک و قوم کی خدمت کی بجائے اپنے ذاتی مفادات کا تحفظ کیا۔ ہارس ٹریڈنگ، رشوت، غبن، لوٹ مار، خیانت اور ناجائز طریقوں پر کروڑوں اربوں روپے کے قرضے لینا اور دھوکہ دہی سے ان قرضوں کو معاف کروانا ان اراکین کا معمول رہا ہے۔ حالیہ پارلیمنٹ ممبران میں اکثریت نادہندہ تھی اور انہوں نے اپنے عزیزوں کے نام پر اربوں روپے معاف کروائے۔ یہ قرض پاکستانی عوام پر مہنگائی اور بدحالی کی صورت میں اضافی بوجھ کا سبب بنتے ہیں۔ لیکن ہمارے غریب عوام اس حقیقت سے واقف نہیں اور ہر بار اپنے پیٹ کاٹ کاٹ کر سرمایہ اور اختیار انہی لٹیروں کو دیتے رہے۔

اسی طرح عوام کی خدمت اور علاقہ کی بہتری کے نام پر کروڑں روپے کے منصوبے منظور کروائے مگر انہیں اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کیا۔ عوام کے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے جتنی بھی مراعات ملیں سب اپنی ذاتی مفادات کے لئے استعمال کیں۔ کارخانوں کے لائسنس اور پرمٹ، پلاٹوں اور جاگیروں کا حصول ان اراکین کا شیوہ رہا۔ یہ نا اہل اور مفاد پرست افراد ایک بالا دست طبقے کی حیثیت سے عوام کا استحصال کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ انتخابات کے موقع پر عوام کے خادم اور غریبوں کے ہمدرد کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔ پہلے انتخابات جیتنے کے لئے کروڑوں روپے داؤ پر لگاتے ہیں اور پھر اسمبلی میں بیٹھتے ہی پہلے چند روز میں وہ سارا خرچہ (اصل زر) وصول کر لیتے ہیں اور بقیہ سال سارے منافع

کے ہوتے ہیں۔

6-علاقائی اور فرقہ وارانہ تقسیم، کشیدگی میں مسلسل اضافہ کا باعث:

پاکستان کے چاروں صوبوں میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور مختلف مسالک کے لوگ آباد ہیں مگر بدقسمتی سے اس نظام انتخاب کے تحت ہمیشہ علاقائی، گروہی، لسانی اور فرقہ وارانہ مسائل کو انتخابی نعروں کے طور پر استعمال کیا گیا اور انتخابات میں نشستوں کے حصول کے لیے مختلف سیاستدانوں نے رائے دہندگان کے جذبات کو مشتعل کر کے اپنے لیے تائید حاصل کی۔ سندھ ایک عرصہ سے لسانی کشیدگی اور فسادات میں جل رہا ہے۔ ہزاروں گھرانے برباد ہو چکے ہیں اور ہزاروں لوگ اس آگ میں جل چکے ہیں۔ پنجاب، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں ایک عرصہ سے مذہبی کشیدگی اپنے عروج پر ہے اور ہزاروں لوگ اس کشیدگی کے باعث قتل ہو چکے ہیں۔ ان سب فسادات کے پیچھے نام نہاد لیڈروں کے سیاسی مفادات کارفرما ہیں اور یہ مفادات محض اس نظام انتخاب کی وجہ سے ہیں جن میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اور یہ قوم مزید ٹکڑوں میں بٹتی جا رہی ہے۔

7-کمزور حکومتوں کی تشکیل، سیاسی نظام میں عدم استحکام کا موجب:

اس نظام انتخاب کے ذریعے جتنی بھی حکومتیں بنیں کمزور ثابت ہوئیں اور حکومتوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فوج اور بیوروکریسی کو اپنا پیشہ وارانہ کردار چھوڑ کر سیاسی کردار ادا کرنا پڑا نتیجتاً سیاسی نظام میں عدم استحکام رہا۔ حکومتیں اپنی کمزوری کے باعث جلد ٹوٹتی رہیں اور مارشل لا ایڈمنسٹریٹر ملک پر حکمرانی کرتے رہے۔ ملک سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی انحطاط کا شکار ہو گیا۔ سیاسی جماعتوں کو اب اس نظام میں نہ تو کسی ٹھوس پروگرام کے پیش کرنے کی ضرورت رہی اور نہ کسی دستور و منشور کی۔ انہیں نہ کوئی جانتا ہے اور نہ پڑھتا ہے۔ ہر جماعت کو جیتنے والے امیدواروں (Winning Horses) کی ضرورت ہوتی ہے اور انہی کے ذریعے انتخاب جیتا جاتا ہے۔ اس میں عوام کا کردار محض نمائشی اور رسمی رہ گیا ہے اس نظام میں یہی پہلو حکومتوں کو کمزور اور سیاسی نظام کو غیر مستحکم رکھتا ہے۔ اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر فوجی آمریت بار بار جمہوری بساط لپیٹتی ہے اور پھر ملک اندھیروں کی نظر ہو جاتا ہے۔

8-اس نظام میں نمائندوں کا احتساب ممکن نہیں:

موجودہ نظام انتخاب کے تحت منتخب نمائندے بالعموم ہر قسم کے احتساب سے بالاتر رہتے ہیں۔ رائے دہندگان کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ وہ اپنے نمائندوں کا احتساب کر سکیں اور نہ ہی سیاسی جماعتوں کے پاس کوئی اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی ٹکٹ پر منتخب ہونے والے نمائندوں کی گرفت کر سکیں یا پانچ سال سے پہلے ان نام نہاد نمائندگان کو تبدیل ہی کیا جا سکے۔ اس طرح یہ نمائندے نہ صرف اپنی پارٹی کے منشور اور پروگرام سے انحراف کرتے ہیں بلکہ رائے دہندگان سے کیے گئے وعدوں کو بھی فراموش کر دیتے ہیں اور اگلے انتخابات پر دھن، دھونس اور دھاندلی کی بدولت دوبارہ منتخب ہو جاتے ہیں اور مسلسل اپنے ہی مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ اب تو بدنام زمانہ ''قومی مفاہمتی آرڈیننس NRO'' کے ذریعے سیاست دانوں کو مقدس گائے قرار دے کر ہر طرح کے احتساب سے بالاتر قرار دے دیا گیا ہے۔

9-عوام اور رائے دہندگان کی عدم دلچسپی میں اضافہ کا موجب:

پاکستان میں اس نظام کے تحت جتنے بھی انتخابات منعقد ہوئے ان میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق زیادہ سے زیادہ 45 فیصد افراد نے رائے دہی میں حصہ لیا، تقریباً دو تہائی رائے دہندگان نے انتخابات سے عدم دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس تناسب میں سے ووٹرز کو جبراً گاڑیوں میں بھر بھر کر ووٹ دلوانے کے عمل کو نکال دیں تو اپنی مرضی سے ووٹ دینے والے لوگوں کا تناسب شاید 15% سے زیادہ نہ ہو گا۔

(۱) رائے دہندگان نے ہمیشہ ان انتخابات سے بیزاری کا اظہار کیا اور یہ عدم دلچسپی نظام انتخابات سے اعتبار اٹھ جانے کے باعث ہے۔ گویا عوام نے عملاً اس نظام سے مایوسی کا اظہار کیا۔

(۲) اس نظام انتخابات میں جس طرح کے نمائندے منتخب ہوتے ہیں سنجیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ اسے کماحقہ اہل نہیں سمجھتا، ان کی مجبوری ہے کہ

جو افراد کھڑے ہیں انہی میں سے کسی ایک کے حق میں ووٹ ڈالیں۔

(۳) اس نظام کے تحت انتخابی مہم کے دوران بننے والا ماحول اور مہم کا نتیجہ عوام کی توقعات کے برعکس ہوتا ہے۔ رائے دہندگان کو یقین ہو چکا ہے کہ ان کا ووٹ اور ملکی تقدیر کا فیصلہ خفیہ قوتوں کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا ان کا ووٹ دینا نہ دینا برابر ہے۔

(۴) پولنگ کے دن سیاسی دھڑے بندیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ بعض شرفاء اس کشمکش میں اپنے آپ کو فریق نہیں بنانا چاہتے، چنانچہ وہ رائے دہی کیلئے اپنا حق استعمال ہی نہیں کرتے۔

10-قومی مسائل حل کرنے میں ناکام نظام:

اس نظام انتخاب کے تحت جتنی بھی حکومتیں بنیں ان کی اولین ترجیح اپنے اقتدار کو دوام دینا، اپنے مفادات کا تحفظ کرنا، حزب اختلاف کو ملک دشمن عناصر قرار دے کر انتقامی کاروائیاں کرنا اور اگلے انتخابات کے لئے ملکی حالات کو اپنے لئے سازگار بنانے پر مرتکز رہی ہے۔ اس طرح ان حکومتوں کو کبھی بھی قومی مسائل حل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ چنانچہ قیام پاکستان کے 66 سال بعد بھی قومی مسائل حل نہیں ہو سکے۔ بلکہ ہر اسمبلی پہلے سے موجود مسائل کے انبار میں اضافہ کر کے رخصت ہوئی ہے۔

11- یہ نظام انتخابات سراسر ظلم اور اندھیر نگری ہے:

اس ملک میں ایک چپڑاسی کی تقرری کے لئے بھی میرٹ شرط ہے اور ایک کلرک کی تقرری کے لئے بھی تعلیمی قابلیت، تحریری امتحان اور انٹرویو لازمی ہے۔ ایک ڈرائیور کی تقرری کیلئے بھی ٹیسٹ اور انٹرویو ضروری ہے۔ الغرض کسی چھوٹی تقرری سے لے کر بڑی تقرری تک سکول، کالج، یونیورسٹی کے اساتذہ، ڈپٹی کمشنر، کمشنر، سیکرٹری وغیرہ کی سطح تک بغیر مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربہ کے کسی شخص کی تقرری عمل میں نہیں آتی۔

موجودہ نظام انتخابات کے تحت صرف پاکستان کی قومی اور صوبائی اسمبلیاں ایسے ادارے ہیں جہاں ایم این اے اور ایم پی اے بننے کے لئے کسی قسم کی قابلیت، تجربہ، مہارت، کردار اور ذہانت جیسی خصوصیات کی ضرورت نہیں رہی۔ بمشکل 2002ء کے انتخابات میں ارکان کی اہلیت کے لیے بی۔اے کی شرط رکھی گئی تھی، مفاد پرست سیاست دانوں کے مفادات پر ضرب پڑتی تھی جس سے نئے چہرے سامنے آ رہے تھے اور تبدیلی کا آغاز ہوا تھا لیکن اس کو بھی تبدیل کر دیا گیا۔ موجودہ انتخابی نظام میں صرف درج ذیل چیزوں کی ضرورت ہے۔ ان خصوصیات کا حامل ہی قومی یا صوبائی اسمبلی کا رکن بن سکتا ہے۔

۱- سرمایہ و دولت ۲-غنڈوں اور رسہ گیروں کی فوج ۳- ناجائز اور غیر قانونی اسلحہ ۴-حکومتی پارٹی کا ٹکٹ

۵- تھانوں پر کنٹرول

12-مہنگا ترین نظام انتخاب:

موجودہ نظام انتخاب کے تحت حصہ لینے کیلئے ایک امیدوار کو کروڑوں روپے درکار ہوتے ہیں۔ انتخابی مہم کے تمام مراحل زرِ کثیر کا تقاضا کرتے ہیں، جیسے ٹکٹ کی خریداری، مہنگی اور وافر تشہیر، انتخابی دفاتر کا قیام اور ان میں پُرتعیش کھانوں و دیگر آسائشوں کی فراہمی، ووٹوں کی خریداری، مہنگے جلسے جلوس، اپنی مرضی کے انتخابی عملہ کی تعیناتی کیلئے رشوت، پولنگ ڈے کیلئے ہزاروں گاڑیوں کی فراہمی اور دیگر بھاری اخراجات کے بعد نتائج کو اپنے حق میں کروانے کیلئے کروڑوں روپے کے اخراجات بے دریغ کیے جاتے ہیں۔ قابل اور لائق اس قدر خطیر رقم نہ ہونے کی وجہ سے باہر رہتے ہیں کیونکہ موجودہ نظام کے تحت کسی امیدوار کو قومی اسمبلی کا الیکشن لڑنے کے لیے 10 سے 20 کروڑ جبکہ صوبائی اسمبلی کے لیے 10 سے 15 کروڑ روپے درکار ہیں۔

13-خاندانی اجارہ داری کا ذریعہ:

موجودہ نظام انتخاب میں سرمائے کا بہت بڑا کردار ہے۔ پورے آسمان سیاست پر چند خاندان ہی مسلط نظر آتے ہیں۔ آج پاکستانی سیاست پر

لغاری، مزاری، کھوسے، چوہدری، خان، کاکڑ، میاں ،زرداری، کاہرے، رئیسانی اور کھر وغیرہ خاندان چھائے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ اگلی نسلوں تک جاری ہے۔ گزشتہ 66سالوں سے ہر جماعت کا سربراہ، اسکا بھائی، بیوی، بیٹی، بیٹا اور دیگر رشتہ دار ہماری نسلوں پر حکمرانی کررہے ہیں۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ اس قوم پر مسلط رہنے کے لیے ایک ہی خاندان میں سے ایک فرد ایک جماعت جبکہ دوسرا فرد دوسری جماعت کی طرف سے الیکشن لڑتا ہے۔ عوام کو ظاہر کیا جاتا ہے کہ دونوں مدمقابل ہیں۔اور ہماری عوام کی یہ سادگی ہے کہ ان میں سے ایک کو جتوا دیتی ہے جبکہ کھیل اصلاً یہ ہے کہ کوئی بھی جیتے سیٹ تو خاندان میں رہے گی۔ 66 سال سے اس قوم کے ساتھ یہی کھیل کھیلا جارہا ہے۔

14- اکثریت پر اقلیت کی حکمرانی:

اس ملک کی 98% عوام غریب، محنت کش اور رلا چار ہے۔ پڑھے لکھے نوجوان جذبہ، ولولہ اور بیدار مغز ہونے کے باوجود کرپٹ نظام انتخاب کی وجہ سے آگے بڑھ نہیں سکتے جبکہ اس نظام کے ذریعے 98% عوام کی تقدیروں کے فیصلے وہ 2% خواص کرتے ہیں جن میں اکثریت کو نہ تو غریب عوام کے مسائل کا علم ہے اور نہ ہی وہ خود کبھی بھوک، کسمپرسی اور تکلیف کی کیفیت سے گزرے ہیں۔وہ کیا جانیں کے غریب کا دکھ کیا ہے؟......غریب کے حالات اسی وقت بدلیں گے جب ایسا نظام انتخاب رائج ہو کہ غریبوں کا نمائندہ غریبوں میں سے منتخب ہو کر اسمبلی میں جائے۔

15- ارکان اسمبلی کی کھلے عام خرید و فرخت کا ذریعہ:

حکومت کی تشکیل کے وقت منشور اور ملی جذبے کے بغیر محض مفادات کے لیے الیکشن لڑنے والے کامیاب امیدواروں کی خرید و فروخت کی منڈی لگائی جاتی ہے۔ اس منڈی میں ہر کوئی زیادہ سے زیادہ داموں بکنے کے لیے اپنے دام بڑھاتا ہے۔تجزیہ ہے کہ پاکستان میں کسی بھی فرد کے پاس مطلوبہ تعداد میں ارکان اسمبلی خریدنے کے لیے پیسے ہوں تو وہ بغیر پروگرام اور منشور کے خریدی ہوئی اسمبلی کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حکمران بن سکتا ہے۔ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ایسی اسمبلی اور ممبران کس طرح غریب عوام کے حقوق کی ادائیگی کے حق میں فیصلہ کرسکتے ہیں اور عوامی فلاح کے فیصلے کیسے ممکن ہیں؟

16- منافع بخش کاروبار اور کرپشن کا ذریعہ:

موجودہ نظام انتخاب کے ذریعے ٹکٹ کی خریداری سے لے کر اسمبلی تک پہنچنے کے لیے کروڑوں روپے کے اخراجات آتے ہیں۔ممبر اسمبلی جب اس قدر خطیر رقم خرچ کرتا ہے تو وہ اسمبلی میں پہنچ کر اپنی سابقہ انویسٹمنٹ پوری کرنے، آئندہ الیکشن اخراجات اور منافع کے حصول کے لیے کل اخراجات سے تین گنا رقم بٹورنے کے لیے کرپشن کرتا ہے۔ اراکین اسمبلی کو ناجائز ٹھیکے دیے جاتے ہیں اور خصوصی پرمٹ اور وزارتیں مال بنانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

17- پارٹی قیادت اور منشور کمزور جبکہ امیدوار طاقتور:

موجودہ نظام انتخاب میں ہر پارٹی کو طاقتور امیدوار (Winning Hourses) کی ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے صلاحیت، کردار، نظریہ اور پارٹی منشور کو بالائے طاق رکھ کر پارٹی قیادت ان امیدواروں کے حصول کے لیے اصولوں پر سمجھوتہ کرلیتی ہے۔ یہی وجہ ہے حکومت سازی کے بعد بھی پارٹی قیادت پروگرام کے مطابق حکومت چلانے کی بجائے ان ارکان کی روزانہ گنتی اور خوشامدوں میں مصروف رہتی ہے اور اکثر ان کے مفادات کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی ہے بایں وجہ عوامی پروگرام اور بڑے بڑے نعرے مسلسل حکمرانی کے بعد بھی ادھورے رہتے ہیں اور قوم کو ہر بار ایک نیا نعرہ دے کر بے وقوف بنایا جاتا ہے۔

18- گونگوں اور بہروں کی پارلیمنٹ وجود پاتی ہے:

موجودہ نظام انتخاب کے ذریعے آنے والے اراکین اسمبلی کا مقصد عوامی فلاح اور قومی مفاد کا تحفظ نہیں ہوتا۔اس لیے اجلاس کے دوران

اراکین اسمبلی کی قلیل حاضری ایک معمول ہے اور اخبارات کا ریکارڈ اس کا گواہ ہے۔ 90% اراکینِ اسمبلی وہ ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ بھی اپنا مائیک آن نہیں کیا اور نہ ہی اسمبلی میں بحث، نقطہ اعتراض یا ایک لفظ بھی بولا ہو۔ بلکہ میڈیا گواہ ہے کہ ہمارے اراکین پارلیمنٹ دوران اجلاس بھی خواب خرگوش کے مزے لیتے رہتے ہیں۔ ملک کے اس قدر اعلیٰ ادارے میں جہاں قوم کی تقدیر کے فیصلے ہوتے اور قوانین بنتے ہیں اس طرح کا غیر سنجیدہ عمل فیصلہ سازی کے عمل کو مشکوک بناتا ہے۔ اگر کوئی فیصلہ ہو بھی جائے تو اس پر عملدر آمد کے اثرات عوام تک نہیں پہنچتے۔

19- بے وقعت اور بے اختیار پارلیمنٹ کی تشکیل:

تاریخ گواہ ہے کہ اس ملک میں حکمرانوں نے ذاتی مفادات اور حکومت کو طول دینے کے لیے راتوں رات قانون سازی کروائی اور اراکین اسمبلی نے بھر پور تائید کی۔

گزشتہ عرصہ میں پارلیمنٹ نے ڈرون حملوں کے بارے میں مشترکہ قرارداد پاس کی مگر ڈون حملے بند نہ ہو سکے اور پارلیمنٹ اپنے فیصلے پر عملدرآمد نہ کرواسکی۔ اسی طرح پارلیمنٹ فیصلے کرتی ہے مگر اس کی قدر نہ ہونے کی وجہ سے عملدرآمد نہیں کرواسکتی۔

یہ پارلیمنٹ اس وقت تک طاقتور نہیں ہوسکتی جب تک اس کی تشکیل کے لیے نمائندگان کے چناؤ کے نظام (انتخابی نظام) میں تبدیلی نہ کی جائے۔

20- قانون شکن ہی قانون ساز:

موجودہ نظام انتخاب کا عجیب تماشہ ہے کہ اس ملک میں قانون سازی کے لیے ان افراد کو منتخب کرنا پڑتا ہے جو خود قانون شکن ہوں اور دن دیہاڑے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوں۔ بلکہ اب تو پاکستان میں یہ بات عام ہو چکی ہے کہ اس ملک میں کوئی جتنا بڑا قانون شکن ہوگا اسی قدر بڑے عہدے پر فائز کیا جاتا ہے۔ صرف موجودہ نظام انتخاب کو ہی دیکھ لیجیے کہ الیکشن کمیشن کے قوانین کی کس قدر پاسداری ہوتی ہے۔

۱- انتخابی اخراجات کی حد ایک طرف رکھ کر مذاق اڑاتے ہوئے 10 سے 20 کروڑ روپے کے اخراجات

۲- تشہیر کے لیے 10 x 3 فٹ کے بینر کی اجازت .... جبکہ سڑکوں پر دیوقامت ہورڈنگز اور بینرز کا مقابلہ اور نمائش

۳- انتخابی کاغذات کے ساتھ مالیاتی گوشوارے جمع کرانا لازم ہے .... لیکن بڑے بڑے سرمایہ داروں کا خلافِ حقیقت گوشوارے جمع کروانا معمول ہے۔

۴- کاغذاتِ نامزدگی پر درست کوائف کا حلف

(i) حلف کے باوجود جھوٹ پر مبنی کاغذاتِ نامزدگی (ii) جعلی ڈگریوں کے ساتھ سینہ تان کر الیکشن لڑنا

۵- صرف کارنر میٹنگز کی اجازت جبکہ لاکھوں روپے کی لاگت سے بڑے بڑے جلسوں کا انعقاد

۶- جعلی ووٹ کا اندراج جرم ہے .... لیکن امیدوار اپنے کارندوں کے ذریعے جعلی ووٹ درج کرواتے ہیں۔

۷- جعلی ووٹ کاسٹ کرنا جرم ہے .... لیکن ہزاروں کی تعداد میں نہ صرف جعلی بلکہ مُردوں کے ووٹ بھی کاسٹ ہوتے ہیں۔

۸- جعلی شناختی کارڈ رکھنا جرم ہے .... لیکن امیدواروں کے گھروں میں شناختی کارڈ بنانے کی مشین نصب ہوتی ہیں۔

۹- ووٹر کو ڈرانا یا لالچ دینا جرم ہے .... لیکن سرعام ووٹوں کی خریداری کا عمل جاری رکھا جاتا ہے۔

۱۰- پولیس اور الیکشن کے عملہ کی مٹھی گرم کرنے سے رزلٹ اپنے حق میں کروا کر اور تمام غیر اخلاقی حربوں کے استعمال کے بعد امیدوار اسمبلی ممبر بن پاتا ہے۔ اپنے چناؤ کے عمل میں قانون کی دھجیاں بکھیرنے والے کسی بھی فرد سے کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ایسے قوانین بنانے میں کردار ادا کرے گا جو اس کے مفادات کی بجائے عوام کے مفادات کا تحفظ کریں۔

ہمارا نقطہ نظر:

پاکستان عوامی تحریک کی تشکیل ایک بامقصد اور تعمیری سیاست کے لئے ہوئی ہے اور پاکستان عوامی تحریک نے اپنے قیام سے لے کر آج تک اپنے اصولوں کو قربان نہیں کیا۔ 25 مئی 1989ء کو موچی دروازہ کے جلسہ عام میں اعلان لاہور کے مطابق پاکستان عوامی تحریک کے پلیٹ فارم سے اس نظام کے تحت انتخابات میں ایک یا دو بار حصہ لینے کا اعلان کیا گیا تھا۔ پاکستان عوامی تحریک نے 1990ء اور 2002ء کے انتخابات میں حصہ لے کر عملی تجربہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اس نظامِ انتخاب کے تحت اہل اور باصلاحیت قیادت کا انتخاب ہرگز نہیں ہوسکتا۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں پاکستان عوامی تحریک پرامن سیاسی جدوجہد پر یقین رکھتی ہے مگر ہم ملک اور قوم کو تباہی کے گڑھے تک پہنچانے کی سازشوں کو ایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ اس لیے موجودہ نظام انتخاب اور اس سے وجود میں آنے والے استحصالی نظام کو بدلنا ناگزیر ہے۔ ہمارے نزدیک اسلام کے مشاورتی اور جمہوری ضابطوں کے تحت نمائندگی کا پارلیمانی نظام ملک وقوم کے بہترین مفاد میں ہے اور اس نظام انتخاب کے تحت بننے والی اسلامی حکومت ہی عوام کی حقیقی نمائندہ اور صحیح جمہوری حکومت کہلا سکتی ہے۔ لہٰذا پاکستان عوامی تحریک ملک وقوم کے بہترین مفاد میں یہ سمجھتی ہے کہ موجودہ نظام انتخاب کو ختم کر کے ''حقیقی عوامی نمائندگی کا حامل نیا نظام انتخاب'' تشکیل دیا جائے تاکہ صحیح معنوں میں اسلامی، انقلابی، جمہوری اور فلاحی حکومت تشکیل پائے۔ متبادل نظام انتخاب کا مکمل خاکہ پاکستان عوامی تحریک پیش کر چکی ہے۔

موجودہ کرپٹ اور مہنگا نظامِ انتخاب جملہ مسائل کی جڑ:

مندرجہ بالا تجزیے سے ثابت ہوا کہ ملک کے تمام سنگین مسائل کی جڑ کرپٹ نظام انتخاب ہے۔ اس کرپٹ نظام انتخاب نے قوم کو اس کی حقیقی نمائندگی سے محروم کر دیا ہے۔ عوام کے 98 فیصد غریب ومتوسط طبقات سے کسی امیدوار کا منتخب ہونا عملاً ناممکن ہو چکا ہے کیونکہ موجودہ نظام انتخاب کی خامیوں کی وجہ سے انتخابی حلقہ جات پر کرپٹ، سرمایہ دار، جاگیردار، وڈیروں، مافیا، بااثر اور حکومتی امیدواروں کا کنٹرول ہے حتی کہ کسی حلقہ میں کوئی بڑی پارٹی اپنے انتہائی دیرینہ نظریاتی ورکر کو محض اس لئے ٹکٹ نہیں دیتی کہ وہ کروڑوں روپے خرچ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ:

- ☆ نظام انتخاب شفاف اور سستا ہو۔
- ☆ نظام انتخاب حکومتی، بااثر طبقات، سرمایہ داروں اور الیکشن کمیشن کے ناجائز اثر ورسوخ سے آزاد ہو۔
- ☆ نظام انتخاب جعلی شناختی کارڈ سازی اور جعلی ووٹس، جانبدارانہ حلقہ بندیوں و پولنگ سکیم، الیکشن عملہ کی ملی بھگت اور پولیس انتظامیہ وغنڈہ عناصر کی مداخلت سے پاک ہو۔
- ☆ تشہیر، جلسوں، ٹرانسپورٹ، الیکشن کیمپوں کے اخراجات اور سرمایہ کے ذریعے ووٹرز کی رائے پر اثر انداز ہونے جیسی انتخابی دھاندلیوں سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔
- ☆ نظام انتخاب عبوری حکومتوں، لوکل باڈیز اداروں اور الیکشن کمیشن کے ناجائز اثر ورسوخ سے آزاد ہو تاکہ سیاسی جماعتیں تمام تر مصلحتوں سے بالاتر ہو کر غریب ومتوسط باصلاحیت کارکنان کو میرٹ پر اسمبلیوں میں نمائندگی کے لیے نامزد کر سکیں۔
- ☆ سیاسی جماعتوں کو اقتدار کے حصول کے لئے کوئی ڈیل نہ کرنا پڑے اور نہ ہی انہیں اسکے لئے غیر فطری اتحاد بنانا پڑیں بلکہ سیاسی جماعتیں عوامی ایشوز پر اپنا حقیقی کردار ادا کریں۔

موجودہ کرپٹ اور مہنگے انتخابی نظام کی وجہ سے تقریباً 70 فیصد قوم انتخابات سے کلیتاً لاتعلق ہوگئی ہے اور قوم اپنے بنیادی آئینی وانسانی حقوق سے محروم ہوگئی ہے۔ لہٰذا یہ ملک وقوم کے ریاستی و مقتدر اداروں بشمول عدلیہ، قانون سازاداروں، سیاسی پارٹیز واراکین پارلیمنٹ، میڈیا، سیاسی جماعتوں، دانشوروں اور وکلاء کی آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ اس انتہائی اہم قومی حساس مسئلہ کے حل پر توجہ دیں اور ملک وقوم کو موجودہ کرپٹ انتخابی نظام سے چھٹکارا دلا کر شفاف نظام انتخاب مہیا کریں۔

پاکستان عوامی تحریک حقیقی جمہوری اور انتخابی عمل پر یقین رکھتی ہے۔

پاکستان عوامی تحریک انتخابات کے خلاف نہیں بلکہ موجودہ بدعنوان اور مہنگے انتخابی نظام کے خلاف ہے۔ پاکستان عوامی تحریک جمہوریت پر کامل یقین رکھتی ہے اور ہرگز جمہوری نظام کے خلاف نہیں۔ پاکستان عوامی تحریک یہ سمجھتی ہے کہ موجودہ نظام انتخاب ملک وقوم کو حقیقی جمہوریت کی طرف نہیں بلکہ تباہی کی طرف لے کر جا رہا ہے جسے تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

موجودہ نظام کا متوقع انجام:

ہم نے پوری دیانتداری اور خلوص کے ساتھ موجودہ نظام انتخاب کا تجزیہ پیش کر دیا ہے اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر ملک میں جاری نظام انتخاب میں مطلوبہ تبدیلیاں نہ لائی گئیں تو آئندہ سالوں میں ہونے والے عام انتخابات اور ان کے نتیجے میں قائم ہونے والی مرکزی اور صوبائی حکومتیں نہایت کمزور اور غیر مؤثر ہوں گی۔

☆ غریب، غریب سے غریب تر ہوتا چلا جائے گا اور معاشی بدحالی مزید بھیانک صورت اختیار کرلے گی۔

☆ مذہبی منافرت، سیاسی انتشار، صوبائی عصبیت اور طبقاتی کشمکش میں اضافہ ہوگا۔

☆ انتہاپسندی اور دہشت گردی کا جن، جو پہلے ہی بوتل سے باہر نکل چکا ہے، مزید تباہی پھیلائے گا۔

☆ اسلامی شعائر جو معاشرے سے پہلے ہی مٹ رہے ہیں مزید ناپید ہو جائیں گے۔ نتیجتاً بے حیائی، عریانی، فحاشی اور اخلاقی بے راہ روی عام ہو جائے گی۔

☆ ریاستی ادارے مزید کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔ حکومت اور طاقت کے مرکز ومحور ''خفیہ'' اور سازشی عناصر رہیں گے۔

☆ پاکستان نہ صرف عالم اسلام کی توقعات پر پورا اترنے سے قاصر ہوگا بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک ناکام ریاست کے طور پر جانا جائے گا۔

یہ سارے حالات ملک وقوم کو ایک بھیانک انجام کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ لہٰذا پاکستان عوامی تحریک ایسے عمل میں کیسے شریک ہو سکتی ہے جس کے نتائج کا تصور کرتے ہی روح کانپ اٹھتی ہے۔

انتخابات 2013 دھن، دھونس اور دھاندلی کا عظیم شاہکار

''سیاست نہیں ریاست بچاؤ''۔محترم قارئین! یہ وہ نعرہ ہے جو ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں ملک پاکستان میں رائج فرسودہ و کرپٹ سیاسی نظام کے خلاف اور حقیقی جمہوریت کی بحالی کے لئے پاکستان عوامی تحریک (PAT) نے بلند کیا۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور پاکستان عوامی تحریک (PAT) نے اس نظام کے خلاف علمِ بغاوت کیوں بلند کیا۔۔۔؟ دیگر سیاسی جماعتیں انتخابات میں حصہ لینے جا رہی تھیں مگر PAT نے اس کرپٹ نظام کا حصہ بننے سے انکار کیوں کیا۔۔۔؟ لانگ مارچ اور پولنگ ڈے پر ملک بھر میں دھرنوں کا کیا جواز تھا۔۔۔؟ الیکشن کمیشن کی غیر آئینی تشکیل پر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اعتراض کیوں کیا۔۔۔؟ مک مکا پر مبنی الیکشن کمیشن اور نگران حکومتوں نے کیا گل کھلائے۔۔۔؟ نام نہاد سکروٹنی کی حقیقت کیا ہے۔۔۔؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب انتخابات کے نتائج کے بعد پوری قوم جان چکی اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے موقف کی سچائی اظہر من الشمس ہو چکی ہے۔ آیئے! ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدوجہد، حالیہ انتخابات کے پس منظر، انتخابات کے نتائج اور ملک کی آئندہ صورتحال پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مطالبات

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 23 دسمبر 2012ء مینار پاکستان پر لاکھوں لوگوں کے سامنے استحکام پاکستان کے لئے اپنا ایجنڈا دیتے ہوئے فرمایا:

''میں جو ایجنڈا اور منصوبہ دے رہا ہوں وہ آئین پاکستان کے مطابق ہے اور پاکستان کے آئین کی ایک شق بھی اس سے الگ نہیں۔ ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ آئین پاکستان کس طرح کے انتخابات چاہتا ہے؟ میں پاکستان کے آئین کا پابند ہوں۔ نظام انتخاب کو اس آئین کے تابع کریں گے اور آئین کو حکمران بنائیں گے۔ میری غرض صرف اور صرف آئین پاکستان سے ہے کہ الیکشن جب بھی ہوں اس آئین کے مطابق ہوں۔ آئین کی ساری شرائط پر عمل ہو، آئین پاکستان کے مطابق نمائندے منتخب کیے جائیں، آئین پاکستان کے مطابق انتخابی نظام کا ماحول دیا جائے اور آئین پاکستان کے مطابق دیانت دارانہ، Genuine Elections کی ضمانت مہیا کی جائے۔ اگلے انتخابات اگر نظام انتخاب کو بدلے بغیر اور Electoral Reforms کے بغیر کرا دیئے گئے تو وہ انتخابات آئین کے خلاف ہوں گے۔ اگر وہی خائن، جعلی ڈگریوں والے اور آئین کو پامال کرنے والے لوگ پھر الیکشن میں حصہ لینے کے اہل قرار دیئے گئے تو یہ قوم کے ساتھ ایک مذاق ہوگا۔ ہم ڈرائنگ رومز کے اندر دو پارٹیوں کا آپس کا مک مکا قبول نہیں کریں گے''۔

23 دسمبر کے خطاب میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے ایجنڈے کی وضاحت کے بعد 13 جنوری تا 17 جنوری 2013ء لانگ مارچ کے دوران ملک وقوم کی رہنمائی کے لئے انتخابی اصلاحات کا درج ذیل آئینی پیکج دیا:

1۔ انتخابات کے انعقاد کے لیے 90 دن کا وقت ہو تاکہ نگران حکومتوں اور الیکشن کمیشن کے لیے انتخابی اصلاحات کے نفاذ یا امیدواروں کی اہلیت کی جانچ پڑتال کے لیے مناسب وقت میسر آئے۔

2۔ کاغذات کی جانچ پڑتال اور آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت امیدواروں کی اہلیت کا جائزہ لینے کے لیے سات دن کی بجائے ایک ماہ کا وقت دیا جائے تاکہ الیکشن کمیشن امیدواروں کی اہلیت کا تعین کر سکے۔

3۔ انتخابات سے پہلے آئین کے آرٹیکل 62، 63 اور 218 (3) پر عمل درآمد پر خصوصی توجہ دی جائے۔

4۔ عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل 77 تا 82 اور سپریم کورٹ کے انتخابی اصلاحات سے متعلق 8 جون 2012ء کو صادر ہونے والے فیصلے پر من وعن عمل درآمد کروایا جائے (یہ آرٹیکلز انتخابات کے آزادانہ، منصفانہ، شفاف اور ایماندارانہ بنیادوں پر انعقاد اور ہر قسم کے بدعنوانی کے معمولات کے تدارک سے متعلق ہیں)۔

5۔ الیکشن کمیشن کی تشکیل نو کی جائے کیونکہ موجودہ الیکشن کمیشن کے ممبران کا تقرر آئین کے آرٹیکل 213 اور 218 کے مطابق نہیں ہوا۔

اسلام آباد لانگ مارچ ڈیکلریشن میں سابقہ حکومت نے ان تمام مطالبات کو تسلیم کیا، اس پر عملدرآمد کا یقین دلایا مگر الیکشن کمیشن کی تشکیل نو

کے لئے راضی نہ ہوئے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے الیکشن کمیشن کی غیر آئینی تشکیل کے نقصانات اور آئندہ انتخابات میں ان کے کردار کو جنوری 2013ء میں ہی قوم کے سامنے واضح کر دیا تھا کہ یہ الیکشن کمیشن غیر آئینی طور پر تشکیل پایا ہے۔ چاروں صوبوں سے 15 ناموں میں سے باقاعدہ سماعت کے بعد 5 افراد کا تقرر کرنا تھا مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ لہٰذا یہ کمیشن دو سیاسی جماعتوں کے آپس کے مک مکا کا نتیجہ ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ انتخابات کے لئے آئین و قانون میں موجود جملہ آرٹیکلز کا نفاذ الیکشن کمیشن نے ہی کرنا ہوتا ہے اور وہ ادارہ جو خود غیر آئینی و غیر قانونی طریقہ سے سیاسی جماعتوں کا احسان مند ہو کر معرض وجود میں آیا ہو وہ کس طرح قانون و آئین کی بالادستی کو یقینی بنا سکتا ہے بلکہ وہ تو فطری طور پر اپنے ''محسنوں'' کو ہر قدم پر ''رعایت اور مدد'' فراہم کرے گا۔

الیکشن سے قبل الیکشن کمیشن کا مکروہ کردار

محترم قارئین! ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جس الیکشن کمیشن کی غیر آئینی تشکیل کے خلاف آواز بلند کی پوری قوم نے الیکشن سے پہلے سے لے کر انتخابات کے نتائج تک ہر قدم پر ان کے مکروہ کردار کو دیکھ لیا۔ ذیل میں اس کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

☆ تقریباً 27 ہزار کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال کی گئی لیکن ٹیکس چوری، قرض نادہندہ، اثاثوں کے غلط اعلان یا جھوٹ کا کوئی ایک واقعہ بھی پکڑا گیا نہ منظر عام پر آیا۔ یہ خود بخود نہیں ہوا بلکہ واضح طور پر اس کی منصوبہ بندی کی گئی۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی غیر آئینی تشکیل کا مقصد ہی یہ تھا کہ اہم جماعتوں کے سیاسی طور پر تقرر کردہ یہ افراد اپنے سرپرستوں کے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ ضعیف العمر چیف الیکشن کمشنر، غیر آئینی الیکشن کمیشن اور ''مک مکا'' نگراں حکومت کے پاس وہ اختیارات یا حوصلہ ہی نہیں تھا کہ وہ اسٹیک ہولڈرز کو چیلنج کر سکے۔

☆ اسٹیٹ بینک آف پاکستان، ایف بی آر (FBR) کے غیر فعال کردار نے اسکروٹنی کے پورے عمل کی ساکھ تباہ کر دی۔ کسی امیدوار کو بینک یا کسی یوٹیلٹی کمپنی کا ڈیفالٹر قرار نہیں دیا گیا۔

☆ الیکشن کمیشن کو امیدواروں کی مناسب جانچ پڑتال کے لئے ایک ماہ کا وقت دینے کی تجویز کو مسترد کرنے کی حکمت عملی سے بالآخر مقصد حاصل ہو گیا۔ لنگڑی لولی سکروٹنی کی گئی جو کہ ٹیکس چوری اور اثاثے چھپانے کی بنیاد پر کسی بڑے سیاستدان کو نکال باہر کرنے میں ناکام رہی۔ ریٹرننگ افسران نے ٹیکس چوروں سے ٹیکس چوری اور قرضہ خوروں سے قرضہ واپس نہ کرنے کے متعلق سوالات ہی نہ کئے اور نہ ہی ان کے اربوں روپے کے اثاثہ جات پر کوئی سوال اٹھایا۔

☆ عدلیہ کا کردار بھی غیر جانبدار نہ تھا۔ قرض نادہندگی کے بڑے کیسز جو سالوں سے اعلیٰ عدلیہ کے پاس زیر التوا تھے ان کی سماعت نہ کی گئی اور نہ ہی ایسے کیسز کو جلد نمٹانے کے حوالے سے کوئی حکم جاری کیا گیا۔

☆ سوال یہ ہے کہ سٹیٹ بینک کی تیار کردہ ڈیفالٹرز لسٹیں کدھر گئیں جو بکسوں میں بھر کر کمیشن میں پہنچائی گئی تھیں۔۔۔؟ نیب کا تیار کردہ چوروں کا ڈیٹا کدھر گیا۔۔۔؟ FBR نے ٹیکس چوروں کی لسٹ تیار کی تھی وہ کہاں گئی۔۔۔؟ گذشتہ 3 سال کی Tax گوشوارے جمع نہ کروانے والا الیکشن نہ لڑ سکے گا یہ بات کہاں گئی۔ جعلی ڈگریوں والے اسمبلیوں میں نہیں جائیں گے یہ دعویٰ کہاں گیا۔۔۔؟ سب باتیں مٹی میں مل گئیں۔

☆ لوگ اربوں کھربوں ہڑپ کر گئے، ان کی اہلیت کو آئین کی شق 62 اور 63 کے مطابق جانچنے کے بجائے کلمے، دعائیں سنی گئیں، شادیوں کی تعداد اور بے مقصد سوالات پوچھے گئے اور اسی طرح شق 62 اور 63 کے غلط اطلاق سے آئین کا مذاق اڑایا گیا۔

☆ نگران حکومت کا انتظامیہ کے معاملے میں صوبوں میں بیوروکریسی میں اکھاڑ پچھاڑ کا ڈرامہ بھی ہوا تاکہ انتظامیہ کو غیر جانبدار کیا جاسکے لیکن اہم ترین عہدوں پر سابقہ حکومتوں کے ہی من پسند افراد براجمان رہے۔

☆ صاف شفاف انتخابات کی ایک پرامن ماحول میں انتہائی باکردار اور غیر متنازع شخصیات کی زیرنگرانی منعقد ہونے کی توقعات انتخابات سے قبل تحلیل ہو چکی تھیں۔ متنازع الیکشن کمیشن ہر روز بوکھلاہٹ میں دکھائی دیتا تھا۔ کبھی حد بندیاں، کبھی حلقہ بندیاں، کبھی جعلی ڈگریوں پر کارروائی

اور پھر پسپائی، کبھی سیاستدانوں کے خلاف نا دہندہ ہونے کا الزام لگا کر خود ہی معافیاں مانگنا۔۔۔ پہلے بیلٹ پیپر پر خالی خانہ کی تجویز دی اور پھر سیاسی رہنماؤں کے دباؤ میں آ کر اس کا اطلاق بھی نہ کیا کیونکہ سیاسی رہنماؤں نے اسے اس کرپٹ نظام کے خلاف ریفرنڈم سمجھتے ہوئے۔ اس کی مخالفت کر دی تھی۔ اس طرح الیکشن کمیشن سکروٹنی کے عمل کے دوران سیاسی دباؤ برداشت نہ کر پایا۔

الغرض ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طرف سے آئین کی حقیقی معنوں میں پاسداری اور حقیقی جمہوریت کے قیام لئے جو مطالبات پیش کئے گئے الیکشن کمیشن نے ان پر عملدر آمد نہ کیا اور نہ ہی سپریم کورٹ نے الیکشن کو شفاف بنانے اور حقیقی جمہوریت کے نفاذ کے لئے آئین پر عملدر آمد کے لئے کوئی ٹھوس فیصلہ صادر کیا۔ حکومت و اپوزیشن دونوں نے آئندہ آنے والے دنوں میں ایوان اقتدار پر اپنی ہی وراثت وملکیت کا سکہ جمانے کے لئے ان مطالبات کو مسترد کرنے کے لئے ہر منفی ہتھکنڈہ استعمال کیا۔

انتخابات سے قبل ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مطالبات کی عوام الناس میں مقبولیت اور اثر پذیری کو دیکھتے ہوئے وقتی طور پر جعلی ڈگری، قرض خور، ٹیکس چور کا راستہ روکنے اور 30 دن پر مبنی سکروٹنی کے اطلاق پر الیکشن کمیشن نے زبردست بیان بازی کی، جسے عوام میں بھرپور پذیرائی ملی مگر آخری دنوں میں ان تمام کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دے دی اور کسی ایک بھی شخص کو آئین کے آرٹیکل 63,62 کے مطابق نااہل قرار نہ دیا گیا۔ ان کی بیان بازی کا مقصد محض ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور پاکستان عوامی تحریک کے مطالبات کی اثر پذیری اور مقبولیت کو عوام الناس میں ختم کرنا تھا کہ ہم تو ''آزاد'' ہیں ہم نے پہلے ہی سے ان اقدامات کے اطلاق کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مختلف حیلے بہانوں سے ان مطالبات کے حقیقی اطلاق سے پیچھے ہٹتے چلے گئے یہاں تک کہ الیکشن سر پر آ پہنچے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ الیکشن کمیشن سیاسی جماعتوں کے مفادات کا محافظ اور ان جماعتوں کے ہی نمائندوں پر مشتمل تھا جو ہر صورت آئین و قوانین کے کما حقہ اطلاق کو روکنے کی قسم کھائے بیٹھا تھے۔

انتخابات کے نتائج

انتخابات سے قبل کی صورت حال کے پس منظر اور انتخابات کے دوران ہونے والی تاریخی دھاندلی کے پیش نظر پاکستان کا کوئی بھی ذی شعور شہری ان انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ دھماکوں، جھگڑوں اور سرِ عام دھاندلیوں کے شرمناک اور افسوسناک مناظر کے درمیان منعقد ہونے والے انتخابات مشکوک ہی نہیں بلکہ سرے سے اپنی Creditability ہی کھو چکے ہیں۔ پورے ملک میں دھماکے، جھگڑے اور دھاندلیاں عام رہیں۔ بعض نام نہاد دانشور اور سیاسی جماعتوں کے کرائے پر حاصل کئے گئے تجزیہ نگار اور طفیلیے موجودہ انتخابات کے نتائج ہی کو تبدیلی سے تعبیر کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر یہ تبدیلی ہے، تو یہ ''تبدیلی'' پھر ان ہی کو مبارک ہو۔ کیا موجودہ انتخابات میں کسی ایک پارٹی نے بڑے پیمانے پر مقبولیت حاصل کر لی ہے جو پاکستان کی خارجہ پالیسی کا رُخ درست کر سکے۔۔۔؟ ملک کو دہشت گردی کے عفریت سے نجات دلا سکے۔۔۔؟ روٹی، کپڑا، مکان، روزگار، صحت، تعلیم سے پاکستانیوں کو بہرہ مند کر سکے۔۔۔؟ یا پاکستان کو حکومت سازی، فیصلہ سازی اور پالیسی سازی میں آزاد کر سکے؟ دراصل ایسا کچھ نہیں ہوا اور اس سسٹم میں رہتے ہوئے نہ ہوگا۔ انتخابات کے نتیجے میں اُبھر کر آنے والی تین بڑی جماعتوں کے پروگراموں، پالیسیوں اور حکمت عملی میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے جس سے حکمران طبقوں کے مفادات کو ٹھیس پہنچے یا طاقتور اداروں کے اختیارات میں کوئی کمی آئے۔

انتخابات کے نام پر جو کچھ پنجاب میں ہوا کیا وہ کسی سے پوشیدہ ہے۔۔۔ جو سندھ اور کراچی میں ہوا کیا اس کو تبدیلی کہیں گے۔۔۔؟ سوال یہ ہے کہ اگر ہر جماعت کو یہ شکوہ ہے کہ صاف اور آزادانہ انتخابات نہیں ہوئے تو پھر گڑبڑ کہاں سے ہوئی۔۔۔؟ کس نے کی۔۔۔؟ دراصل ان آزادانہ انتخابات کے معنی یہ تھے کہ جس کے بازو میں جتنا دم ہو وہ اتنی نشستیں لے لے۔ کوئی بھی ایک جماعت ایسی نہیں جو دھاندلی کے الزامات نہ لگا رہی ہو۔ 1977ء کے بعد ہونے والے انتخابات میں سے حالیہ انتخابات میں دھاندلی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ پنجاب میں پیپلز پارٹی اور تحریک انصاف دھاندلی کے ثبوتوں کے ساتھ چیخ و پکار کر رہی ہیں اور ووٹوں کی دوبارہ گنتی اور دوبارہ انتخابات تک کے مطالبات کئے گئے اور ان مطالبات کو منوانے کے لئے دھرنے بھی دیئے گئے۔ سندھ میں تحریک انصاف اور مسلم لیگ (ن) شور مچا رہی ہیں۔۔۔ خیبر پختونخواہ میں مذہبی جماعتیں نتائج کو تسلیم کرنے سے

انکاری ہیں۔۔۔جبکہ بلوچستان میں علاقائی جماعتیں انتخابات کے نتائج کو اپنے مینڈیٹ پرڈاکہ قرار دے رہی ہیں ۔گویا ہر طرف چیخ و پکار کا عالم ہے۔

؎آ عندلیب مل کر کریں آہ وزاریاں   تو ہائے گل پکار میں پکاروں ہائے دل

ان انتخابات کے نتیجہ میں یاد رکھ لیں! دودھ کے دریا ہرگز نہیں بہیں گے بلکہ کشت وخون کا ہی بازار گرم رہے گا۔حسب سابق سیاسی جماعتیں ایک دوسرے پرالزامات لگائیں گے اور اراکین اسمبلی اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے مشترکہ جدوجہد کرتے نظر آئیں گے۔اس فرسودہ سیاسی نظام کی ستم ظریفیوں کی بناء پرمملکت پاکستان مسلسل عدم استحکام کا شکار ہوتی رہی، معاشرتی و معاشی انحطاط کا یہی نظام جاری رہے گا۔اس لئے کہ کوئی ایک بھی سیاسی جماعت قومی جماعت کی حیثیت سے سامنے نہیں آئی جسے چاروں صوبوں کی نمائندہ جماعت کا ٹائٹل دیا جاسکے جبکہ حالات اس امر کے متقاضی تھے کہ پورے پاکستان کی عوام کے اعتماد کی حامل ایسی جماعت برسراقتدار آئے جواس گھمبیر صورتحال سے ملک وقوم کونجات دلائے مگراس نظام کے اندر رہتے ہوئے اسی طرح کے انتخابات ممکن ہوسکتے ہیں جس کے نتائج پوری قوم کے سامنے ہیں۔

اس مرتبہ بھی حسب سابق ملک میں کوئی اپوزیشن نہیں بلکہ ہرمعروف جماعت مرکز اور چاروں صوبوں میں سے کسی نہ کسی شکل میں برسراقتدار ہے۔یہی وہ سازش تھی جس کی طرف ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 23 دسمبر اور اس کے بعد متعدد مرتبہ توجہ دلوائی کہ اس نظام کے ذریعے انتخابات میں مرکز سے لے کر صوبوں تک ہر کوئی ’’مک مکا‘‘ کرکے آئے گا۔۔۔حکومت بھی ’’مک مکا‘‘ کا نتیجہ ہوگی۔۔۔نام نہاد اپوزیشن بھی مک مکا کے نتیجے میں ایک طرف اپوزیشن اور دوسری طرف حکومت کا حصہ ہوگی اور کسی جگہ پر بھی حقیقی اپوزیشن دیکھنے کو نہ ملے گی۔

ان انتخابات کے نتائج کی صورت میں مسلم لیگ (ن) کو بالآخر NRO کا پھل 14 سال بعد وفاق و پنجاب میں اکثریت کی صورت میں ملا۔۔۔پیپلز پارٹی کا سندھ پر غلبہ۔۔۔MQM کی کراچی پر گرفت۔تحریک انصاف کوپنجاب کے پہلوان کی ’طاقت‘‘، ’’اثر ورسوخ‘‘ اور’’تجربہ‘‘ نے پنجاب بدر کرکے خیبر پختونخواہ میں اپنے جوہر دکھانے کیلئے چھوڑ دیا۔۔۔بلوچستان علاقائی، لسانی اور مذہبی قوتوں کے درمیان لٹکا دیا گیا۔الغرض کوئی پارٹی ملک گیر پارٹی نہیں رہی۔

دھن، دھونس، دھاندلی کے کمالات

ان انتخابات میں کلیتًا ہرسطح پر جھوٹ اورجعل سازی کا رواج عام رہا۔جھوٹی سکروٹنی، جعلی ڈگریاں، جھوٹے گوشوارے، جھوٹے اثاثہ جات! کیا اس جھوٹ پرتشکیل پانے والی پارلیمنٹ کے اراکین کبھی قوم سے سچ بول سکیں گے۔۔۔؟ کیا ان کے اندر اخلاقی وسیاسی جرأت ہوگی۔۔۔؟

قوم سے جھوٹ کا آغاز انتخابی اخراجات کے گوشواروں کے داخل کرانے سے ہوا۔ ہر قومی اسمبلی کا ممبر یہ دعویٰ ہے کہ اس نے الیکشن کمیشن کی طرف سے مقرر کردہ اخراجات 15 لاکھ ہی کئے جبکہ صوبائی اسمبلی کا ممبر بھی 10 لاکھ اخراجات ہی کا دعویٰ کر رہا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پوری قوم نے انتخابی اخراجات کی مد میں جو اخراجات دیکھے ان کے سامنے تو 10، 15 لاکھ روپے کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اخراجات کی حد پر کسی نے عمل نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے جھوٹے بیانات جمع کروائے جبکہ اس مد میں اربوں روپے کے اخراجات کئے گئے۔اگرصرف اخبارات اور TV چینلز پر چلنے والے اشتہارات اور انتخابی مہم کا خرچ ہی دیکھ لیا جائے تو یہ 20 ارب روپے سے تجاوز کر جاتا ہے۔

یہ اخراجات کہاں سے ہوئے۔۔۔؟ کیا سیاسی جماعتوں کے پاس اتنی رقم موجود تھی۔۔۔؟ موجود تھی تو کیا اسے پارٹی گوشواروں میں انتخابات سے قبل ظاہر کیا گیا۔۔۔؟ اگر گوشواروں میں رقم موجود نہ تھی تو کہاں سے آئی۔۔۔؟ اگر امیدوار نے یہ رقم دی تو کیا اس نے اپنے گوشوارے میں اس کو ظاہر کیا تھا۔۔۔؟ اگر امیدوار نے یہ رقم خرچ کی ہے تو کیا اب اسے انتخابی اخراجات کے گوشواروں میں شامل کیا گیا ہے۔۔۔؟

ان تمام سوالات کے صحیح جوابات اس کرپٹ، ظالمانہ مہنگے ترین نظام انتخاب اور اس میں حصہ لینے والے سرمایہ دار و جاگیردار اور ملک وقوم پر 65 سالوں سے مسلط طبقات کا اصل چہرہ ہیں۔ ذیل میں قارئین کی دلچسپی کے لئے الیکشن کمیشن میں انتخابات سے قبل جمع کروائے گئے سیاسی جماعتوں کے گوشواروں کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے:

۱۔ پاکستان پیپلز پارٹی	4لاکھ 35ہزار 397 روپے	۲۔ پاکستان مسلم لیگ (ن)	7 کروڑ 70لاکھ روپے
۳۔ پاکستان تحریک انصاف	94لاکھ 60ہزار روپے	۴۔ جمعیت علمائے اسلام	2 کروڑ 70لاکھ روپے
۵۔ جماعت اسلامی	18لاکھ 50ہزار روپے	۶۔ متحدہ قومی موومنٹ	1 کروڑ 90لاکھ روپے

کیاان جماعتوں کی طرف سے کئے گئے جملہ انتخابی اخراجات ان جماعتوں کے ظاہر کئے گئے اثاثہ جات کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں؟ بالفرض ان جماعتوں کوعطیات کی مد میں بڑی رقوم موصول ہوئیں تو کیا ان پرٹیکس ادا کیا گیا؟ یہ وہ سوالات ہیں جو الیکشن کمیشن، سپریم کورٹ، نگران حکومت اور برسر اقتدار آنے والی جماعتوں کے باہمی ''مک مکا'' کوظاہر کررہے ہیں۔

'تبدیلی' کی خواہش منداور مذہبی جماعتوں کامنطقی انجام

اس ظالمانہ نظام انتخاب میں تبدیلی کی خواہش لے کر حصہ لینے والوں نے نتائج دیکھ لئے۔ان کی انتھک کاوشیں اور اربوں روپے کے اخراجات بھی اس ظالم انتخابی نظام کی نذر ہوگئے اور یہ نظام ان کی منزل کے راستے میں رکاوٹ بن گیا۔ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انہیں لانگ مارچ میں شرکت کی خصوصی دعوت دی کہ آئیں تا کہ حقیقی تبدیلی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکے مگر اپنے بڑے بڑے اجتماعات کے بلند بانگ دعوؤں اور روایتی سیاسی جماعتوں سے سرمایہ دار وجاگیرداروں کے ساتھ شامل ہونے کے زعم میں مبتلا ''تبدیلی'' کی خواہشمند قیادت خود بھی مایوس ہوئی اوراپنے ساتھ شامل افراد اورقوم کو بھی مایوسی سے دوچار کیا۔اب دھاندلی کا شور مچانے سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا کیونکہ چڑیاں کھیت چگ چکی ہیں۔یہ نظام روایتی سیاستدانوں، جاگیرداروں وسرمایہ داروں کے علاوہ کسی اورکو آگے لانے کا ہرگز کوئی موقع فراہم نہ کرے گا۔حقیقی تبدیلی کے خواہش مندکواس نظام کی تبدیلی کے لئے جدوجہد کرنا ہوگی جو پاکستان کا حقیقی دشمن ہےاورتبدیلی کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اس نظام انتخاب نے جہاں تبدیلی کا نعرہ لگانے والوں کو مایوس کیا وہاں روایتی مذہبی جماعتوں کوبھی رسوائی وشرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ پاکستان عوامی تحریک کے لانگ مارچ کے دوران جو مذہبی جماعتیں آئین کی پاسداری پرمشتمل ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی جدوجہد کےخلاف رائے ونڈ میں اکٹھی ہوئیں، ان انتخابات کے نتائج نے اُن کوبھی آئینہ دکھا دیا اور ان کے مرکزی قائدتک پارلیمنٹ پہنچنے سے محروم رہے۔پورے ملک سےصرف چند ہزار ووٹ ان کی 65 سال سے زائد کی محنت کے''ثمر'' کےطور پرسامنے آیا۔۔۔مثلاً جماعت اسلامی،صرف خیبر پختونخواہ سےقومی کی 3اورصوبائی کی 7 نشستوں پرکامیاب رہی۔کراچی میں انہوں نے دھاندلی کا شور مچاتے ہوئے انتخابات کا بائیکاٹ کردیا۔لاہور سےمحترم حافظ سلمان بٹ صرف 952 ووٹ لے سکے۔۔۔محترم فرید پراچہ کے حصے صرف 2ہزار 994 ووٹ آئے۔۔۔جبکہ محترم لیاقت بلوچ 3ہزار 226ووٹ لے کرمرکزی قائدین میں ''سرفہرست'' رہے۔۔۔یہی صورتحال جمعیت علمائے اسلام کی رہی۔صرف خیبر پختونخواہ سے 10 نشستیں ''اسلام'اور''کتاب'' کے نام پر حاصل کیں بقیہ پورے ملک میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ان کے بیلٹ بکس سے کچھ بھی برآمد نہ ہوا۔۔۔ملک کے نامور سائنسدان جو ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی بحالیٔ آئین کی جدوجہد پر بڑا معترض تھے وہ بھی اپنی ''سائنسی خدمات'' کا قوم کو واسطہ دیتے رہے مگران کے تمام امیدوار ملک بھر سے اپنی ضمانتیں ہی ضبط کروابیٹھے۔

اگر جماعتی بنیادوں پر جائزہ لیں تو ملکی سطح کی چند جماعتوں کے حاصل کردہ ووٹ کچھ اسطرح سے ہیں:

تحریک تحفظِ پاکستان (ڈاکٹر عبدالقدیر خان) 76,358

سنی اتحاد کونسل 37,732

پاکستان سنی تحریک 25,485

جبکہ دوسری طرف اس ملک میں کرپٹ نظام کے تحت جعلی ڈگری والے ایک امیدوار نے 1,25,000 سے بھی زیادہ ووٹ لیے ہیں۔

دھاندلی کے شرمناک مناظر

کیا آپ نے کبھی سنا کہ دنیا کے کسی ملک میں ابھی پولنگ جاری ہو اور انتخابات کے نتائج بھی سامنے آنا شروع ہو جائیں۔۔۔؟ ابھی ووٹوں کی گنتی جاری ہو اور کسی سیاسی جماعت کا سربراہ ملک بھر سے کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے حکومت بنانے کے لئے بقیہ جماعتوں کو دعوت بھی دے دے اور عالمی رہنماؤں سے مبارکبادیں بھی وصول کرے۔۔۔؟

محترم قارئین! یہ اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہے جس کے حالیہ انتخابات میں وہ سب کچھ رونما ہو گیا جو دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملک میں ابھی تک نہیں ہوا۔ ایک طرف پولنگ سٹیشن کے نتائج کا اعلان جاری ہو گیا اور دوسری طرف پورے ملک میں پولنگ کے وقت میں 1 گھنٹے کا اضافہ کر دیا گیا۔ یہ تمام کام ایک مکمل منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا۔ ابھی ووٹوں کی گنتی جاری تھی کہ حالیہ انتخابات کے نتائج کی صورت میں اکثریت'' لینے والی' جماعت کے قائدین کامیابی کا اعلان بھی کر گئے۔

ان انتخابات میں دھاندلی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ ویڈیو فوٹیج تک سامنے آگئیں۔ کسی جگہ پریزائیڈنگ آفیسرز، کسی جگہ پولنگ سٹیشن پر تعینات عملہ، کسی جگہ امیدوار اور کسی جگہ امیدواروں کے سپورٹرز کھلے عام ٹھپے اور انگوٹھے لگاتے نظر آئے۔ لاکھوں کے حساب سے جعلی بیلٹ پیپر تک سامنے آگئے۔ الیکشن کمیشن کی بے حسی اور نااہلیت کے قصے زبان زد عام ہیں۔ درجنوں پولنگ سٹیشن پر نہ عملہ موجود اور نہ ہی پولنگ سے متعلقہ اشیاء۔ الیکشن کمیشن کی غیر آئینی تشکیل اسی دن اور اسی مقصد ہی کے لئے تو عمل میں لائی گئی تھی۔ جب ان کی توجہ دھاندلی کی طرف ثبوتوں کے ذریعے کروائی گئی تو کہا گیا کہ کوئی شکایت آئی تو ضروری اقدام کریں گے۔ غیر آئینی تشکیل شدہ الیکشن کمیشن اپنی 84 سالہ ضعیف قیادت کے زیر سایہ سب کچھ جاننے کے باوجود آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ سپریم کورٹ کے جج بھی اپنے ''محسنوں'' کو ان کے احسان کا بدلہ دینے کے لئے خاموشی اختیار کئے بیٹھے رہے اور کوئی بھی سوموٹو ایکشن دیکھنے یا سننے میں نہ آیا۔

کئی حلقوں میں ووٹروں کی مجموعی تعداد سے بھی زائد ووٹ بیلٹ بکسز سے اس نظام انتخابات کو منہ چڑاتے ہوئے برآمد ہوئے۔۔۔ کسی جگہ قومی اسمبلی اور اس کے ماتحت صوبائی حلقوں کے کل ووٹوں کے واضح فرق نے دھن، دھونس اور دھاندلی کا منہ بولتا ثبوت فراہم کیا۔۔۔ اگر Forensic Test کے ذریعے نادرا کے ریکارڈ میں موجود انگوٹھوں کے نشانات کو شناخت کیا جائے تو اس دھاندلی کو کرنے والے، اس کے منصوبہ ساز منظر عام پر آسکتے ہیں مگر یہ نہیں ہوگا۔۔۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس میں کئی پردہ نشینوں کے نام آئیں گے۔ کئی عدالت، امانت اور صداقت شعاری میں مشہور چہرے بے نقاب ہوں گے۔ لہٰذا اس دھاندلی کے الزامات کی گرد کو بھی کسی نہ کسی بہانے اور کوئی نیا ''کٹا'' کھول کر بٹھا دیا جائے گا۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی پیشین گوئی کے عین مطابق ''تبدیلی'' والے ''سٹیٹس کو'' والوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کر چکے۔ خیبر پختونخواہ کی وزارتِ اعلیٰ کے لئے اس شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا جو پیپلز پارٹی، شیر پاؤ گروپ اور ANP میں رہا اور آخری وقت میں PTI کے ساتھ شامل ہو گیا۔ یہ سب اسی ظالمانہ، کرپٹ اور فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام ہی کے شاخسانے ہیں۔

پرانے چہرے

ان انتخابات میں پھر وہی افراد اور گھرانے ایک مرتبہ پھر اسمبلیوں میں پہنچے جن کو اقتدار، جاگیریں اور سرمایہ وراثت میں ملا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 146 اُن افراد کو الیکشن لڑایا جو دوسری پارٹیاں چھوڑ کر ان سے ملے۔ اس جماعت کے 123 میں سے 55 امیدوار دوبارہ انہی حلقوں سے کامیاب ہو کر اسمبلی پہنچے جن سے وہ 2008ء میں کامیاب ہوئے تھے۔

انتخابات ہو گئے کون جیتا کون ہارا، کس نے کتنے ووٹ لیے؟ یہ سب عارضی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کیا انتخابات سے جمہوریت کو کوئی فائدہ پہنچا؟ کوئی ایسی راہ نکلے گی کہ ان انتخابات میں نہ سہی آنے والے وقتوں میں لوگوں کو اپنی مرضی سے نمائندے چننے کا اختیار مل جائے گا۔۔۔؟ کیا لوگوں کے دکھوں کا کوئی درمان ہوگا۔۔۔؟ پاکستان جس معاشی اور سیاسی دلدل میں پھنسا ہوا ہے کیا اس میں سے نکل سکے گا۔۔۔؟

محترم قارئین! جمہوریت کا مطلب صرف انتخابات کا انعقاد نہیں بلکہ انتخابات جمہوریت تک پہنچنے کا ایک راستہ ہیں۔ افسوس ہم نے راستے کے لئے ہی اپنی تمام کاوشیں صرف کردیں اوران ہی کو اصل منزل سمجھ لیا۔ نیز راستہ بھی وہ چنا جو ہمارے معاشرے کے لئے متقاضی جمہوریت کے لئے موزوں نہیں۔ لہٰذا حقیقی جمہوریت کی منزل کو پانے کے لئے نظام انتخاب میں تبدیلی کے ذریعے درست راستے کا انتخاب کرنا ہوگا۔ بصورت دیگر ہم دائروں میں سفر کرتے رہیں گے اور قوم کولہو کے بیل کی مانند سفر تو کرے گی مگر منزل تک نہ پہنچ پائے گی۔

پاکستان عوامی تحریک کا جرأت مندانہ کردار اور آئندہ لائحہ عمل

پاکستان عوامی تحریک نے الیکشن سے قبل متعدد بار قوم کو آگاہ کیا تھا کہ موجودہ نظام انتخاب کے تحت کبھی تبدیلی نہیں آئے گی۔ یہ الیکشن کمیشن غیر آئینی ہے اس لئے آزادانہ، شفاف اور غیر جانبدارانہ الیکشن نہیں کرا سکے گا اور الیکشن کے فوراً بعد جماعتیں دھاندلی کا واویلا کریں گی۔ آج حقیقت سب کے سامنے عیاں ہے ہر جماعت الیکشن کمیشن کی نااہلی، بےحسی اور جانبداری کا رونا روتے اور ان کے خلاف دھرنے دیتے ہوئے نظر آرہی ہے۔ موجودہ نظام عوام کے حقیقی نمائندوں کو نہیں بلکہ Electables (جیتنے والے گھوڑوں) کو ہی جیتنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس میں دھن، دھونس اور دھاندلی کرنے والے ہی جیتتے ہیں۔ منشور، اہلیت اور کردار کا اس نظام انتخاب میں کوئی حصہ نہیں۔ اس الیکشن میں دھن سب نے لگایا، دھونس کی بھی کمی نہیں رہی۔ اس کرپٹ نظام انتخاب نے اب تک قوم کو کچھ نہیں دیا اور آئندہ بھی عوام کے مسائل حل نہ ہوسکیں گے۔ یہ نظام ملک وقوم کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہ ہمیشہ Electable کو ہی کامیاب کراتا رہے گا۔ جو پارٹیاں تبدیل کرکے کبھی ادھر کبھی ادھر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے واضح طور پر کہا تھا کہ کوئی پارٹی لیڈر اس قوم کا دشمن نہیں بلکہ یہ ظالمانہ نظام انتخاب اس قوم کا دشمن ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور پاکستان عوامی تحریک کی جدوجہد کسی فرد، پارٹی یا خاندان کے خلاف نہیں ہے بلکہ کرپٹ نظام انتخاب کے خلاف ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ٹھیک کہتے تھے!

یہ بات الگ ہے کہ جس وقت قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اس نظام کے گھناونے چہرے سے نقاب اُٹھا رہے تھے اس وقت بہت سے لیڈروں اور دانشوروں کو سمجھ نہیں آتی تھی۔ مگر آج ٹی وی کے تمام اینکر پرسن اور تجزیہ نگار بھی یہ کہنے پہ مجبور ہیں کہ الیکشن سے قبل ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جو کہتے تھے ٹھیک کہتے تھے۔

محترم عمران خان نے بھی قومی اسمبلی کے اپنے پہلے خطاب میں ہی مورخہ 19 جون 2013ء کو اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ہمارا یقین تھا کہ آزاد عدلیہ کے نیچے پہلی بار الیکشن ہونے جارہا ہے۔۔۔اور ایک ایسے الیکشن کمیشن کے تحت جس پر ہمیں پورا اعتماد تھا، مجھے افسوس سے کہنا پڑرہا ہے کہ جس طرح کا الیکشن ہوا میں سمجھتا ہوں طاہرالقادری ٹھیک کہہ رہے تھے کہ جب تک نظامِ انتخاب میں تبدیلیاں نہ کیں تو قوم کا اعتماد اُٹھ جائے گا۔''

اس کے بعد مورخہ 27 جون 2013ء کو ایک ٹی وی انٹرویو میں دوبارہ کہا کہ ''ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ فخرو بھائی کے ہاتھ میں تو تھا ہی کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔دونوں ٹیموں نے اپنے ایمپائر (مک مکا) کھڑے کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔۔۔۔۔۔ جب طاہرالقادری نے لانگ مارچ میں شرکت کی دعوت دی ہم پر بہت پریشر تھا۔۔۔۔۔۔پہلی بار ڈاکٹر طاہرالقادری نے نشاندہی کی کہ فخرو بھائی تو ایک علامت ہیں اصل کام تو نیچے والوں نے کرنا ہے جو سیاسی بنیادوں پر لگائے گئے تھے۔ ہمیں الیکشن کمیشن اور عدلیہ پر اعتماد تھا۔ طاہرالقادری کہتے تھے کہ الیکشن کے ذریعے تبدیلی نہیں آئیگی جبکہ ہم کہتے تھے کہ الیکشن کے ذریعے ہی تبدیلی آئیگی۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ طاہرالقادری ٹھیک کہہ رہے تھے۔''

اس فرسودہ اور عوام کش نظام انتخاب اور ملک پاکستان میں رائج سیاست کی ایک ہلکی سی جھلک آپ کے سامنے ہے۔ اگر صرف حالیہ انتخابات اور اس میں آزمائے گئے ''ہنر'' ہی کو موضوع بحث بنایا جائے تو ایک ضخیم کتاب منظر عام پر آسکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اب قوم فیصلہ کرے کہ اس نے اس نظام انتخاب کو بدلنا ہے یا اس سے مزید دھوکے کھانے ہیں۔ اس ملک میں کوئی حقیقی اپوزیشن نہیں، اب حقیقی اپوزیشن کا کردار پاکستان عوامی

تحریک پارلیمنٹ سے باہر رہ کر ادا کرے گی۔ اس نظام کے خلاف PAT کی پُرامن انقلابی جدوجہد جاری رہے گی۔ لہٰذا ہر درد مند پاکستانی اور باشعور شہری جو اس نظام سے بیزار ہے اسے اس نظام کے خلاف بغاوت کرنی ہوگی اور حقیقی تبدیلی کے لئے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہوگا تاکہ اس جدوجہد کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جا سکے۔

پاکستان عوامی تحریک کے کارکن مبارکباد کے مستحق ہیں جو اپنے قائد کے شانہ بشانہ جرأت اور استقامت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ وقت نے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ایک ایک بات کو سچ ثابت کر دکھایا۔ مخالفین زخم چاٹ رہے ہیں اور ہمارے ایجنڈے کو منفی انداز میں پیش کرنے والے، ہمارے قائد کی کردار کشی کرنے والے اور ان کی نیت پر شک کرنے والے اپنی بغلیں جھانک رہے ہیں۔

ان شاء اللہ العزیز کامیابی ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان عوامی تحریک کے موقف کا مقدر ہے۔ اس کرپٹ نظام کی تبدیلی تک ہماری پرامن عوامی جمہوری جدوجہد ہر سطح پر آئینی و قانونی حدود میں رہ کر جاری و ساری ہے۔ ہم اس کرپٹ سیاسی و انتخابی نظام کے خلاف بیداری شعور کے علم کو تھامے آگے بڑھتے رہیں گے۔ پاکستان کی بقا کی واحد امید صرف اور صرف جمہوری نظام میں بڑی تیزی سے بنیادی تبدیلیاں لانے میں ہی ہے۔ جب تک انتخابی اصلاحات مکمل طور پر درست طریقے سے لاگو نہیں ہوں گی تب تک وہی بدعنوان لوگ بار بار قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے رکن بنیں گے اور یہی لوٹ مار کا بازار گرم رہے گا۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ ’’لیڈروں کے انتخاب میں ہمیشہ احتیاط کریں، آدھی جنگ تو لیڈروں کے صحیح انتخاب ہی سے کامیاب ہو جاتی ہے‘‘۔ قوم کو قائد کے اس فرمان کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ ہمارے موجودہ سیاسی انتخابی نظام و کلچر نے ایسے ’’قائدین‘‘ کو جنم دیا ہے جن سے کرپشن اور لوٹ مار کا کلچر وجود میں آیا۔ لہٰذا اس سسٹم کو بدلنا ہوگا تاکہ صحیح اور درست قیادت سامنے آ سکے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اسی کرپٹ نظام کے خلاف اعلان بغاوت کرتے ہوئے اس نظام میں حصہ نہیں لیا تھا اور اب قوم نے بھی حالیہ انتخابات کے نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ آیئے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے سنگ اس کرپٹ نظام کے خاتمہ اور ملک پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی جمہوری اور فلاحی مملکت بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

پاکستان میں انتخابی تاریخ کی بدترین دھاندلی کی چند اور مثالیں

قبل از اِنتخابات بدترین دھاندلی کا پلان:

الیکشن مئی 2013 پاکستانی انتخابی تاریخ کے بدترین دھاندلی پر مشتمل تھے۔ الیکشن میں دھاندلی کے مختلف ذرائع اپنائے گئے جن کی فہرست حسب ذیل ہے۔ ان تمام ذرائع سے دھاندلی کی تصدیق الیکشن کمیشن، نادرا، تمام سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان، قومی اخبارات اور کم پیش ہر ٹی وی چینل نے کیا۔ انتخابات میں دھاندلی کے اعترافات کی تفصیلات اگلے صفحات میں ہے۔ الیکشن میں دھاندلی کے لیے اپنائے گئے مختلف ذرائع کی فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے۔ جس کی معلومات ہر پاکستانی شہری کے علم میں ہیں۔

- ☆ سابقہ حکومتوں نے آخری مہینوں میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کو ترقیاتی فنڈز کے نام پر اربوں روپے دیے۔ اس طرح پری پول رگنگ کیلئے چند لٹیروں نے الیکشن کے لیے اربوں روپے کے وسائل جمع کر لیے۔
- ☆ سابقہ حکومت کو الیکشن سے پہلے کھلے عام ہزاروں افراد کی تقرریاں کرنے کا اختیار دے کر کرپٹ الیکشن کی بنیاد رکھ دی گئی۔
- ☆ غیر آئینی طریقے سے مک مکا کے نام پر دونوں پارٹیوں نے الیکشن کمیشن کو تشکیل دیا۔ اس میں سیاسی تقرریاں کر کے دھاندلی کو حکومتی پیمانے پر منظّم کرنے اور الیکشن کمیشن کی نگرانی میں کروانے کا مکمل اہتمام کیا۔
- ☆ نگران حکومت کی تشکیل کا مرحلہ ممکنہ حد تک طویل کیا گیا تاکہ مالی اور انتظامی کرپشن کے جملہ اہداف حاصل کیے جا سکیں۔
- ☆ 20 ویں آئینی ترمیم کا سہارا لے کر دونوں پارٹیوں نے نگران حکومت کے نام پر من پسند افراد کو ایوان اقتدار میں بھیجا تاکہ ان کے ذریعے الیکشن میں دھاندلی کا منصوبہ مکمل کیا جا سکے۔

☆ 23 دسمبر اور لانگ مارچ کے عوامی دباؤ کو کم کرنے کے لیے فراڈ پر مبنی Nomination فارم تیار کیے گئے۔

☆ کرپٹ، لٹیروں، سمگلروں، چوروں اور ملک کو لوٹ کر کھا جانے والوں کو کسی بھی عدالت سے Stay لینے کی صورت میں الیکشن لڑنے کا اہل ہونے کا قانونی دروازہ کھول کر آئین کی شق 62 اور 63 کا کھلا مذاق اڑایا گیا۔

☆ کاغذات کی جانچ پڑتال کے موقع پر فضول اور مضحکہ خیز سوالات کے ذریعے آئین کی شق 62 اور 63 کی کھلے عام دھجیاں بکھیری گئیں۔

☆ الیکشن ٹربیونلز نے عدل وانصاف اور قانون کو روندتے ہوئے تمام جعلی ڈگری والے امیدواروں، تمام ٹیکس چوروں، بینک ڈیفالٹروں کو الیکشن لڑنے کا اہل قرار دیا۔

☆ دوران الیکشن طالبان کی دہشت گردی عروج پر رہی۔ جبکہ طالبان نواز پارٹیوں کو الیکشن مہم چلانے کا مکمل آزادانہ موقع دیا گیا۔

☆ آرٹیکل 218 اور عوامی نمائندگی ایکٹ کی شق 76 سے 82، کی خلاف ورزی کرتے ہوئے الیکشن میں تمام غیر قانونی ذرائع دھن، دھونس اور دھاندلی کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔

☆ الیکشن کے دوران پولنگ عملے کے ذریعے انتخابی تاریخ کی سب سے بڑی دھاندلی کروائی گئی۔

کرپٹ انتخابات میں دھاندلی کے اعترافات

1۔ الیکشن کمیشن کے اعترافات:

یہ بات انتخابات 2013 کے بعد خود الیکشن کمیشن نے ایک رپورٹ ''ارکان اسمبلی کے انتخابات کے ٹیکس گوشواروں میں تضادات'' کے عنوان سے جاری کی (بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی 23 دسمبر 2013ء) جس کے مطابق کہ۔۔۔

☆ 47 فیصد سیاستدانوں نے انکم ٹیکس نہیں دیا، ہر رکن اسمبلی، عہد نامہ جمع کراتا ہے کہ غلط معلومات پر اس کا انتخاب کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔

☆ 12 فیصد ممبران پالیمنٹ کے پاس این-ٹی-این نمبر ہی نہیں۔ ان افراد کا تعلق بڑی سیاسی جماعتوں سے ہے۔

☆ نواز شریف، عمران خان، فضل الرحمٰن، فاروق ستار، شاہ محمود قریشی، نبیل گبول، چوہدری نثار، امین فہیم، پرویز الٰہی، عذرا پیچو، اور نفیسہ شاہ کی دی گئی معلومات میں تضاد پایا گیا۔۔۔ پنجاب اسمبلی کے 169 اراکین اسمبلی ٹیکس نادہندہ ہیں۔۔۔ خیبر پختونخواہ اسمبلی کے 81 ارکان نے ایک پائی ٹیکس نہیں دیا۔۔۔ سندھ اسمبلی کے 50 اراکین کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے۔۔۔ بلوچستان کابینہ کے 8 وزیر، 56 فیصد ارکان اسمبلی ٹیکس نادہندہ۔۔۔ آئین 63...... کے تحت ملک کے تمام بڑے نام نہاد سیاستدان بھی نا اہل ہو جاتے ہیں۔۔۔ اس موقع پر ڈاکٹر طاہر القادری کی یہ بات درست ثابت ہوتی ہے کہ ''اگر انتخابی نظام نہ بدلا گیا تو وہی ٹیکس چور اسمبلیوں میں جائیں گے''۔

☆ پارلیمنٹ میں 90 سے زائد جعلی ڈگری ہولڈر ممبران بیٹھے ہیں۔

☆ کراچی کے دو حلقوں 256 اور 258 میں ہونے والی پڑتال کے بعد جعلی ووٹوں کی تصدیق ہو چکی۔ اس کے علاوہ سوات، نارووال، جھنگ، لاہور اور ڈیرہ اسماعیل خان سمیت مختلف حلقہ جات میں جعلی ووٹوں کی تصدیق ہو چکی ہے۔

☆ الیکشن کمیشن برملا اعتراف کر چکا ہے کہ جعلی سیاہی کی وجہ سے ووٹوں اور انگوٹھوں کی تصدیق ممکن نہیں۔ سوال یہ ہے کہ جعلی سیاہی مہیا کس نے کی۔

نادرا کا انتخابات میں دھاندلی کا اعتراف:

☆ نادرا کی تصدیق کے مطابق: 8 کروڑ 12 لاکھ رجسٹرڈ ووٹرز میں سے 3 کروڑ 18 لاکھ سے زائد ووٹ جعلی اندارج تھے۔

ECP releases verified/unverified/augemented voters list-District Wise (Accessed on 1-4-2013)

☆ نادرا کی تصدیق کے بعد این–اے 258 میں 23,432 ووٹ جعلی ڈلوائے گئے۔جعلی ووٹنگ سے مسلم لیگ ن کے امیدوار کامیاب (ڈیلی ڈان 22نومبر 2013)

☆ صوبائی حلقہ 114 میں نادرا کی تصدیق کے بعد 89فیصد ووٹ جعلی ڈالے گئےجعلی ووٹنگ سے مسلم لیگ ن کے امیدوار کامیاب (بحوالہ دی نیوز کراچی 23اکتوبر 2013)

☆ نادرا کی رپورٹ کے مطابق کراچی کے حلقہ این–اے 256 میں 77,643 ووٹ جعلی ڈالے گئے کیونکہ ان ووٹوں کے انگوٹھوں کی نشانات کی تصدیق نہیں ہوسکی ایم کیو ایم کا امیدوار کامیاب (بحوالہ: دی نیوز کراچی 7اکتوبر 2013)

☆ 11 مئی 2013ء کے نام نہاد الیکشن میں جو تاریخ کی بدترین دھاندلی کی گئی، ناکام امیدواروں کی شکایات پر جب نادرا نے تحقیق شروع کی اور جعلی ووٹنگ پر نادرا کے چیئرمین طارق ملک نے حقائق پر مبنی تصدیق کے بعد جو رپورٹس جاری کیں جس سے فراڈ الیکشن کا بھانڈا بیچ چورائے پھوٹ گیا۔۔۔اُس کے بعد پنجاب کے حلقوں پر کام شروع کیا تو وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے نادرا کے چیئرمین کو برطرف کر دیا۔اسلام آباد کورٹ نے اسے بحال کر دیا لیکن حکومت نے چیئرمین کی بیٹی اور فیملی کو اتنا ڈرایا کہ وہ ملک چھوڑ کر چلے گئے۔

سیاستدانوں کا اعتراف:

1- تحریک انصاف کے کارکنوں کا انتخابات میں بدترین دھاندلی پر کراچی اور لاہور میں احتجاج، دھرنے اور مظاہرے (دینا ٹی–وی، 20مئی 2013)

2- ہمیں پنجابی اسٹیبلشمنٹ نے ہروایا ہے۔بلاول بھٹو زرداری (لاڑکانہ گڑھی خدا بخش بی بی کی برسی سے خطاب)

3- پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی دھاندلی گیارہ مئی کو ہوئی ہے" عمران خان (بی بی سی لندن اردو 6 جنوری 2014)

4- جماعت اسلامی نے پولنگ والے روز کراچی میں بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

5- ہمارا مینڈیٹ چوری کیا گیا ہے۔فضل الرحمٰن (ڈیرہ اسماعیل خان ضمنی انتخابی جلسہ سے خطاب)

6- 'پہلے میچ فکس تھا، بلدیاتی الیکشن میں باری ہماری ہے'۔عمران خان (بی بی سی اردو، 6 جنوری 2014)

7- 2013ء کے انتخابات میں بھی بدترین دھاندلی ہوئی،لیاقت بلوچ، جماعت اسلامی (روزنامہ جسارت کراچی 15 مئی 2013)

8 ۔ نگران حکومت اور الیکشن کمیشن ملک میں شفاف انتخابات کے انعقاد میں ناکام ہو گئے، اس مرتبہ اسٹیبلسمنٹ نے خود الیکشن لڑا۔۔جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سیکرٹری جنرل سینیٹر عبدالغفور حیدری کی میڈیا سے گفتگو) اسلام آباد (اُردو پوائنٹ اخبار۔آئی این پی۔20مئی۔2013ء)

9۔ فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (Fafen) کی الیکشن 2013 کی رپورٹ:

فافن نے دوران الیکشن 6314 پولنگ اسٹیشنوں پر اپنے نمائندے مقرر کئے تھے جس میں کل 1181 پولنگ اسٹیشنوں میں 1492مرتبہ خلاف ورزی کی گئی۔مختلف سیاسی جماعتوں نے الیکشن مہم میں 3213مرتبہ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی۔تشہیری میٹرل کے حوالے سے 15576 خلاف ورزیاں کی گئیں۔ (www.fafen.org)

کالم نویسوں و تجزیہ نگاروں کے اعترافات:

1- آج وہ باتیں جو شیخ الاسلام نے اسلام آباد میں کہیں تھیں وہ بقول ہر باشعور سچ ثابت ہورہی ہیں۔(پروفیسر سید اسرار بخاری روزنامہ جنگ ۸ اگست ۲۰۱۳ء)

2- چیئرمین تحریک انصاف کیا فرما گئے؟ ڈاکٹر طاہرالقادری صحیح تھے،سیاسی سفر میں ھم ہی غلط تھے ہم سے بہت خطائیں سرزد ہوئیں۔(حفیظ اللہ

نیازی۔روزنامہ جنگ ۱۰ جولائی ۲۰۱۳ء)

3- ڈاکٹر طاہرالقادری کی سوچ درست تھی کہ انتخابی نظام میں تبدیلی کیے بغیر پاکستان میں جو انتخابات ہوں گے وہ دھوکہ اور فراڈ ہوں گے اور ان سے کبھی عوام کا مقدر تبدیل نہیں ہوگا۔ (منظر نامہ، قیوم نظامی، روزنامہ نوائے وقت ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۳ء)

4- ایک واحد ڈاکٹر طاہرالقادری کی شخصیت ایسی ہے کہ عوام اس کے ساتھ کھڑی ہوسکتی ہے۔(دیوار پہ دستک، منصور آفاق۔روزنامہ جنگ یکم ستمبر ۲۰۱۳ء)

5- فخرو بھائی کو الیکشن پر اٹھنے والے سوالوں کا جوابدہ ہونا چاہئے تھا۔ یہاں مجھے ایک بار پھر ڈاکٹر طاہرالقادری یاد آتے ہیں جنہوں نے الیکشن کمیشن۔کی تشکیل پر اعتراض کیا اور پورے انتخابی عمل کی تطہیر کا مطالبہ کیا تھا،قوم نے ان کی ایک نہ سنی اور آج ایک اندھیرے موڑ سے سر ٹکرا رہی ہے۔(انداز جہان، اسداللہ غالب۔روزنامہ نوائے وقت یکم دسمبر ۲۰۱۳ء)

6- ڈاکٹر طاہرالقادری نے امیدواروں کی جانچ پڑتال کا پرزور مطالبہ کیا تھا اور وہ اس مقصد کے لیے جلوس لے کر اسلام آباد بھی گئے تھے لیکن اس وقت میڈیا اور سیاست دانوں نے انھیں تنقید کا نشانہ بنایا مگر اب قوم اشک رواں کی نہر ہے اور ہم ہیں دوستو۔(ایاز میر، روزنامہ جنگ ۵۔ اکتوبر ۲۰۱۳ء)

7- پاکستانی میڈیا نے اس وقت ڈاکٹر طاہرالقادری کو آڑے ہاتھوں لیا تھا لیکن موجودہ انتخابی نظام کے بارے میں جو وہ کہتے رہے وقت نے اس کی تصدیق کی۔(افتخار احمد اینکر جیو نیوز۔عوام کی عدالت)

8- آج وہ باتیں جو شیخ الاسلام نے اسلام آباد میں کہیں تھیں۔وہ آج حرف بحرف سچ ثابت ہو رہی ہیں۔(پروفیسر سید اسرار بخاری۔ورزنامہ جنگ ۸ اگست ۲۰۱۳ء)

موجودہ گورنمنٹ کا ایک سال اور تلخ حقائق

1- دہشت گردی، بدامنی، اور لاقانونیت

1۔ امن وامان کے حوالہ سے 66 سالہ تاریخ کا یہ بدترین دور ہے کہ جس میں حکومت عوام الناس کے جان و مال کے تحفظ میں مکمل ناکام رہی ہے۔ نااہل حکمرانوں نے عوام کو تحفظ دینے کی بجائے 52,000 افراد کے قاتلوں اور دہشت گردوں کو مذاکرات کے نام پر تحفظ اور ان کی پشت پناہی کا گھناونا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔

2۔ نااہل اور ظالم حکمرانوں نے 8,300 سے زائد قاتلوں کی سزائے موت پر عمل نہ کروا کر ملک سے قانون اور عدل و انصاف کا جنازہ نکال دیا ہے۔

3۔ حکمرانوں نے دہشت گردوں کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق سختی سے کچلنے کی بجائے ان کو تحفظ دیا اور انہیں اپنی پرائیویٹ آرمی میں تبدیل کر لیا۔

4۔ حکمرانوں نے دہشت گردوں سے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مذاکرات کر کے نہ صرف پوری قوم کو کنفیوژ کیا ہے بلکہ انہیں ریاست کے مقابلے میں سٹیک ہولڈر تسلیم کر کے ان کی ڈیمانڈ کے مطابق دہشت گردوں کو رہا کیا۔

5۔ دہشت گردوں کے کالعدم گروہوں اور پرائیویٹ فوج سے انسداد دہشت گردی ایکٹ اور آئین پاکستان کے آرٹیکل کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے مذاکرات کر کے ظالم حکمرانوں نے ہزاروں معصوم شہریوں، پاک فوج اور پولیس کے شہداء کے خون سے غداری کی ہے۔

☆ دہشت گردوں سے مذاکرات کی آڑ میں حکومت، دہشت گردوں کو ریاست کے اندر ریاست قائم کرنے کی سہولت دے رہی ہے۔

☆ حکومت بعض ممالک کی خواہش پر دنیا بھر میں دہشت گردی کو ایکسپورٹ کر رہی ہے۔

☆ نواز حکومت پاک فوج کو آپریشن سے روک کر دہشت گردوں کو مزید تقویت دے رہی ہے۔

☆ نواز حکومت نے ہمسایہ اسلامی ممالک کو پاکستان کا مخالف بنایا ہے۔

☆ کیا دہشت گردوں کی مضبوطی اور استحکام کے بعد پاکستان کے ایٹمی اثاثے محفوظ رہ سکیں گے؟ جو کام دنیا کی تمام خفیہ ادارے مل کر نہیں کر سکے ملک کے خلاف وہ ماحول نااہل حکمرانوں نے خود بنا دیا ہے۔

☆ حکومت نے بغیر عدالتی کاروائی کے 18 دہشت گردوں کو رہا کر دیا جس کا کوئی آئینی جواز نہیں ہے۔

☆ ملک کی اکثر جیلیں توڑ کر دہشت گرد سینکڑوں ساتھیوں کو لے کر فرار ہو گئے مگر حکومت مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوئی۔

مندرجہ بالا حقائق پر پوری قوم گواہ ہے۔تمام ملکی اخبارات اور دانشور قوم کو بھیانک مستقبل سے آگاہ کر رہے ہیں۔ذیل میں تصدیق کے لیے قومی اخبارات اور اداروں کی رپوٹ کی روشنی میں اعداد وشمار دیئے جا رہے ہیں۔

نواز حکومت کے جاری 10 ماہ میں دہشت گردی عروج پر چلی گئی۔گزشتہ 10 ماہ میں 3682 افراد دہشت گردی کا نشانہ بنے (پاک فوج کے 553 جوان، 2084 عام شہری شہید ہوئے۔مٹھی بھر دہشت گردوں کے سامنے حکومت بے بس نظر آتی ہے اور حکومتی رٹ ختم ہو چکی ہے۔ جبکہ روزنامہ جنگ کے ایک آرٹیکل کے مطابق 2013ء میں کراچی سمیت پورے ملک میں 14,000 شہری دہشت گردی کا نشانہ بنے۔بحوالہ:

www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/casualties.htm (Accessed on 17-4-2014)

☆ 2457 دہشت گرد گرفتار ہوئے۔ 1197 کو کورٹس نے رہا کر دیا۔اس وقت 63 جیل میں ہیں۔باقی 1275 کہاں گئے۔رپورٹ کے مطابق رہا کیے جانے والے دہشت گردوں میں سے 722 نے دوبارہ Terrorist Group جوائن کئے۔ڈان اخبار (19-10-2013)

☆ PEW کے 7 مئی 2013 کے سروے کے مطابق 90 فیصد افراد نے دہشتگردی کو پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ قرار دیا اور طالبان کو انڈیا کے مقابلے میں پاکستان کیلئے زیادہ خطرناک کہا۔

☆ ناکام ریاستوں کی فہرست میں دنیا میں پاکستان کا نمبر 13 ہے۔

☆ دہشتگردی کی وجہ سے اسوقت تک ملکی معیشت کو 75 ارب ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے۔

2۔تحفظ پاکستان آرڈیننس کے نام پر انسانی حقوق کی پامالی اور سیاسی مخالفین سے انتقام کے قانون کا نفاذ

حکمرانوں نے سیاسی مخالفین سے ذاتی انتقام لینے،غریب عوام کو احتجاج کے حق سے محروم رکھنے، بغیر جرم کے لوگوں کو جیلوں میں ڈالنے، ملک بدری کے نام پر دہشت گردوں کو دیگر ممالک میں ایکسپورٹ کرنے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے تحفظ پاکستان آرڈیننس کو سینٹ سے منظوری کے بغیر صدر سے آرڈیننس جاری کروا کر نافذ کر دیا ہے تاکہ سیاسی مخالفین کو ہراساں کیا جا سکے۔

تحفظ پاکستان آرڈیننس کی حقیقت

جعلی مینڈیٹ سے اقتدار پر قابض حکمرانوں نے شہریوں کو ان کے بنیادی حق ''حق زندگی'' سے محروم کرنے،معصوم شہریوں کی جان لینے،سکولوں، ہسپتالوں،مساجد،گرجہ گروں اور بازاروں میں سر عام عوام کی جانوں سے کھیلنے والوں، ٹی وی ٹاک شوز میں آئین کی کتاب قوم کو دیکھا کر اسے نہ ماننے کا اعلان کرنیوالوں،اور ریاست پاکستان سے اعلان جنگ کرنے والوں کو کچلنے کی بجائے ان سے مذاکرات کے ذریعے ان کو تحفظ دے کر، ان کی سزاؤں کو معطل کر کے،جیلیں توڑوا کر اور باعزت فرار کروانے کے بعد تحفظ پاکستان آرڈیننس کے نفاذ کے مقاصد محض ذاتی اور سیاسی انتقام کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تحفظ پاکستان آرڈیننس ایک ظالمانہ قانون ہے اس لیے کہ۔

1- یہ آرڈیننس آئین میں درج شہریوں کے بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔

2- داخلی سلامتی اور جرائم کے خاتمے کے نام پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ایسا اختیار مل جائے گا جس سے شہریوں کے جان و مال کو شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ یہ آرڈیننس شہریوں کے بنیادی حقوق (Fundamental Rights) پر حملہ ہے۔

3- یہ دہشت گردوں کو سزا دینے کے بجائے اس کی شہریت کو ختم کر کے دینا میں ایکسپورٹ کرنا چاہتے ہیں جو آئین کی آرٹیکل 40 کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

4- تحفظ پاکستان آرڈیننس کی کلاز 3 کی سب-کلاز 3-2 (ب) کے مطابق کوئی بھی پولیس افسر، مسلح افواج یا سول اتھارٹی کے اہل کار بغیر وارنٹ کے کسی بھی شخص کو گرفتار کر سکتے ہیں اور بغیر الزام ثابت کئے ہوئے 90 دن تک حراست میں رکھ سکتے ہیں۔۔۔سب-کلاز 3-2 (ج) کوئی بھی افسر وارنٹ کے بغیر کسی بھی شخص کو کسی بھی احاطے سے گرفتار کر سکتے ہیں۔۔۔آرٹیکل 9، 10، 13 اور 14 کی خلاف ورزی ہے۔۔

5- کالے قانون کے تحت شہریوں کی پاکستانی شہریت بھی ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

6- یہ قانون انگریزوں کے دور میں جاری کئے گئے رولٹ ایکٹ سے بھی زیادہ ظالمانہ ہے اسی ایکٹ کے خلاف قائداعظم محمد علی جناح نے اسمبلی سے استعفی دیا تھا اور جلیانوالہ باغ میں احتجاج کا تاریخی واقعہ بھی اسی رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاج کی وجہ سے پیش آیا مگر آج جمہوریت اور بنیادی انسانی حقوق کے گیت گانے والے اس سے زیادہ شہریوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں مگر عوام خاموش تماشائی ہیں۔ (ارشاد عارف کالم نگار جنگ)

7- 1996 کے سپریم کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی ہے تحفظ پاکستان آرڈیننس کے تحت انتظامیہ کو عدلیہ کے اختیارات تفویض کرنے کی سازش ہے۔ حکومت کا دہشت گردوں سے مذاکرات کا ڈرامہ ہے۔ (بحوالہ جنگ 8 اپریل 2014)

طالبان سے مذاکرات کی حقیقت

☆ حکومت طالبان مذاکرات: قوم کو کنفیوژ کرنے کا ایک ڈرامہ ہے۔

☆ طالبان کے ساتھ مذکرات غیر آئینی، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ہیں۔

☆ یہ مذاکرات حکومت اور طالبان کے مابین نہیں بلکہ طالبان اور طالبان کے مابین ہیں۔

☆ 1275 دہشت گردوں کو مذاکرات سے پہلے اور 39 کو مذاکرات کے نام پر کس آئین، کس قانون اور کس اتھارٹی کے تحت آزاد کیا گیا۔

☆ یہ دنیا کا پہلا واقعہ ہے جس نے دہشت گردوں کو سٹیک ہولڈر تسلیم کر کے بطور ریاست اُنکے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔

☆ سورت الحجرات 49 کی آیت 9 کے مطابق طالبان مذاکرات قرآن کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

☆ طالبان سے مذاکرات نیشنل انٹرسٹ میں نہیں بلکہ نیٹو فوج کو افغانستان سے کلیئر راستہ دینے کیلئے ہو رہے ہیں۔

پوری قوم صبح و شام میڈیا اور اخبارات میں یہ حقائق دیکھ رہی ہے۔

3- پاکستان کی ابتر معاشی صورتحال

اگرچہ پاکستان کی معاشی صورت حال گزشتہ ادوار میں بھی بدحالی کا شکار تھی مگر موجودہ کرپٹ حکمرانوں نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی اپنی منشیانہ معاشی پالیسیوں سے معیشت کا بیڑا غرق کر دیا۔ 850 ارب روپے کے نئے نوٹ چھاپے اور جہاں حکومت کے گردشی قرضوں میں 750 ارب کا اضافہ ہوا وہاں افراط زر میں اضافے کے باعث غریب کا جینا دوبھر ہو گیا۔ کشکول توڑنے کا اعلان کرنے والے 76 ارب ڈالر کے بیرونی اور 41 ارب

ڈالر کے اندرونی قرضے لے چکے ہیں، اور مزید 14 ارب ڈالر عالمی بینک سے منظور کروا چکے ہیں۔ اس طرح یہ حکومت 25 ارب ڈالر لے کر سب سے زیادہ قرضے لینے کا ریکارڈ قائم کر رہی ہے۔

☆ GDP کی شرح نمو مسلسل گر رہی ہے اور موجودہ شرح 3.59 فیصد ہے۔

☆ بجلی اور گیس کی قیمتوں میں اضافے کے باوجود سرکلر ڈیٹ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس میں سے پانچ ماہ قبل 500 ارب روپے لوڈ شیڈنگ کی مد میں پاور جنریشن کمپنیز کو ادا کئے گئے۔ اب پھر قابل ادئیگی سرکلر ڈیٹ 286 ارب روپے سے تجاوز کر چکا ہے۔

☆ گردشی قرضے ایک بار پھر مارچ 14 میں 746 ارب کی بلند ترین سطح تک پہنچ یعنی انکے دور اقتدار میں سات ماہ میں 246 ارب کا اضافہ ہوا یعنی گردشی قرضے فی ہفتہ 6 ارب روپے کے حساب سے بڑھ رہے ہیں۔۔۔(بحوالہ جنگ 8 مارچ 2014)

☆ پاکستان میں افراط زر کی شرح 11 فیصد تک جا پہنچی ہے جو کہ خطرناک ہے۔

☆ پاکستان دنیا کے بدعنوان ترین ممالک میں 42ویں سے 34ویں نمبر پر آ گیا ہے۔

☆ حکومت کی ناقص معاشی پالیسیوں کی وجہ سے آج ملک کا ہر شہری 95000 روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔

☆ 40 بلین ڈالر کی برآمدات کی صلاحیت رکھنے والے ملک کی ایکسپورٹ (Experts) صرف 22 بلین تک رہ گی ہیں۔ جبکہ درآمدات (Imports) 36 بلین سے بڑھ چکی ہیں۔ اس عدم توازن کے باعث مالیاتی خسارہ 14 بلین ڈالر تک پہنچ گیا۔ بحوالہ: http://w w w .tradingeconomics.com/pakistan/imports Accessed on 23-4-2014)

☆ حکومت پر عدم اطمنان کی وجہ سے زرمبادلہ (Foreign exchange) اور ترسیلات (Remittance) میں اضافہ کی شعبدہ بازیاں وزیر خزانہ کی معاشی عیاریوں کے علاوہ کچھ نہیں۔

معاشی بدحالی اور حکمران

☆ موجودہ نام نہاد حکمرانوں کے دور کے ابتدائی مہینوں میں روپیہ Devaluation کا شکار ہوا۔ موجودہ حکومت کے صدر ممنون حسین کے مطابق حکومت کے پہلے 3 ماہ میں 50 ارب روپے کا سونا بھارت اسمگل کیا گیا جس سے ڈالر 98 سے 110 تک گیا۔ (بحوالہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد 27 ستمبر 2013ء)

☆ حکومتی ایماء پر مارکیٹ میں ڈالر پھینک دیا گیا جس سے ڈالر مصنوعی طور پر نیچے لایا گیا تاکہ حکومتی ساکھ کو بچایا جا سکے۔ جس کے مثبت اثرات عام آدمی تک نہیں پہنچے۔

☆ ماہر معاشیات ڈاکٹر حسن صدیقی کے مطابق قوم کے 300 ارب ڈالر باہر کے بنکوں میں پڑے ہیں، 125 ارب ڈالر کرپٹ سیاستدانوں نے کرپشن کے ذریعے بیرون ملک منتقل کئے اور سمندر پار پاکستانیوں کے 175 ارب ڈالر باہر کے بنکوں میں ہیں۔

☆ فارن پرائیویٹ انویسمنٹ (F.P.I) کا تقریباً خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کے برعکس 100 ارب ڈالر کا سرمایہ اس سال ملک سے باہر جا چکا ہے۔

☆ معاشی بدحالی کا ایک سبب اربوں کے غیر ترقیاتی اخراجات ہیں۔ موجودہ حکمران 15 اپریل 2014ء تک 16 بیرونی دوروں پر 1 ارب 21 کروڑ روپے سے زائد خرچ کیے۔ (بحوالہ دی نیوز، 26 اکتوبر 2013)

☆ پنجاب اور سندھ میں فسٹیول کے نام پر اربوں روپے کے غیر ترقیاتی اخراجات بھی معاشی بدحالی کا باعث بن رہے ہیں۔

☆ کالا دھن۔۔۔ پاکستان میں بینک ٹو بینک رقوم کی منتقلی سٹیٹ بینک کی کلیئرنس۔۔۔، سال 2011ء میں پاکستان میں رقوم کی بینک ٹو بینک منتقلی کا جائزہ لیں۔۔۔ پشاور میں اس سال 1.3 ٹریلین روپے کلیئر ہوئے ہیں اور کوئٹہ کے کلیئرنس سنٹر پر تقریباً 900 بلین روپے، یعنی

دونوں صوبائی دارالحکومتوں میں کلیئر ہونے والی رقوم 2 ٹریلین روپے سے زائد ہیں۔اسی دورانئے میں اگر فیصل آباد اور ملتان میں کلیئر ہونے والی رقوم کو دیکھا جائے تو وہ بالترتیب 1.3 ٹریلین اور 826 بلین روپے ہیں۔ یہ تمام تر کالا دھن ہی ہے جو بینکوں سے گزرتا ہے اور پھر کہیں گم ہو جاتا ہے۔

معاشی بدحالی کی رپورٹ اور تجزیے

☆ اسٹیٹ بنک کی جائزہ رپورٹ مالی سال 13-2012 کے مطابق۔روپے کی قدر میں کمی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جی ایس ٹی میں اضافہ رواں مالی سال میں مہنگائی میں اضافہ ہدف سے زیادہ ہوگا۔

☆ حالیہ حکومت نے اقتدار میں آنے کے بعد سے اکتوبر کے وسط تک 750 ارب روپے سٹیٹ بینک سے قرضے کی مد میں لئے ہیں۔اور یہ قرضے نئے نوٹ چھاپ پورے کئے گئے ہیں۔یہ عمل مسلسل افراط زر اور مہنگائی کا باعث بن رہے ہیں۔(اخبار روزنامہ ڈان کی 25 نومبر 2013ء کی رپورٹ)

مہنگائی میں اضافہ

موجودہ کرپٹ حکومت کے دور میں اب تک 30 سے 40 تک فیصد مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے۔

☆ پٹرول 98 سے 114 روپے۔ ☆ آٹا 37 روپے کلو سے 56 روپے۔

☆ چینی 50 روپے سے 60 روپے۔ ☆ روٹی 5 روپے سے 10 روپے۔

☆ بجلی 6 روپے سے 16 روپے یونٹ تک جبکہ کمرشل یونٹ 26 روپے پر چلا گیا ہے۔

☆ چاول 120 سے 200 روپے فی کلو۔ ☆ ٹی۔وی فیس 35 سے 60 روپے تک۔

☆ موبائیل لوڈ پر ٹیکس 17 فیصد سے 25 فیصد ہوگیا۔ ☆ ٹماٹر 100 روپے فی کلو سے تجاوز کر گیا۔

☆ ملک میں پیدا ہونے والا آلو 90 روپے کلو فروخت ہو رہا ہے۔

پاکستان پر اندرونی اور بیرونی قرضے

☆ آئی۔ایم۔ایف کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستانی ریاست اس وقت تقریباً 76.19 ارب ڈالر (یعنی تقریباً 8 ہزار ارب روپے) کے بیرونی قرضوں میں جکڑی ہے۔ اگر اندرونی قرضوں کو بھی شامل کیا جائے تو پاکستانی ریاست کے کل قرضے 117 ارب ڈالر سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ کیونکہ حکومت نے معاشی ذمہ داری اور قرضوں کی حد کے قانون کو توڑتے ہوئے قرض لینے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔

☆ کشکول توڑنے کے دعوے کرنے والی موجودہ گورنمنٹ نے اب تک 10 ارب ڈالر کے بیرونی قرضے لیئے جن میں سے صرف 6.5 ارب ڈالر IMF سے لیئے گئے۔

سنگین بدانتظامی (Bad Governance)

پارلیمنٹ کے کردار کا خاتمہ

☆ حقیقی جمہوریت میں Majority Rules کے تحت پارلیمنٹ بالادست ہوتی ہے۔۔۔مگر پاکستان کے تمام فیصلے بادشاہت کی طرز پر نام نہاد وزیراعظم اور اسکی فیملی کے مرہون منت ہیں۔

☆ قیام حکومت سے آج تک اسمبلی میں ایک بھی قانون سازی نہیں کی گئی۔

☆ اراکین، پارلیمنٹ میں آنے کو تیار نہیں اکثر کورم ٹوٹتے رہے۔

☆ وزرا تک بھی اسمبلی میں نہیں آتے۔خود وزیر داخلہ اس کا کئی مرتبہ اظہار کر چکے ہیں۔

☆ اسمبلی میں 13 سرکاری اور 36 پرائیویٹ ممبرز بلز زیر التوا ہیں۔

☆ 47 فیصد اراکین پارلیمنٹ ٹیکس نا دہندہ ہیں۔

☆ 92 فیصد اراکین پارلیمنٹ نے سال میں ہونے والے اجلاسز میں ایک لفظ تک نہیں بولا۔

☆ دہشت گردوں سے مذاکرات اور رہائی کا فیصلہ بھی نہ کابینہ نے کیا اور نہ ہی پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا گیا۔

☆ گرین انویسٹمنٹ کے نام پر 5 کروڑ سے 150 کروڑ روپے کے کالے دھن کو سفید کرنے کا فیصلہ بھی کابینہ اور پارلیمنٹ کی مرضی کے بغیر کیا گیا۔

☆ نام نہاد وزیر اعظم 10 ماہ کے دوران صرف 5 بار قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئے اور سینٹ کے اجلاس میں ایک بار بھی نہیں آئے۔

☆ وزیر اعظم کو سینٹ میں لانے کے لئے سینٹ رولز میں تبدیلی کر کے ہر ہفتے آنے کا پابند بنایا گیا۔اس پر بھی پابندی نہیں کی گئی۔اس سے انکی جمہوریت اور پارلیمانی نظام سے عدم دلچسپی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، وہ اپنے گزشتہ ادوار کی طرز پر اپنی بادشاہت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

☆ پارلیمنٹ میں اپوزیشن کا حقیقی کردار ختم کر دیا گیا ہے قومی اسمبلی میں اپوزیشن کو روند کر تحفظ پاکستان آرڈیننس کو جبراً منظور کروایا گیا۔

☆ ملک میں 18ویں ترمیم (آئین کا آرٹیکل 63 اے) کے بعد مک مکا کی سیاست کو فروغ دیا، اراکین پارلیمنٹ کو پارٹی قیادت کے خلاف رائے دینے سے روک کر شخصی آمریت کو تحفظ دیا گیا۔

میثاق جمہوریت کے نام پر ''پہلے تیری باری پھر میری باری'' پر پارلیمنٹ کے کردار کو برائے نام کر دیا گیا دونوں نے کرپشن کرنے پر ایک دوسرے کے خلاف آنکھیں بند کرنے کا معاہدہ کر لیا اور پارلیمنٹ میں ''فرینڈلی اپوزیشن'' کو فروغ دیا گیا۔

5- آئین کی کھلی خلاف ورزی

☆ جمہوریت میں عوام اور اراکین اور حکمران ہر کوئی قانون کے سامنے برابر ہے اور کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔۔مگر پاکستان میں غریب عوام کو تو قانون کے شکنجے میں پھانس دیا جاتا ہے اور مگر حکمران اور اراکین پارلیمنٹ پر کوئی قانون لاگو نہیں کیا جاتا۔۔۔الیکشن 2013 میں 62 اور 63 کا اطلاق نہیں کیا گیا۔

☆ نام نہاد جمہوری حکمران مسلسل آئین کی آرٹیکل 3، 9، 25، 25اے، 31، 32، 36، 37، 38، 40، 62-63، 213 اور 218 کی دھجیاں بکھیریں۔۔۔کیا ان پر آرٹیکل 6 کا نفاذ نہیں ہوتا۔۔۔موجودہ اس نام نہاد جمہوری دور اقتدار میں درج ذیل آئینی شقوں کی دھجیاں بکھیری گئیں۔

آرٹیکلز	عوامی فلاح و بہبود کی شقیں	حکومتی آئین شکنی
3	استحصال کا خاتمہ	اہلیت کے باوجود 7 کروڑ افراد بیروزگار ہیں۔خدمت اور اجرت میں واضح فرق ہے۔
9	فرد کی سلامتی	کسی کی جان و مال محفوظ نہیں انکے دور اقتدار میں 5000 ہزار افراد دہشتگردی اور ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہوئے
25	شہریوں سے مساوات	70 فیصد پاکستانی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں
A-25	تعلیم حاصل کرنے کا حق	3 کروڑ 70 لاکھ بچوں نے سکول کا دروازہ تک نہیں دیکھا

31	اسلامی طرز زندگی	مذہبی فرقہ واریت اور انتہا پسندی کو فروغ دیا گیا
32	مقامی حکومت کے اداروں کو فروغ دینا	سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود بلدیاتی الیکشن نہ کرانا
36	اقلیتوں کا تحفظ	18 ویں ترمیم کے تحت اقلیتوں کی نشستوں کو متناسب نمائندگی کے تحت مختص کر کے آرٹیکل 25 Equality of Citizens کی نفی کی گئی ہے---
37	سماجی انصاف کا فروغ اور سماجی برائیوں کا خاتمہ	بیروزگاری اور مہنگائی کی وجہ سے معاشرہ میں جرائم اور سماجی برائیوں کا مسلسل بڑھنا
38	عوام کی معاشرتی اور معاشی خوشحالی کا فروغ	عوام مسلسل روزگار، تعلیم، صحت، روٹی، کپڑا، مکان مفت فراہم کیے جانے سے محروم ہیں---
40	مسلم دنیا کے ساتھ رشتے استوار کرنا اور بین الاقوامی طور پر امن کو فروغ دینا	ایران اور عرب ممالک کی پراکسی وار لڑنا
62	رکن پارلیمنٹ کی اہلیت	گناہ کبیرہ، لون ڈیفالٹر، ٹیکس چوری، کے مرتکب افراد کا اسمبلیوں میں دوبارہ پلٹ کر آجانا---
63	رکن پارلیمنٹ کی نااہلیت	آرٹیکل 63-جی کی حکومتی وزراء کی جانب سے مسلسل خلاف ورزی پاک فوج اور دیگر قومی اداروں کی مسلسل تضحیک
213	الیکشن کمیشن کی تشکیل	موجودہ الیکشن کمیشن کی تشکیل غیر آئینی طریق پر کی گئی
3-218	الیکشن کمیشن کا فرض ہے کہ وہ انتخابات Free & Fair انصاف سے کرائے اور بدعنوانیوں کا سد باب ہو سکے۔	پاکستان میں ووٹنگ کی Credibility ہمیشہ مشکوک رہی ہے--اور کرپٹ نظام انتخاب اور کرپٹ سیاسی کلچر کو فروغ دیا گیا ہے۔ 2013ء میں دھاندلی کے واضح ثبوت کے الیکشن کمیشن کا بدعنوان اراکین پارلیمنٹ کے خلاف کاروائی نہ کرنا

6۔ خارجہ پالیسی کی عدم موجودگی

☆ ملک کی خارجہ پالیسی تو دور کی بات حکومت نے 10 ماہ میں وزیر خارجہ کا ہی تقرر نہیں کیا گیا۔

☆ حکمران دنیا بھر میں دورہ جات ریاست سے ریاست کا تعلق مضبوط کرنے کی بجائے ذاتی بزنس اور تعلقات بڑھانے کے لئے کر رہے ہیں۔

☆ غیر ملکی حکمرانوں کو پاکستان کی زمینیں پیش کی جا رہی ہیں ملک کو بیرونی قوتوں کی " کالونی" بنایا جا رہا ہے۔

☆ ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی تعلقات کو خراب کیا گیا۔

☆ درجن سے زائد ممالک کے اندر سفار تکار تک تعینات نہیں کئے گئے۔

☆ سعودی عرب سے 50000 سے زائد پاکستانیوں کو ملک بدر کر دیا گیا۔ حکومت کچھ نہ کر سکی۔

☆ مختلف اسلامی ممالک میں بھائی چارہ کے فروغ کی بجائے فریق ہونا ثابت کیا گیا۔

7۔عدالتی فیصلوں کا عدم نفاذ

☆ ملک کے غریب عوام کو تو قانون کے شکنجے میں پھنسا دیا جاتا ہے مگر حکمرانوں اور اراکین پارلیمنٹ پر کوئی قانون لاگو نہیں کیا جاتا۔۔۔

☆ ہمارے ملک میں سستا اور فوری انصاف ناپید ہے عدالتوں میں 16 لاکھ مقدمات زیر التوا پڑے ہیں۔

☆ عدالتیں اب تک 8300 ملزموں کو پھانسی کی سزا دے چکی ہیں۔۔۔مگر اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ نام نہاد وزیر اعظم نے قومی اداروں جن میں نادرا، نیپرا، پیمرا، اکاونٹنٹ جنرل، پی سی بی، واپڈا کے سربراہوں کو ناجائز طریق پر برطرف کر دیا جنہیں کورٹ نے بحال کر دیا مگر نام نہاد وزیر اعظم نے عدالتی فیصلوں کو اپنے پاؤں پلے روندتے ہوئے دوبارہ انہیں برطرف کر دیا۔

☆ خواجہ آصف کی درخواست پر جولائی 2013ء میں سپریم کورٹ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ 58 ریاستی اور حکومتی اداروں کے سربراہان کے تقرر کے لیے کمیشن بنایا جائے گا، جو کہ میرٹ پر تقرری کرے گا۔مگر وزیر اعظم نے اس فیصلے کو ردی کی ٹوکری میں ڈال کر خود یا وزراء کے ذریعے تقرریوں کے سلسلہ کو جاری رکھا ہے۔

☆ سوئس بنکوں کے کیس پر کوئی فیصلہ نہیں۔

☆ اصغر خان کیس کے فیصلہ پر عمل درآمد دور دور دکھائی نہیں دیتا۔

☆ لاپتہ افراد کا کیس پیش رفت سے محروم

☆ کراچی بے امنی کیس بھی فائلوں میں گم

☆ بلوچستان بے امنی کیس عدالتی بے حسی کا شکار

☆ ارسلان افتخار کیس عدالتی ملی بھگت کی نظر

8۔ حکومتی اداروں کی خراب صورت حال

کرپٹ حکومت نے اداروں کے استحکام کا فریضہ سرانجام دینے کی بجائے بدانتظامی اور اختیارات کا اس قدر ناجائز استعمال کیا کہ یہ جمہوریت آمریت سے بدتر ہو چکی ہے۔ اس جمہوریت میں NA DRA جیسے ادارے کے چیئرمین کو رات کے دو بجے اٹھا کر صرف اس لیے برطرف کر دیا جاتا ہے کہ اس نے تین انتخابی حلقوں کے THUMB IMPRESSION کی چیکنگ میں دیانتداری سے کام لیتے ہوئے 80 فیصد سے زائد ووٹوں کو جعلی قرار دیا۔ مزید یہ کہ برطرفی کا ایسا طریقہ اپنایا گیا جس سے جمہوریت کا سر شرم سے جھک گیا۔ اس کے علاوہ موجودہ جعلی جمہوریت نے قومی اداروں میں جو کرپشن کی ہے اس میں سے کچھ تفصیلات حسب ذیل ہیں:

☆ 9 وزارتیں ایسی ہیں جن پر ابھی تک وزراء کا تقرر نہیں ہوا؟

☆ پاکستان کے 28 بڑے اداروں کے سربراہوں کا تقرر ہی نہیں کیا گیا۔

☆ چیئرمین نادرا، پیمرا، پی سی بی، واپڈا اور اکاونٹنٹ جنرل کو کورٹ نے بحال کیا جبکہ وزیر اعظم نے برطرف کر دیا۔

☆ اداروں کے سربراہان کی تقرری کا معیار ذاتی اور خاندانی تعلق پر رکھا گیا۔

☆ نیب میں سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کے کرپشن کے کیسز کو نہ کھولا گیا۔

☆ عام لوگوں کے جائز کام بھی بغیر رشوت کے نہیں کئے جاتے۔

☆ اداروں کے دیانتدار سربراہان کی تذلیل اور خلاف قانون برطرفی ان ڈرانا دھمکانا۔

☆ اداروں کی مضبوطی کے بجائے حکمران خاندان مضبوط ہو رہا ہے۔

☆ اداروں میں احتساب کا عمل ختم ہو چکا ہے جسکی وجہ سے کرپشن عروج پر ہے۔

☆ کرپشن کے فروغ اور تحفظ کے لیے اپوزیشن سے مک مکا کے ذریعے ذاتی وفادار شخصیت کو نیب کا چیر مین تعینات کرنا۔

9۔ تعلیم

اقتدار پر قابض موجودہ حکمرانوں نے اپنے منشور میں کہا تھا کہ یکساں تعلیمی نصاب نافذ کریں گے اور تعلیمی ایمرجنسی لگا کر ناخواندگی کا خاتمہ کیا جائے گا۔

☆ اقوامِ متحدہ کے ادارے یونیسکو کی تازہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ناخواندہ افراد کی شرح 79 فیصد ہے اور شرحِ خواندگی کے لحاظ سے پاکستان کا نمبر دنیا میں 180 واں ہے۔

☆ پاکستان میں 3 کروڑ 70 لاکھ بچوں نے ابھی تک سکول میں قدم نہیں دیکھا۔ یہ آرٹیکل 25-A کی کھلی خلاف ورزی ہے جس کے مطابق 5 سے 15 سال کے تمام بچوں کی تعلیم مفت و لازمی ہے۔۔۔

☆ یونیسیف کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے 4 کروڑ بچے مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔

☆ شرح خواندگی کے خاتمہ کیلئے کوئی پالیسی سامنے نہیں آئی

☆ پنجاب میں گزشتہ سال پہلی کلاس سے پانچویں کلاس تک انگلش میڈیم طریقہ تعلیم کو رائج کیا جبکہ اس سال دوبارہ اردو میڈیم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

☆ تعلیم کے لیے مختص بجٹ کو بڑھانے کا مضحکہ خیز اعلان کرتے ہوئے کہا گیا کہ انشاءاللہ اپنے دور اقتدار کے پانچویں سال تعلیم کا بجٹ بڑھا دیں گے۔

10۔ بے روزگاری

☆ اقتدار پر قابض حکمرانوں نے وعدہ کیا تھا کہ سرکاری اور نجی شعبے میں 30 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کریں گے جبکہ ملک میں 7 کروڑ افراد بے روزگار ہیں لیکن اسکے لیے ابھی تک کوئی پلاننگ ہی نہیں کی گئی،

☆ حکمران جماعت نے انتخابی منشور میں عام مزدور کی کم از کم تنخواہ 15000 روپے کرنے کا وعدہ کیا تھا جو وفا نہ ہو سکا۔

☆ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی سروے رپورٹ کے مطابق 12 کروڑ افراد اس ملک میں کام کرنے کے اہل ہیں جبکہ ان میں سے 7 کروڑ افراد بیروزگار ہیں۔

☆ وزیر اعظم یوتھ بزنس لون کے ذریعے نوجوانوں کو روزگار دینے کے بجائے محض مقروض بنایا جا رہا ہے، اس قرضہ کے حصول کے لیے IMF سے بھی سخت شرائط عائد کی گئی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لون صرف سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کیا جائے گا۔

☆ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے احکامات سے کھلی بغاوت کا اعلان کرتے ہوئے نوجوانوں کو سود پر قرضے جاری کیے جا رہے ہیں۔

☆ خاندانی بادشاہت قائم کرنے کیلئے وزیر اعظم یوتھ بزنس لون پروگرام کا سربراہ وزیر اعظم صاحب نے اپنی بیٹی (مریم نواز) کو بنا دیا ہے، جن کا فنانس کے میدان میں کسی قسم کا کوئی تجربہ نہیں۔

11 بلدیاتی انتخابات

پچھلے 6 سال سے سندھ میں پیپلز پارٹی جبکہ پنجاب میں مسلم لیگ ن کی حکومتیں بلدیاتی الیکشن کروانے میں ناکام رہیں جبکہ حکمرانوں نے انتخابی منشور میں وعدہ کیا تھا کہ عام انتخابات کے 6 ماہ بعد بلدیاتی الیکشن کرا دیں گے۔

تبدیلی کا نعرہ لگانے والی جماعت تحریک انصاف نے اپنے انتخابی منشور میں وعدہ کیا تھا کہ حکومت میں آنے کے بعد 100 دنوں کے اندر بلدیاتی انتخابات منعقد کروا دیں گے مگر تا حال بلدیاتی الیکشن نہ ہو سکے۔

☆ حکمرانوں کا یہ کردار آئین کے آرٹیکل 32 اور 140 A کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

11- عوام کی بنیادی انسانی حقوق سے محرومی

آ ئین کے آرٹیکل 38 کے مطابق ریاست کا فرض ہے کہ عوام کو روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور علاج معالجے کی سہولیات فراہم کرے مگر عوام ان بنیادی سہولیات کی عدم دستیابی کی وجہ سے وہ خودکشیاں اور خودسوزیاں کررہے ہیں۔

کہیں چار بچوں کا باپ غربت سے تنگ آ کر بچوں کو قتل کر کے خودکشی کرلیتا ہے، تو کہیں انصاف نہ ملنے پر خاتون سرِ بازار تیل چھڑک کر اپنے آپ کو آگ لگالیتی ہے۔

عوام کی جان مال عزت وآبرو کوئی شے محفوظ نہیں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت عوام کو انہیں مفلسی کی دلدل میں دھکیل کر حرام موت کی طرف لے جایا جارہا ہے۔

ایک طرف فیسوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے بچے تعلیم سے محروم ہورہے ہیں تو دوسری طرف مائیں بچوں کو اپنے سامنے بنیادی ضروریات زندگی سے محروم سسکتا روتا دیکھ کر عزتیں بیچنے اور خودسوزیاں کرنے پر مجبور ہیں۔

عالمی بینک کی رپورٹ ''ورلڈ ڈویلپمنٹ انڈیکیٹر'' کے مطابق پاکستان کی 60 فیصد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی بسر کررہی ہے، عالمی سطح پر خط غربت یومیہ دو ڈالر یا دوسو روپے آمدن کے برابر ہے۔

اکیس فیصد آبادی انتہائی غربت کا شکار ہے جو روزانہ بمشکل ڈیڑھ سو روپے ہی کما پاتی ہے۔(Nawaiwaqt 20-May 2013)

64-1963- میں پورے ملک کے غریب طبقہ کا گھریلو آمدنی میں حصہ 6.4 فیصد تھا اور آج اعداد وشمار کے مطابق 50سال کے بعد بھی غریب کا حصہ 7 فیصد ہی ہے۔(کیا یہ آرٹیکل 38-اے (دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم) کی کھلی خلاف ورزی نہیں ہے۔۔۔؟؟

☆ ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہ میں 100 فیصد جبکہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں صرف 10 فیصد اضافہ۔۔۔آرٹیکل 38-ای کی خلاف ورزی۔

Article 38-E: Reduce disparity in the income and earning of income of individual, including persons in the various classes of the service of Pakistan.)

12 عوام، صحت اور علاج سے محروم

دنیا کے جمہوری معاشروں میں حکومتیں عوام الناس کو صحت اور علاج کی مکمل سہولیات فراہم کرنے کو اپنا پہلا فریضہ سمجھتی ہیں اس کے برعکس پاکستانی معاشرے میں ہر سال لاکھوں بچے علاج نہ ملنے کی وجہ سے 5 سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے مرجاتے ہیں۔

تھر کے ریگستانوں میں 234 معصوم بچے حکمرانوں کی غفلت کے باعث لقمۂ اجل بن گئے جبکہ کسی ایک بھی اہم ذمہ دار کے خلاف کاروائی عمل میں نہیں لائی گئی دوسری طرف بادشاہانِ وقت کے لاڈلے مور کو بھوکا بلا کھا جائے تو ایک گھنٹے کے اندر اندر 21 پولیس اہلکار معطل کردئے گئے۔

ہر سال سینکڑوں بچے خسرے اور پولیو کی وجہ سے ہلاک یا معذور ہوجاتے ہیں

☆ 6 کروڑ بچوں کیلئے صرف 50000 ماہرین اطفال ہیں یعنی ہر 1200 بچوں کیلئے صرف ایک ڈاکٹر

بچوں کے حقوق کے عالمی دن کے حوالے سے یونیسف کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق

☆ پاکستان میں پانچ سال سے کم عمر کے اکتیس فیصد بچے غذائی قلت کا شکار ہیں۔

☆ 50 فیصد آبادی پینے کے صاف پانی سے محروم ہے

75 فیصد آبادی گندے پانی کی نکاسی کے انتظام سے محروم ہے۔(آرٹیکل 38-ڈی کی خلاف ورزی۔)

http://www.paknews.es/paknews/international-news/18219-pakistan-milion-childs.html

(accessed on 17-2-14)

☆ تمام سرکاری ہسپتالوں میں فری دوایئوں کی فراہمی بند کر دی گئی ہے۔

☆ تمام سرکاری ہسپتالوں کے بجٹ میں 50 فیصد کٹوتی کی گئی ہے۔

☆ اکثر ہسپتالوں میں ڈاکٹر اور عملہ موجود نہیں۔تھر پارکر کا واقعہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

13 امن عامہ کی حالت

کراچی آپریشن کو شروع ہوئے ایک سال ہونے کو ہے مگر اب بھی ہر روز اوسطاً 12-10 شہری ٹارگٹ کلنگ میں مارے جا رہے ہیں۔

پاکستان کو صحافیوں کے لیے دنیا کا چوتھا خطرناک ترین ملک قرار دیا گیا ہے۔

بڑھتی ہوئی بے روزگاری کی وجہ سے بھتہ خوری، اغوا برائے تاوان، ڈکیتی اور سٹریٹ کرائم کی وارداتیں خطرناک حد تک بڑھ چکی ہیں اور آج پاکستان کا کوئی شہر ان وارداتوں سے محفوظ نہیں۔

بابائے قوم قائد اعظم کے گھر 'قائداعظم رزیڈینسی' کو دہشت گردوں نے تباہ کر ڈالا اور حکومت بے بسی سے سب تماشا دیکھتی رہی، نہ ہی اس بہیمانہ کاروائی کو روکا جا سکا اور نہ ہی آج تک مجرموں کو پکڑا جا سکا۔

لاہور میں حکومتی رٹ اور امن و امان کی یہ صورتحال ہے کہ مصور پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال کے یوم پیدائش کے دن سیکیورٹی خدشات کی بنا پر تاریخ میں پہلی مرتبہ نہ تو سرکاری طور پر کوئی تقریب منعقد کی جا سکی اور نہ ہی عوام کو شاعر مشرق کے مزار تک رسائی کی اجازت دی گئی۔

حکومت قوم کی بیٹیوں کی عزت کی حفاظت کرنے میں بھی مکمل ناکام رہی ہر سال مظفرگڑھ کی آمنہ کی طرح قوم کی بے شمار بیٹیاں عصمت دری کے بعد انصاف نہ ملنے پر خودسوزی کرنے پر مجبور ہیں۔

طالبان کی در پردہ حمایت سے وجود میں آنے والی حکومت کے دور میں علی الاعلان بنوں جیل توڑ کر سینکڑوں دہشت گرد رہا کروا لیئے گئے جبکہ حکومت بے بس تماشائی بنی دیکھتی رہی۔آج تک نہ ہی کسی کے خلاف کوئی کاروائی ہوئی اور نہ ہی ذمہ داروں کا تعین کیا جا سکا۔

14۔ جمہوریت یا خاندانی بادشاہت

دنیا میں کسی بھی جمہوری حکومت میں خاندانی اقربا پروری کی اس سے بڑی مثال نہیں ملے گی، گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں یہ بات تحریر کرنے کے قابل ہے کہ ... پاکستان میں جمہوریت کے نام پر حکومت کرنے والا دنیا میں سب سے بڑے الامحدود کرپشن گروپ ہے، جو کہ خاندان کے 16 افراد اور بقیہ دوستوں پر مشتمل ہے جس کی قیادت، بدقسمت پاکستان کے وزیراعظم میاں نواز شریف کر رہے ہیں---

1۔ نواز شریف (وزیراعظم پاکستان)

2۔ شہباز شریف وزیراعلی پنجاب (نواز شریف کے بھائی)

3۔ حمزہ شہباز شریف ایم این اے (نواز شریف کے بھتیجے، اور شہباز شریف کے بیٹے)

4۔ مریم نواز شریف چیئرپرسن یوتھ قرضہ اسکیم (نواز شریف کی بیٹی)

5۔ کیپٹن صفدر ایم این اے قومی اسمبلی (نواز شریف کا داماد)

6۔ حاجی طاہر علی این اے 21 مانسہرہ مسلم لیگ ن (کیپٹن صفدر کا بھائی)

7۔ بلال یٰسین ایم پی اے صوبائی وزیر خوراک (نواز شریف کی بیوی کلثوم نواز کا بھتیجا)

8۔ محسن لطیف، ایم پی اے (نواز شریف کی بیوی کلثوم نواز کا بھتیجا)

9۔ اسحاق ڈار، وزیر خزانہ (نواز شریف کی بیٹی کا سسر)

10۔ عمر سہیل ضیاء بٹ سابق رکن قومی اسمبلی (سابق رکن قومی اسمبلی سہیل ضیا بٹ کا بیٹا، نواز شریف کے قریبی رشتہ دار)

11۔ سہیل ضیا بٹ ڈرگ اسمگلر (نواز شریف کے کزن ان لاء)

12۔ اویس ضیا بٹ (سہیل ضیا بٹ کے بھائی، سابق ایم پی اے)

13۔ عابد شیر علی وزیر مملکت برائے پانی وبجلی (کلثوم نواز شریف کی بہن کا بیٹا)

14۔ چوہدری شیر علی ممبر صوبائی اسمبلی (کلثوم نواز شریف کی بہن کا شوہر اور عابد شیر علی کا باپ)

15۔ سلمان شہباز (شہباز شریف کا بیٹا، نواز شریف کا بھتیجا)

16۔ سینیٹر فاروق سعید خان (نواز شریف کے بیٹے کا فادران لاء)

15۔ فرقہ واریت میں اضافہ

موجودہ حکومت کے دور میں ایک بار پھر فرقہ وارانہ دہشت گردی میں اضافہ ہوا۔

بلوچستان میں فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والی ہزارہ برادری کے زائرین کی بس پر دہشت گردانہ حملہ ہوا جس میں کثیر تعداد میں لوگ شہید ہوئے۔

راولپنڈی میں 10 محرم الحرام کے جلوس پر ایک مذہبی تنظیم کی فائرنگ سے 13 لوگ شہید ہوئے جبکہ کروڑوں روپے کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ کراچی اور لاہور میں مختلف مسالک کے علمائے کرام کو شہید کیا گیا جس کے بعد اکثر شہروں میں فسادات پھیل گئے۔ ملک کے اکثر علاقوں میں مزارات پر حملے کئے گئے۔

16۔ نجکاری

1- کرپشن سے لبریز نجکاری

موجودہ نواز حکومت نے آئی ایم ایف کے قرضے کی دوسری قسط کی ادائیگی کے لیے معاہدے میں شامل حکمت عملی کے تحت ان تیس اداروں کی فروخت کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ اس معاہدے کے تحت حکومت اس سال کے آخر تک باقی 65 اداروں کی نجکاری کرے گی۔

حقیقت میں ہمیں اچھی حکمرانی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ریاست کو کاروبار اور فیکٹری کی طرح چلانے کے بجائے ریاست کے طور پر چلانا چاہئے۔ اگر نفع نقصان کوئی پیمانہ ہے تو پھر قومی اور صوبائی اسمبلیوں، سینٹ، ایوان وزیراعظم، ایوان صدر، وزیراعلیٰ اور گورنر ہاؤسز کی بھی نجکاری ہونی چاہئے کیونکہ انکا کام اچھی حکمرانی قائم کرنا عام لوگوں کی فلاح و بہبود کرنا اور یہ تمام اپنے اہداف کو مکمل کرنے میں ناکام رہے۔

- ایک مصدقہ رپورٹ کے مطابق اس نجکاری سے نواز حکومت کا 20 ہزار ارب روپے کمیشن بنانے کا پروگرام ہے...
- اس سے قبل نواز حکومت نے 184 قومی ادارے Privatized کئے جس میں 140 بند ہو گئے اور 3000 ارب روپے کی کرپشن کی گئی۔۔۔
- نواز شریف نے اپنی پارٹی کے اشرافیہ کو بڑے بڑے قومی ادارے کوڑیوں کے مول دے کر قومی اثاثوں کو بے پناہ نقصان پہنچایا اور اب بھی نجکاری کے ذریعہ اپنے دوستوں کو نوازنا چاہتے ہیں
- مشترکہ مفادات کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ کرپشن کے نتیجے میں کافی ادارے بدانتظامی کا شکار ہوئے اسلئے قومی مفاد میں ان اداروں کی نجکاری واحد حل ہے۔ نجکاری کمیٹی کمیشن کے چیئرمین زبیر عمر نے بھی کہا کہ بجٹ خسارے کو پورا کرنے کے لئے منافع بخش ادارے بیچنا مجبوری ہے۔ معیشت کا پہیہ بزنس مین ہی چلاتے ہیں۔ اگر ہم عارف حبیب اور میاں منشاء کو ادارے نہیں بیچیں گے تو کیا گوروں کو بلائیں۔ اگر ہم میاں نواز شریف اور نج کاری کے چیئرمین کے بیانات پر طائرانہ نظر ڈالیں تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ حکومت کسی بھی صورت غریب اور پسے ہوئے عوام کے خون پسینے کی کمائی پر بنے ہوئے اداروں کی نج کاری کر کے اپنے یار دوستوں کو نوازیں

گے۔۔۔(بحوالہ۔اعجاز احمد۔اوصاف ۵ مارچ ۲۰۱۴ء)

نواز شریف کا اپنی جماعت اور دوستوں، اور اقربا پروری پر مشتمل ''نجکاری کمیشن'' حسب ذیل ہے۔۔

The Board of Privatization Commission

In terms of the Privatisation Commission Ordinance 2000," the general management and administration of the affairs of the Commission shall vest in the Board. The Board shall consist of the Chairman, the Secretary and six other members, or other such higher number as may be determined by the Federal Government. The Chairman and Secretary of the Board shall also be the Chairman and Secretary of the Commission, respectively.

The Board of the Commission comprises of the following-:

1	Mr. Muhammad Zubair Chairman	پورا نام محمد زبیر عمر ہے جو کہ PTI کے اسد عمر کے بھائی ہے۔ن لیگ کی منشور کمیٹی کے چیئر مین۔ PM کے ذاتی دوست ہیں۔فنانس کے بندے ہیں۔ MBA اور IBM میں تجربہ۔قومی اثاثے بیچنے کا کوئی تجربہ نہیں۔
2	Mr. Ch. Arif Saeed Member	چوہدری شریف اور چوہدری مختیار PPP (آصف زرداری کے یار خاص) کے بھائی۔۔قومی اثاثے بیچنے کا کوئی تجربہ نہیں۔
3	Mr. Zafar Iqbal Member	PM کے ذاتی دوست۔۔۔قومی اثاثے بیچنے کا کوئی تجربہ نہیں۔
4	Mr. Farooq Khan Member	PM کے دوست۔ بزنس مین۔ پنجاب شوگر مل کے مالک۔۔۔ پہلے بھی PM نے شوگر ملیں اسکو بیچیں۔۔۔قومی اثاثے بیچنے کا کوئی تجربہ نہیں۔
5	Mr. Nasirud din Ahmed Member	PM کے ذاتی دوست۔۔۔قومی اثاثے بیچنے کا کوئی تجربہ نہیں۔
6	Mr. Zafar Iqbal Sobani Member	ظفر اقبال سبحانی HUB پاور کمپنی۔۔۔بیچنے اور خریدنے کا تجربہ۔۔۔اسکو پاور کمپنیاں بیچی جا رہی ہیں۔۔قومی اثاثے بیچنے کا کوئی تجربہ نہیں۔
7	Mr. Arsallah Khan Hoti Member	مسلم لیگ کے ٹکٹ ہولڈر۔۔۔ضلع مردان کے مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری۔۔۔ پرانے دوست
8	Mr. Amjad Ali Khan Secretary	PM کے ذاتی دوست۔۔۔قومی اثاثے بیچنے کا کوئی تجربہ نہیں۔

سابقہ ادوار میں کی گئی نجکاری کا مختصر جائزہ

کسی بھی ملک میں نجکاری ''مساوات اور معاشی انصاف'' کو یقینی بنانے کے لئے اور'' تجارتی سرگرمیوں میں حکومت کی براہ راست شرکت کو کم کرنے کے اصول'' پر مبنی ہوتی ہے اور معاشی عدم مساوات، وسائل کا صحیح استعمال، اہلیت کے مطابق روزگار، مالی بوجھ اور مالیاتی بحران کا خاتمہ، بھاری نقصانات سے بچاؤ، سبسڈی کا بہتر اور مضبوط استعمال، عوامی مالیاتی فنڈنگ کے ذریعے معیار زندگی کو بہتر کرنا، مقدار اور معیار کو بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔

لیکن پاکستان میں نجکاری کا بابا آدم ہی نرالا ہے۔ ویسے تو 1989 اور نجکاری کمیشن آرڈیننس 2000 کے مطابق، نجکاری سے حاصل ہونے آمدنی کا 90 فیصد قرضوں کی ادائیگی اور 10 فیصد غربت کے خاتمے کے لئے مختص کیا گیا تھا۔ مگر 1985 سے 2012 کے دوران 3000 ارب روپے (امریکی ڈالر 42 ارب ڈالر) دوران نجکاری کرپشن ہوئی۔ جولائی 2002 میں، پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (پی اے سی) انکشاف کیا کہ نجکاری کے 80 ارب روپے غائب ہیں بعدازاں یہ جواز پیش کیا گیا کہ یہ رقم مشیران اور قانونی ماہرین نجکاری کی تنخواہوں میں خرچ ہوئی۔۔۔ایک رپورٹ کے مطابق کل 5 ارب روپے کنسلٹنٹ اور مشیروں پر خرچ کئے گئے۔

نجکاری کا عمل اس بار مسلم لیگ کے منشور میں شامل نہ تھا۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ پی آئی اے کو خطے کا ممتاز اور منافع بخش ادارہ بنایا جائیگا اس ادرے کو نجکاری کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔۔۔

☆ جبکہ (ن) لیگ کی حکومت نے 19 اگست کو IMF کو تحریری یقین دہانی کرائی 30 جون 14ء تک PIA کی نجکاری مکمل ہوجائے گی۔ اکتوبر 2013 کو جان کیری اور نواز شریف ملاقات۔۔۔طے ہوا کہ 6 ملین ڈالر حاصل کرنے کے لئے 15 بڑے بڑے ادارے فروخت کئے جائیں۔ حکومت نے نجکاری کمیشن کو جمعرات تین اکتوبر 2013 کو یہ ہدایت جاری کی ہے کہ وہ فوری طور پر اکتیس سرکاری اداروں کو ابتدائی و ثانوی عوامی پیشکش اور چھبیس فیصد شیئرز کے ذریعے انتظامی کنٹرول کے ساتھ نجی شعبے کو فروخت کرے۔

☆ جن کمپنیوں کی نجکاری کی جائے گی ان کے نام ہیں۔۔۔ 1- آئل اینڈ گیس کمپنی لمیٹڈ، 2- پاکستان پٹرولیم لمیٹڈ، 3- مری گیس، 4- پاک عرب ریفائنری، 5- پاکستان اسٹیٹ آئل، 6- سوئی سدرن گیس کمپنی لمیٹڈ، 7- سوئی نادرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ،۔۔۔8- پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز، 9- نیویارک میں پی آئی اے کا روزویلٹ ہوٹل، 10- پاکستان ریلوے، 11- گجرانوالہ الیکٹرک پاور کمپنی، 12- لاہور الیکٹرک سپلائی کمپنی، 13- اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کمپنی، 14- فیصل آباد الیکٹرک سپلائی کمپنی، 15- ناردن الیکٹرک جنریشن کمپنی، 16- پاکستان اسٹیل ملز، 17- نیشنل پاور کنسٹرکشن کمپنی اور 18- پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن۔ حکومت ان کمپنیوں میں سے اپنے کچھ شیئرز فروخت کرے گی۔

☆ حکومت نے آئی ایم ایف کے قرضے کی دوسری قسط کی ادائیگی کے لیے معاہدے میں شامل حکمت عملی کے تحت ان تیس اداروں کی فروخت کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ اس معاہدے کے تحت حکومت اس سال کے آخر تک باقی 65 اداروں کی نجکاری کے منصوبے کا اعلان کرے گی۔ پی آئی اے کے چھبیس فیصد شیئرز انتظامی کنٹرول کے ساتھ فروخت کیے جانے کے منصوبے کی کابینہ پہلے ہی منظوری دے چکی ہے۔ کشکول توڑنے کی باتیں کرنے والی نواز لیگ نے IMF سے 6.58 ارب ڈالر قرضہ جن شرائط پر لیا ہے ان میں نجکاری، ڈاؤن سائزنگ، رائٹ سائزنگ، مختلف سبسڈیز کا خاتمہ جیسی عوام دشمن پالیسیاں شامل ہیں۔ نجکاری کمیشن نے 65 اداروں کی نجکاری کی فہرست جاری کی ہے۔ پی آئی اے، ریلوے اور واپڈا سرفہرست ہیں۔

☆ نجکاری کمیشن کا یہ مشن Statement ہے کہ ''نجکاری صحیح وقت پر، صحیح لوگوں سے، صحیح طریقے سے، پاکستان کے عوام کے فائدے کے لئے، ایک کھلے منصفانہ اور شفاف عمل کے ذریعے''۔ لیکن 1985 سے لے کر دسمبر 2012 تک، 184 اداروں کی نجکاری 495 ارب روپے میں کی گئی۔۔جس میں 2006ء کو PTCL کے 26 فیصد شیئرز 2.5$ Billion بھی شامل ہیں۔ کل 184 سے میں سے حیران کن طور پر

140 نجکاری کے کاروباری اداروں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ نجکاری سے قبل (1981-1991) کے دوران جی ڈی پی 6.7 فیصد سالانہ رہی۔ نجکاری کی مدت (1991-2001) کے دوران 4.4 فیصد پر نیچے چلی گئی۔

1- نجکاری کا پہلا دور (ضیاء دور۔۔۔ 1978 تا 1985)

PICIC چیئرمین Uqaili NM کی سفارش پر حکومت کی جانب سے تین بیمار یونٹس قرار دے کر Denationalize کئے گئے۔ 1- اتفاق فاؤنڈری، (نواز فیملی کو واپس دی گئی) 2- نوشہرہ انجینئرنگ اور 3- ہلال وجیٹیبل

2- نجکاری کا دوسرا دور (بے نظیر دور۔۔۔ 1988 تا 1990)

نواز شریف نے بطور وزیر اعلیٰ Punjab Industrial and Development Board (PIDB) کے تحت جن یونٹوں کی نجکاری کی۔۔۔ اُن میں 1۔ پسرور شوگر ملز، Samundri-2 شوگر، Rahwali-3 شوگر، 4- پارس ٹیکسٹائل، Harapa-5 ٹیکسٹائل اور 6- غازی ٹیکسٹائل۔

- کس قیمت پر یہ یونٹس فروخت کئے گئے تھے اب بھی یہ ایک راز ہے، لیکن مئی 1991ء میں روزنامہ ڈان میں ایک کمپنی کی جائزہ رپورٹ کے مطابق، ''پسرور شوگر ملز کو صرف ایک روپے ٹوکن کے عوض فروخت کیا گیا'' یہ متحدہ گروپ کے یونائیٹڈ شوگر ملز کو فروخت کیا گیا تھا۔ Samundri شوگر ملز اور Rahwali شوگر ملز ایک مسلم لیگ کے سیاستدانوں مونس اور شیخ منصور کو فروخت کی گئی، فروخت کرنے کے لئے 1993ء میں اخبارات میں صرف ایک لائن کے اشتہارات "Invited" "Bids" شائع کرائے گئے۔۔۔ یہ وزیر اعلیٰ نواز شریف کی طرف سے PIDB یونٹس کی نجکاری میں ''طرفداری'' دکھائی گئی۔۔۔ جو ان کی بطور وزیر اعظم نجکاری کے لئے شناخت بن گئی۔

3- نجکاری کا تیسرا دور (نواز شریف دور۔۔۔ 1992 تا 1994)

ایک اندازے کے مطابق 120 ارب روپے کے اثاثہ جات کو ضائع کیا گیا۔۔۔ 1999 میں میاں منشا (پارٹنر میاں شریف فیملی) ایسوسی ایٹ کو درج ذیل اربوں کے اثاثے کوڑیوں کے مول دیئے گئے۔۔۔ اور میاں منشاء گروپ کو بغیر Creditworthiness کے یہ ادارے نوازے گئے۔۔۔ 1۔ مسلم کمرشل بنک 2- پانچ سیمنٹ پلانٹس، شون گروپ نے حاصل کئے۔۔۔ 3- پاک چائینہ کھاد فیکٹری اور 4- نیشنل فائبر، 5- قائد آباد woolen ملز۔۔۔ پہلا یونٹ جو شون گروپ کو نوازا گیا اُس میں شون گروپ کی Creditworthiness کی جانچ پڑتال نہیں کی گئی۔ Tawakkal گروپ کو 6- بلوچستان وہیل اور 7- نیا دور موٹرز دیئے گئے۔۔۔ حبیب اللہ خٹک کے Bibojee گروپ کو 8- نیشنل موٹرز (اصل گندھارا موٹرز) واپس کر دی گئی۔۔۔ ایک نامعلوم شخص سکندر جتوئی (مسلم لیگ ن کے اسپانسر اور سیاستدان) بولی کے عمل میں کامیاب رہا جسکو 9- میٹروپولیٹن اسٹیل، 10- زیل پاک سیمنٹ اور 11- شکار پور رائس فیکٹری دی گئی (جو بعد ازاں بند ہوگئیں اور ان کے اثاثہ جات بیچ کر کھا گئے)۔۔۔ اس کے علاوہ، درج ذیل اداروں نجکاری میں المناک بد دیانتی بھرتی گئی اور جعلی سرمایہ کاروں کو یہ ادارے بخشے گئے۔۔۔ Dandot .1 سیمنٹ، .2 قومی سیمنٹ، .3 جنرل Refractories، .4 پاک پیویسی، .5 سوات Elutriation، .6 نوشہرہ PVC، .7 نوشہرہ کیمیکل، .8 پاک چین زرخیزی، .9 کراچی پائپ ملز، .10 میٹروپولیٹن اسٹیل، .11 پاک Switchgeage، .12 معیار کے سٹیل انڈس سٹیل پائپ، .13 فضل وجیٹیبل گھی، .14 ہری پور وجیٹیبل آئل، .15 خیبر وجیٹیبل،، .16 سورج انڈس گھی، .17 حیدری وجیٹیبل گھی،

☆ جنوری 1991ء سے مئی 1993ء نواز شریف نے نجکاری کمیشن (پی سی) کے تحت کل 115 ادارے نجکاری کے لئے پیش کئے جس میں صرف کل 65 میں سے 63 صنعتی یونٹس اور 2 بنک ((ABL-MCB شامل تھے، فروخت کر دیئے۔ نجکاری کے بعد 140 ادارے جو بند ہوئے، اُن میں فیکٹریاں، تمام انجینئرنگ یونٹس اور صنعتیں شامل تھیں۔۔۔ نام نہاد سرمایہ کار اُن اداروں کے اثاثے بیچ کے کھا گئے۔

☆ خریداروں کو فیکٹریاں اور صنعتیں چلانے میں کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ اثاثہ جات کو ہضم کرنے رہی۔ یہ نجکاری قوم و ملک کے لئے زحمت بن گئی،

قیمتی مشینری منتقل کر دی گئی۔۔۔بعض اداروں کے خریداروں نے صرف حکومت کو ایک ہی قسط دی۔۔۔اسی طرح ملت ٹریکٹرز اور امام غازی ٹریکٹرز نجکاری سے قبل(دونوں ٹھیک چل رہے تھے مگر نجکاری کے بعد بند کر دیا گیا۔

☆ نجکاری بہت کمزور بنیادوں پر کی گئی جس کے بعد پاکستان میں انجینئرنگ کے شعبے کیلئے ایک بڑا دھچکا تھا۔

☆ نجکاری یونٹس سے صارفین کو فائدہ بھی حاصل نہ ہوسکا اور ہزاروں کی تعداد میں ملازمین بھی فارغ کر دیئے گئے۔

☆ نواز شریف نے نجکاری کے لئے 115 یونٹس مختص کئے تھے لیکن ان کی حکومت 18 اپریل، 1993 کو کرپشن کی بنیاد پر ختم کر دی گئی جس پر وہ دو بینکوں، 68 صنعتی یونٹوں اور سوئی ناردرن گیس پائپ لائن کے 10 فیصد حصص کی نجکاری کر سکے۔ حزب اختلاف کی رہنما کے طور پر، بے نظیر نے نجکاری میں کرپشن اور دولت کا چند ہاتھوں میں کے ارتکاز کرانے کا الزام لگایا۔

☆ 2000ء میں (نیب)اور سپریم کورٹس کو چوٹی کے نجکاری میں کرپشن کے 30 متنازعہ سودوں پر قانونی چارہ جوئی کے کیس جمع کرائے گئے جو تاحال Pending ہیں۔ جس میں میاں منشاء اور ان کے ساتھیوں کی پانچ سیمنٹ فیکٹریوں کی نجکاری کی طرف سے پیدا کی اجارہ داری کے کیسز بھی شامل ہیں اور بجلی کے پیداواری یونٹس بھی اس میں شامل ہیں۔ بجلی بھی نجکاری کی وجہ سے مہنگی ہوئی۔۔۔

4- نجکاری کا چوتھا دور (بینظیر دور۔۔۔1993 تا 1996)

بے نظیر حکومت کی دوسری مدت میں، 25 صنعتی یونٹوں، ایک مالیاتی ادارے کی نجکاری کی گئی۔۔۔جس میں ایک DFI، 2 توانائی کی کمپنیاں، 16 صنعتی یونٹس، ایک ٹیلی کمیونیکیشن کمپنی (پی ٹی سی ایل) اور 5 دیگر یونٹس۔۔۔کوٹ ادو پاور پلانٹ اور پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن لمیٹڈ کے 12 فیصد حصص 1996 میں، کوٹ ادو اور PTC کے بہت بڑے اثاثے تھے جو سرمایہ کار کے لئے انتہائی دلچسپی کا باعث تھے۔ نجکاری کمیشن سرکاری یونٹ صرف 46.117 ارب روپے میں فروخت کر دیئے۔ تفصیلات کے مطابق نجکاری کمیشن (پی سی) نے 30.5 ارب روپے جس کی جزوی طور پر پاکستان ٹیلی مواصلات کارپوریشن (PTC) کی نجکاری کے اکاؤنٹس پر وصول پائے جس میں سے صرف 27.5 ارب روپے ($ 862 ملین) اپنے غیر ملکی حصص کی فروخت کے ذریعہ سے آئی جبکہ صرف 3 کروڑ روپے کی رقم مقامی سرمایہ کار سے کوٹ Adu کی نجکاری سے حاصل ہوئے یہ بڑی نجکاری وزیراعظم بینظیر بھٹو کے دوسری مدت کے دوران ہوئی۔

☆ 1997 میں کوٹ ادو کی پیداوار 1684 میگاواٹ تھی مندرجہ ذیل صلاحیت کمبائنڈ سائیکل صلاحیت کے ساتھ واپڈا کا سب سے بڑا پیداواری یونٹ تھا. جو مؤثر طریقے سے چل رہا تھا جس کو نجکاری کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ یونٹس گیس اور تیل کے مشترکہ ٹربائن سائیکل پر مشتمل تھے۔ جبکہ حکومت نے 26 فیصد کے حصص صرف امریکی ڈالر 215 ملین کی قیمت میں فروخت کر دیئے اور اس کے بعد 10% حصص بھی امریکہ کے 76 ملین ڈالر میں فروخت کر دیئے اور حکومت کو کل 36 فیصد حصے کی فروخت سے صرف امریکی ڈالر 291 ملین کا وصول ہوئے۔ اس نجکاری کی سب سے نمایاں بات یہ تھی کہ کم شیئرز رکھنے والوں کو اس کی انتظامیہ حوالے کر دی گئی۔ Corporate دنیا کی History کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ جبکہ Agreement seal میں 9 ڈائریکٹر اور 4 آزاد نمائندے، 4 منتخب نمائندے منجانب سرمایہ کار، اور ایک واپڈا کا سرکاری نمائندہ مقرر کیا گیا، جبکہ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ 7 ڈائریکٹر ہونگے اور واپڈا کے 4 نمائندے ہونگے 2 سرمایہ کاروں کے اور ایک CEO مشترکہ طور پر منتخب ہوگا۔

☆ ابتدائی طور پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس کی نجکاری کے بعد KAPCO فی کلوواٹ آور 5.6 ایک امریکی سینٹ کے ٹیرف میں واپڈا کو بجلی فروخت کرے گا۔ اس کے بعد یہ ٹیرف فی کلوواٹ آور 4.9 امریکی سینٹ کم کیا گیا تھا۔ گیس فیڈ اسٹاک کے ساتھ کوٹ Adu میں واپڈا کو Generation Cost فی کلوواٹ گھنٹہ 2.5 امریکی سینٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ لہٰذا، حکومت کو امریکی ڈالر 291 ملین کی رقم موصول ہوئی لیکن واپڈا KAPCO کی فروخت کے بعد تنظیم کا دیوالیہ ہوگیا اور حبکو کی طرح دوسرے آزاد پاور پلانٹس کا قیام مہنگے داموں کرنا پڑا۔

☆ عوام کو بجلی مہنگی دے کر غیر ملکی پارٹی کو 291 ملین ڈالر کی کل رقم کی واپسی کرنے کے قابل بنایا گیا۔ گزشتہ 11 سال کے دوران اور واپڈا سے اس کی نجکاری سے پہلے KA PCO میں بجلی کی پیداواری قیمت سے دوگنا زیادہ قیمت وصول کی جا رہی ہے۔

☆ یہ پاکستان میں سب سے زیادہ بلا جواز نجکاری ہے۔ اصل میں آئی پی پیز کی اس پالیسی کے تحت واپڈا کے ذریعے KA PCO اور حبکو سمیت آئی پی پیز کو اس طرح کی اعلیٰ شرح ادا کر کے نوازا گیا، ملک بھر کے غریب عوام کا پیسہ سرمایہ داروں کی جیبوں میں ڈالا گیا اور ملک بھر میں بجلی کے صارفین کو متاثر کیا گیا۔

☆ پاکستان میں بجلی کے نرخوں میں بے پناہ اضافہ کر کے ایشیا میں سب سے زیادہ مہنگی ترین بجلی عوام کو دی جا رہی ہے، جس سے اس صنعت کو عالمی مارکیٹ میں Uncompetitive بنا دیا گیا ہے۔ اس کے اہم ذمہ دار غریب قوم کے سابق صدر آصف علی زرداری جنہیں کرپشن کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔۔۔ اور ان کے مسٹر نوید قمر سابق وزیر نجکاری 1993 اور 2008 بھی خاص ذمہ دار ہیں اور قوم کے موجودہ وزیر اعظم میاں نواز شریف نے 1988 سے 1999 تک IPPS کے ساتھ معاہدے کئے اور اپنے دوستوں اور پارٹی کے لوگوں کو نوازا اور قوم کے نہایت قیمتی اثاثے کوڑیوں کے مول ''پسندیدگی'' کی بنیاد پر دی۔

☆ 22 جنوری کو فیسکو کے محنت کشوں نے نواز شریف حکومت کی جانب سے نجکاری کے اعلان کے خلاف ضلع کونسل کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ موجودہ حکومت کی مزدور دشمن پالیسیوں کے خلاف محنت کشوں میں پایا جانے والا شدید غصہ نعروں سے ظاہر تھا۔ ماضی میں بھی نواز شریف حکومت نے عوامی اداروں کو کوڑیوں کے بھاؤ سرمایہ داراروں میں بانٹا ہے فیسکو کی خریداری کے خواہشمند میاں منشاء کے خلاف محنت کشوں نے شدید نعرہ بازی کی۔

☆ محنت کشوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین کے رہنماون نے کہا کہ موجودہ حکومت نے اقتدار میں آتے ہی IMF کی پالیسیوں پر عمل کرتے ہوئے محنت کشوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔ اس نجکاری کا مقصد سرمایہ داروں کو نوازنا ہے۔ فیسکو منافع بخش ادارہ ہے جس کا سالانہ منافع 22 ارب روپے ہے۔ اس کے سنگل ڈجیٹ لائن لاسز پاکستان میں دوسری کمپنیوں کے مقابلے میں سب سے کم ہیں۔ اس کے بوسیدہ انفراسٹرکچر کو محنت کش اپنی صلاحیتوں سے چلا رہے ہیں۔ نواز شریف حکومت فیسکو کو 27 ارب روپے میں میں اپنے منظور نظر میاں منشاء کو بیچنا چاہتی ہے۔ پاکستان میں 23000 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے لیکن سرکاری پاور پلانٹس کو بند رکھ کر جان بوجھ کر لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے اور سرمایہ داروں کے نجی پاور پلانٹس سے مہنگی بجلی خریدی جا رہی ہے۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر نواز شریف حکومت نے نجکاری کا فیصلہ واپس نہ لیا تو فیسکو کے مزدور انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پاکستان ٹریڈ یونین ڈیفنس کمپئین

5- نجکاری کا پانچواں دور (نواز شریف دور۔۔۔ 1997 تا 1999)

نواز شریف کے دوسرے دور نجکاری کا عمل شرائط میں ناکامی ثابت ہوا۔ مگر انہوں نے اپنی گزشتہ غلطیوں سے کوئی سبق نہیں سیکھا تھا نواز شریف نے خواجہ محمد آصف کو پی سی کا چیئرمین بنایا جس نے 12 یونٹس صرف 5.2 ارب روپے میں فروخت کئے اور جس میں کوٹ ادو کے مزید 10 فیصد حصص صرف 2.36 ارب روپے میں اس حکومت نے ؟ فروخت کئے۔۔۔ اس حکومتی دور میں مزید ان اداروں کی نجکاری ہوئی۔۔۔ انڈس سٹیل، پائپ، (Hus sien انڈسٹریز)، درگئی خوردنی گھی کی صنعت، (گل آئل صنعت فن)، روٹی پلانٹ گلشن اقبال کراچی، (Ambreen انڈسٹریز)، سپیسل ہوٹل، (امپیریل بلڈروں)، وفاقی لاجز، 1 – 4 (حسین گلوبل Assoc)، پنجاب وجیٹیبل گھی، (کینال ایسوسی)، حبیب کریڈٹ اینڈ ایکسچینج (÷ 70) (شیخ نہیان بن مبارک النہیان)

6- نجکاری کا چھٹا دور (مشرف دور۔۔ 1999 تا 2007ء)

1999 سے 2008 تک بنکنگ سیکٹر کی نجکاری میں اس سے فائدہ نہ ہوا بلکہ نجکاری کئے گئے ادارے نقصان میں چلے گئے اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے 2500 بلین روپے نجکاری نفع سے نکال لئے گئے۔حکومت کے ایماء 280 بلین روپے اسٹیٹ بنک نے اکتوبر 2008ء میں ہونے والے نقصان کو پورا کرنے کے لئے یہ بوجھ عوام کے ناتواں کندھوں پر بصورت ٹیکس ڈال دیا۔۔۔

☆ نجکاری کے بعد مالیاتی یونٹ بینکاران اکوئٹی لمیٹڈ (BEL) کو بند کر دیا گیا اور اربوں روپے کی رقم کو ہڑپ کر لیا گیا۔ نجکاری سے پہلے BEL کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین عمر خالد بعدازاں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر بن گئےتھے جو نجکاری کے بعد معروف ٹھگ کے طور پر مشہور ہوئے۔

☆ ایک رپورٹ کے مطابق مالیاتی اداروں کی نجکاری میں 700 ارب روپے ($ 10.76 ارب ڈالر) کی ریکارڈ لوٹ مار کی گئی۔

☆ حبیب بینک لمیٹڈ کے 51 فیصد (ایچ بی ایل) کے حصص صرف 22 ارب روپے دسمبر 2004ء کو اقتصادی ترقی کے لئے آغا خان فنڈ کو فروخت کئے گئے تھے، اس کے کل اثاثہ جات 570 ارب روپے سے زیادہ تھے۔ (HBL کی ملک میں 1437 شاخیں تھیں اور 26 ممالک میں اسکی 40 برانچیں بھی شامل تھیں)

☆ ایک بڑے بینک، یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ (UBL) کو، صرف 13 ارب روپے میں فروخت کیا گیا۔ ایک نہایت معمولی قیمت پر اس بینک کو فروخت کیا گیا جو پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑا مالیاتی اسکینڈل سمجھا جاتا ہے۔ اس بنک کو ابوظہبی اور بسٹ وے گروپ نے خریدا جس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ نجکاری کے بعد اس بنک میں حکومت نے 30 ارب روپے رکھے۔۔۔حکومت اسکی وضاحت نہ کر سکی کہ اس نے اجلت میں ایک ہفتے قومی انتخابات سے پہلے ٹیکس دہندگان کی 30 ارب روپے کی رقم سے نجکاری کے لئے یو بی ایل میں کیوں جمع کرائی، جبکہ بنک کے اصل ذخائر صرف 4.7 ارب روپے تھے۔

☆ اور اسی طرح ایم سی بی اور اے بی ایل کو 12.35 ارب روپے میں منشاء گروپ کو فروخت کیا گیا جبکہ باہر کی کمپنیوں نے زیادہ آفر کی جسکی وجہ سے 17.65 ارب روپے پاکستان کو نقصان ہوا۔

☆ دوسرے مرحلے میں عوامی اثاثوں کو حکومت نے ایک چھوٹی سی خطیر رقم 4.7 ارب روپے میں فروخت کیا گیا۔ جو کہ انتہائی منافع بخش ادارے تھے۔ یہ تین لین دین (ایم سی بی، ایچ بی ایل، اور یو بی ایل) جنرل Mussy اور اسکی مالیاتی ٹیم نے 1999 سے 2007 تک کئے۔

1- حاصل گفتگو یہ ہے کہ نجکاری کے جو دو اہم مقاصد رکھے گئے تھے وہ حاصل نہ ہو سکے۔ بیرونی قرضہ کم یا ختم کرنے کے بجائے بڑھتا گیا۔۔۔

کل بیرونی قرضہ 1991 میں بیرونی قرضہ 36 بلین امریکی ڈالر تھا۔ 2008 میں 46 بلین ڈالر اور 2013 میں 76 بلین ڈالر ہو گیا اور اندرونی قرضہ ملائیں تو 117 بلین ڈالر بن جاتا ہے۔۔۔ اور اگر غربت کو دیکھیں تو۔۔۔ عالمی بینک کی رپورٹ ''ورلڈ ڈویلپمنٹ انڈیکیٹر'' کے مطابق پاکستان کی 70 فیصد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے، عالمی سطح پر خط غربت یومیہ دو ڈالر یا دو سو روپے آمدن کے برابر ہے۔ اس کا حل صرف یہ ہے کہ نجکاری کا عمل فی الفور روک دیا جائے اور اس عمل کو موثر، شفاف بنانے کے لئے ان نقاط پر عمل کیا جائے:

☆ وزیراعظم کے دوستوں اور پارٹی کے لوگوں پر بنایا گیا کمیشن فوری توڑا جائے۔

☆ اعلیٰ اختیاراتی کمیشن جس کا حکم 22 جولائی 2013ء کو سپریم کورٹ نے ملک کے 58 بڑے ریاستی اداروں کے سربراہ مقرر کرنے کے لئے دیا تھا اُس کے تحت ایماندار ججوں اور اس فیلڈ کا تجربہ رکھنے والے افراد پر نجکاری کمیشن بنایا جائے۔

☆ بین الاقوامی تجربہ رکھنے والی فرموں کی خدمات لی جائیں جیسا کہ حسین لوائی نے PTCL کے بیچنے میں کیا۔

☆ سارے خریدار ٹیکس دینے والے ہوں۔

☆ میڈیا پر Open Public Debate ہو۔

☆ سب کچھ قوم کو بتایا جائے اگلا پراسس شفاف ہو(منشاء گروپ جیسے لوگوں کے پیچھے حکمران نہ ہوں) اس کا دس سالہ ریکارڈ طلب کیا جائے۔ وہ اپنے Assets ڈکلیئر کرے (ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیسے، ہمارے Assets اور خریدار وہ)۔ دس سالہ ٹیکس ریکارڈ۔ لون ڈیفالٹر نہ ہو۔ پبلک کو میڈیا کے ذریعے سوالات کی رسائی۔ ان کا ٹریک ریکارڈ انکے ملازمین سے چیک کیا جائے۔ میڈیا پر جو ہائی BID دے اُسے Accept کیا جائے۔ پارلیمنٹ نجکاری کے لئے act بنائے۔ اگر ریاست کو اچھی BID نہیں ملتی تو فیصلہ Revoke یعنی منسوخ کیا جا سکے۔

17- توانائی کا بحران

کسی بھی ملک کی معیشت میں توانائی کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان میں توانائی کا بحران شدت اختیار کر چکا ہے موجودہ حکمرانوں نے انتخابی منشور میں اعلان کیا تھا کہ ہم 6 ماہ میں لوڈ شیڈنگ کے خاتمہ کر دیں گے اور مزید 10 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ اپنے کیئے ہوئے وعدوں کے مطابق فوری اقدامات کرنے کی بجائے حکمرانوں نے واپڈا اسمیت ملک کے تمام بڑے بڑے محکموں کی نجکاری کا پروگرام بنا لیا۔ جس میں منافع میں چلنے والے ادارے بھی شامل ہیں جیسے فیسکو وغیرہ۔

(A) توانائی کے بحران کی موجودہ صورت حال

☆ حکمرانوں نے آتے ہی اپنی سیاسی ساکھ بچانے کے لیے پانچ سو ارب کے اضافی نوٹ چھاپ کر آئی پی پیز کو دیے اور کچھ دنوں کے لیے لوڈ شیڈنگ میں کمی مصنوعی کی گئی اور پھر وہی لوڈ شیڈنگ چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔

☆ اس وقت پھر 12 سے 18 گھنٹے یومیہ غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ بجلی کا شارٹ فال 5000 میگاواٹ سے 6000 میگاواٹ تک ہو گیا ہے جو مزید بڑھنے کا خدشہ ہے۔

☆ بجلی کا فی یونٹ 6 روپے سے 16 روپے یونٹ تک جبکہ کمرشل یونٹ کی قیمت 26 روپے کر دی گئی۔

☆ مہنگی بجلی اور اس پر بدترین لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے صنعتیں بند ہونا شروع ہو گئیں اور عوام جو پہلے ہی مہنگائی کی چکی میں پس رہے تھے اب مزید بے روزگاری کی آگ میں جلنے لگے ہیں۔

☆ 2025ء میں پاکستان میں بجلی کی ضرورت 49078 میگا واٹ ہو جائے گی، اب بھی اگر بر وقت ڈیمز پر کام نہ شروع ہوا تو پورا پاکستان اندھیرے میں چلا جائے گا۔ انڈیا اب تک پاکستان کے دریاؤں پر 30 ڈیمز بنا چکا ہے پاکستان کے نا اہل حکمران اسکا سدباب بھی نہ کر سکے۔

☆ ہائیڈرو پاور یعنی پانی کے ذریعے بجلی پیدا کرنا سب سے سستا ذریعہ ہے۔ ملکی ضرورت 00 250 00 میگاواٹ ہے جس میں سے صرف 6352 میگا واٹ ہائیڈرو کے ذریعہ مندرجہ ذیل ڈیمز سے بالترتیب (تربیلہ 3478 میگا واٹ، غازی بروتھا 1450، منگلہ 1000، وارسک 240، چشمہ 184، کل 6352 میگا واٹ) پیدا کی جاتی ہے جبکہ پاکستان پانی کے ذریعے تقریباً 50 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جو ہماری موجودہ ضروریات سے دگنا ہے لیکن مناسب منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت پانی سے 15 سے 20 فیصد بجلی پیدا کی جا رہی ہے جبکہ ترقی یافتہ ممالک پانی سے 70 سے 80 فیصد بجلی پیدا کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں اس کی بجائے تھرمل ذریعہ سے مہنگی ترین بجلی پیدا کی جا رہی ہے۔ (بحوالہ: wordpress.com)

پاکستان میں دستیاب وسائل

☆ کوئلہ اب انرجی کا بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔ اس وقت دنیا میں 929 بلین ٹن کوئلہ ہے۔ اور پاکستان میں 185 بلین ٹن کوئلہ موجود ہے جو تقریباً 400 بلین بیرل تیل کے برابر ہے۔

☆ پاکستان میں کوئلے کا ذخیرہ، دنیا کا تیسرا بڑا ذخیرہ ہے۔

☆ دنیا میں نیوکلئیر بجلی کی پیداوار 16 فیصد ہے جبکہ پاکستان میں 2 فیصد بھی نہیں جو کہ ایک نیوکلئیر ملک ہے۔

☆ چین اپنی ضرورت کی 75 فیصد بجلی کوئلے سے بناتا ہے، جبکہ پاکستان میں تیل مافیا نے پاکستان کو دوسرے ذرائع پر جانے سے روکا ہوا ہے اور اس کا اصل سبب موجودہ حکمران ہیں۔

☆ دنیا میں گیس سے بجلی کی پیداوار 19 فیصد جبکہ پاکستان میں 44 فیصد ہے۔ جو کہ پانی کی نسبت مہنگا ذریعہ ہے۔

(B) گیس کا فقدان

پاکستان میں گیس کے دستیاب ذخائر اور موجودہ صورت حال:

☆ پاکستان کے کل رقبہ کا 44 فیصد حصہ معدنی ذخائر پر مشتمل ہے۔ جس میں قدرتی گیس 586 ٹریلین کیوبک فٹ ہے۔

☆ امریکا کی فیڈرل اتھارٹی، انرجی انفارمیشن ایڈمنسٹریشن (EIA) کے تخمینے کے مطابق پاکستان میں شیل گیس کے 105 ٹریلین کیوبک فیٹ، جبکہ 9 ارب بیرل پٹرول کے ذخائر موجود ہیں۔

☆ اس تخمینے کے مطابق ہائیڈروکاربن اب تک کے اندازوں سے کہیں زیادہ یعنی 24 ٹریلین کیوبک فیٹ گیس اور تقریباً 30 کروڑ بیرل آئل کا ذخیرہ موجود ہے۔ پاکستان میں گیس کی پیداوار اسوقت تقریباً 4.2 ارب کیوبک فیٹ اور پٹرول کی پیداوار تقریباً ستّر ہزار بیرل ہے۔ جس کا ایک وافر حصہ یورپ اور امریکن کمپنیز لے جاتی ہیں۔

پاکستان میں گیس کی قلت کے اسباب

☆ پاکستان میں قدرتی گیس کے وسیع ذخائر کی موجودگی کے باوجود طاغوتی طاقتوں کے زیراثر ان سے استفادہ نہ کرنا بہت بڑی خیانت ہے جس کے باعث سردیوں میں گیس کی ظالمانہ لوڈشیڈنگ جاری رہی جس سے ملیں اور فیکٹریاں بند ہوگئیں اور لاکھوں افراد بیروزگار ہوئے۔

☆ بغیر منصوبہ بندی کے CNG کے لاتعداد کنکشن دیئے جانے کی وجہ سے گھریلو استعمال کے لئے گیس میسر نہیں آتی۔ اکثر CNG پمپ سیاستدانوں کے ہیں جنہوں نے خلاف ضابطہ کنکشن حاصل کیے ہیں۔

☆ موجودہ حکمرانوں نے تا حال گیس کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کوئی واضح منصوبہ بندی نہیں کی۔

18۔ پاکستان میں پانی کا بحران

پاکستان میں پانی کی موجودہ صورت حال

☆ پاکستان دنیا کی اس چالیس فیصد آبادی میں شامل ہے جو پانی کی شدید قلت کا شکار ہے۔ اور اسکی اصل وجہ انڈیا کی جانب سے پاکستانی دریاؤں کا 60 فیصد پانی روکنا ہے، جو بین الاقوامی اصولوں اور ضابطوں کے خلاف ورزی ہے۔ ہماری حکومتیں اس معاملہ کو بین الاقوامی سطح پر پیش کر کے حل کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ یہ بہت بڑی مجرمانہ غفلت ہے۔

☆ ملک کی 2 کروڑ 40 لاکھ ایکڑ انتہائی زرخیز اراضی بنجر ہونے کے قریب ہے۔ جس سے ملک کے قحط زدہ ہونے کا خطرہ ہے۔

☆ ملک بھر میں موجود کم وبیش پانچ لاکھ کے قریب چھوٹی اور بڑی صنعتیں 3.5 ملین ایکڑ فٹ پانی استعمال کر رہی ہیں 2025ء تک صنعتوں کو درپیش پانی کی طلب بڑھ کر 4.8 ملین ایکڑ فٹ تک پہنچ جائے گی۔ جس کی کسی سطح پر پلاننگ دکھائی نہیں دیتی۔

☆ ملک سے غربت اور مہنگائی کے خاتمہ کیلئے زرعی معیشت کو فعال بنیادوں پر استوار کرنا بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور زراعت کی ترقی میں پانی روح کا درجہ رکھتا ہے لیکن بدقسمتی سے تمام تر دعووں کے باوجود اس جانب کوئی بھی حکومت توجہ دینے کے لیے تیار نہیں۔

☆ ملک میں دن بدن بڑھتی غذائی قلت اور توانائی و پانی کے بحران پر قابو پانے کے لئے غیر معمولی اقدامات اور انقلابی فیصلوں کی ضرورت ہے

☆ پانی کی کمی ہو یا بجلی کے نرخوں میں مسلسل اضافہ اس سے پاکستان کی صنعتی وزرعی معیشت تباہ ہوگی،تجارتی سرگرمیاں دم توڑ جائیں گی اوراللہ نہ کرے دشمنوں کا پاکستان کو کمزور کرنے کا خواب پورا ہوجائے گا۔

☆ ایک ایسے وقت میں جب وطن عزیز پانی کی کمی اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے صنعتی،زرعی،تجارتی،اقتصادی اور معاشی بحران میں مبتلا ہے ان بحرانوں سے نمٹنے کے لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ موجودہ حکومت اپنی ذمہ داریوں کا احساس اور بھارت کے مکروہ عزائم اور پاکستان کو ایتھوپیا اور صومالیہ بنانے کی سازشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مستقبل میں پانی کی قلت اور توانائی کے شدید بحران پر قابو پانے کے لیےفوری طور پر ہنگامی اقدامات کرتی،مگر ان حکمرانوں کو پاکستان اور پاکستانی عوام سے کیا غرض یہ تو اپنی لوٹ مار کے چکر میں ہیں۔

☆ پانی کے بحران کی وجہ سے اقتصادی ومعاشی مسائل ہی جنم نہیں لے رہے بلکہ صوبوں میں کے مابین تلخیوں اور غلط فہمیوں میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے جو کسی طور پر بھی ملک وقوم کے مفاد میں نہیں۔

☆ اس وقت مندرجہ ذیل ڈیموں کی تعمیر میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں(دیامیر بھاشا ڈیم 4500 میگا واٹ،منڈا ڈیم دریائے سوات 740،کالا باغ ڈیم 2400،بونجی ڈیم 5400،داسو 3800،) ٹوٹل 16840 میگاواٹ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے)ان ڈیموں کی تعمیر میں یہ کرپٹ و نا اہل سیاست دان رکاوٹ ہیں۔بحوالہ۔رانا عمران لطیف روز نامہ اردو ٹائم 5 مارچ 2014ء

پاکستان میں پانی کے ذخائر میں قلت کے اسباب

☆ بھارت کی جانب سے پاکستان کے حصہ میں آنے والے دریاؤں پر چھوٹے اور بڑے ڈیموں کی تعمیر مملکت خداداد کو آبی بحران سے دوچار کرنے اور خشک سالی کا شکار بنانے کی گھناؤنی منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔

☆ دریائے ستلج،بیاس اور راوی پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے بعد دریائے چناب اور جہلم پر آٹھ بڑے اور چار درمیانے اور تیس چھوٹے ڈیمز کی تعمیر سے پاکستان مزید تین کروڑ ایکڑ فٹ پانی سے محروم ہو جائے گا۔انڈیا ہمارے ملک کو بنجر کر رہا ہے اور ہمارے عیاش حکمران ان سے آلوؤں اور ٹماٹروں کی تجارت جاری رکھے ہوئے ہیں۔

☆ بھارت کے آبی ذخائر کو جنگی حکمت عملی کے طور پر استعمال کرنے کی مکروہ منصوبہ بندی کو ناکام بنانے کے لئے حکمران اور سیاست دان کوئی ٹھوس اقدامات کرنے کے بجائے جس طرح صوبوں کے درمیان انتشار پھیلانے میں مصروف ہیں اس کی وجہ سے مستقبل قریب میں پاکستان کو پانی کے ساتھ ساتھ خوراک کے بدترین بحران کا بھی سامنا کرنا پڑسکتا ہے جس کی شروعات ہوچکی ہے۔

19۔ نواز شریف اور شریف فیملی کی بدترین کرپشن کی تاریخ

1۔بدترین مالیاتی کرپشن کی تاریخ

i)۔شریف فیملی پر عدالتوں میں زیر التوا مقدمات

نواز شریف نے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کے طور پر اپنی اتھارٹی کا غلط استعمال کر کے اپنی کاروباری سلطنت میں توسیع کی اور مالی فوائد حاصل کئے،اتفاق گروپ نے 19 اگست 1991 میں مسلم کمرشل بنک مین برانچ کراچی میں 15,15 ہزار روپے سے دو اکاؤنٹ کھولے اتفاق شوگر ملز کے نام پر کھولے گئے اکاؤنٹ کا نمبر 11265 اور میسرز برادرز شوگر ملز لمیٹڈ کے اکاؤنٹ کا نمبر 11264 تھا۔یعنی دونوں اکاؤنٹ ایک ساتھ کھولے گئے اکاؤنٹ کھولے جانے کے اگلے روز ہی ان دونوں اکاؤنٹ میں پندرہ پندرہ کروڑ کی رقم جمع کرادی گئیں یعنی صرف صفروں کا اضافہ کیا گیا یہ قرضہ انہیں راتوں رات مل گیا۔اسکے اگلے ہی روز یعنی 19 اگست 1991 کو یہ تیس کروڑ روپے چیک نمبر 306157 اور چیک نمبر 306126 کے ذریعے نکلوا بھی لیے گئے جس سے حساب برابر ہوگیا یعنی صرف دو دن میں 30 کروڑ روپیہ جمع بھی ہوا اور نکل بھی گیا اتنی بڑی رقم نجی شعبے میں دیئے جانے والے ایک بنک سے بطور قرض حاصل کی گئی تھی۔اس عرصے میں معلوم نہیں اتفاق برادرز اور شوگر ملز میں ایسی کونسی توسیع کی گئی جس کیلئے 30 کروڑ روپے

کی خطیر رقم کی ضرورت تھی۔

ذیل میں نواز شریف،شہباز شریف اور اس کے کرپشن پارٹنرز پر عدالتوں میں زیر التوا مقدمات میں سے چند ایک کی تفصیلات پیش خدمت ہیں۔

i بدعنوانی کے مقدمات

تمام کوششوں کے باوجود مندرجہ ذیل حوالہ جات کے ساتھ شریف برادران کے خلاف دائر کیئے گئے مقدمات حسب ذیل ہیں:

1. ریاست کے اخراجات سے رائے ونڈ میں اپنی ذاتی 1800 ایکڑ زمین کی ترقی کے لئے 620 ملین روپے خرچ کئے گئے جس سے قومی خزانے کو بھاری نقصان ہوا۔
2. نواز شریف اور شہباز شریف نے پہلے دور (93-1990) کے دوران کالے دھن کو سفید کرنے کے لئے اپنی آمدنی/ دولت ٹیکس کی چوری سے قومی خزانے کو 180 ملین روپے کا نقصان پہنچانے کا الزام ہے۔
3. نواز شریف، سیف الرحمٰن اور دوسرے،عیش و آرام کی کاریں (بی ایم ڈبلیو) کی درآمد پر 325فیصد سے کم کر کے 125 فیصد ڈیوٹی کر کے قومی خزانے کو 1.98 ارب روپے کا ایک بہت بڑا نقصان پہنچانے کا الزام ہے۔
4. ہنگامی صورتحال کے نفاذ اور غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس منجمد کرکے،نواز شریف اور سیف الرحمٰن نے غیر قانونی طور پر پاکستانی بینکوں سے 11 ارب امریکی ڈالر نکلوائے یا ختم کرائے. اکاؤنٹ ہولڈرز کی رضامندی کے بغیر، فارن ایکسچینج بیئرر سرٹیفکیٹس (FEBC) اکاؤنٹس منجمد کر دیے گئے اور غیر ملکی کرنسی کو بیدردی سے لوٹا گیا۔۔(1997 تا 1999)
5. تقرریاں (نواز شریف اور سعید مہدی) پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز میں غیر قانونی تقرریاں
6. نواز شریف اور سردار مہتاب عباسی. ایبٹ آباد میں زمین کی خریداری کی دھوکہ دہی
7. نواز شریف اور شہباز شریف قانونی ضروریات کو پورا کئے بغیر اتفاق فاؤنڈری اور برادرز سٹیل ملز کے لئے بینک کے قرض سے فائدہ اٹھانا۔
8. (نواز شریف اور شہباز شریف) کی امریکہ میں در پردہ جائیداد خریدنے کا الزام
9. (نواز شریف) کی وفاقی تحقیقاتی ادارے (FIA) میں غیر قانونی تقرریاں اور ترقیاں
10. امریکی گندم کی خریداری میں دھوکہ دہی (نواز شریف اور سیدہ عابدہ حسین).
11. مری زمین کی خریداری میں دھوکہ دہی (نواز شریف اور سیف الرحمٰن).
12. ٹیکس چوری (نواز شریف اور شہباز شریف).
13. بیرون ممالک کے پاسپورٹس اور منی لانڈرنگ (نواز شریف اور اسحاق ڈار).
14. نواز شریف پر نجی ہیلی کاپٹر کی خریداری کو اپنے اثاثہ جات میں ظاہر نہ کرنا جرم ثابت ہونے پر احتساب عدالت سے 3 سال قید بامشقت اور 2 کروڑ جرمانے کی سزا اور 14 سال کے لئے نااہل۔
15. کوہ نور توانائی کمپنی کی حمایت کی وجہ سے: 450 ملین روپے کا قومی معیشت کو نقصان پہچانا (نواز شریف اور دوسرے)
16. برادرز شوگر ملز کو دی گئی غیر قانونی نقد کیش رقم کی سہولت (نواز شریف اور شہباز شریف)
17. اے این پی کے سینئر قاضی محمد انور کو رشوت کی پیشکش (نواز شریف اور دوسرے)
18. شریف برادران اور اسحاق ڈار کے خلاف حدیبیہ پیپر ملز ریفرنس
19. چیئرمین سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی غیر قانونی تقرری (نواز شریف)

20. کالا دھن سفید کرنے کے قوانین میں ترمیم (نواز شریف اور شہباز شریف)
21. 35 -ارب روپے کے بینک قرضے معاف کرانا اور ری شیڈولنگ کرانا۔۔۔(نواز شریف اور اسحاق ڈار)
22. مرحوم مولانا عبدالستار نیازی کو قومی خزانے سے رشوت دینے کا الزام۔۔۔(نواز شریف اور دوسرے)
23. جہیز اور بیت المال فنڈ سے 200 ملین روپے کی لوٹ مار (نواز شریف اور دوسرے)
24. فرضی غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس کھولنا۔۔۔(نواز شریف اور اسحاق ڈار)
25. وفاقی محکموں میں 130 سیاسی تقرریاں کرنا۔۔۔(نواز شریف)
26. بھارت سے چینی کی برآمد اور نقل وحمل پر برآمدات ڈیوٹی میں نرمی برتنا۔۔۔(نواز شریف)
27. FEBC کے ذریعے Black Money کو سفید کرنا۔۔۔(نواز شریف)
28. ویلتھ ٹیکس کی چوری (نواز شریف)
29. پراپرٹی ٹیکس سے بچنے کے لئے حقائق کو پوشیدہ رکھنا۔(نواز شریف)
30. سینیٹر اسلام الدین شیخ کے خلاف کیس کی واپسی (نواز شریف، اور اسحاق ڈار)
31. اصغر خان کیس۔۔۔نواز شریف اور دیگر سیاستدانوں کو ایجنسیوں کی جانب سے الیکشن کے لئے رقم کی ادائیگی۔(نواز شریف اور دوسرے)
32. قرض اتارو ملک سنوارو سکیم میں کرپشن
33. یلو کیب، سستی روٹی سکیم میں کرپشن

حوالہ جات

(1) کتاب ''شریف لٹیرے''، صفحہ نمبر 79 مصنف شاہد الرحمان
(2) کتاب ''نواز شریف کا پہلا دور حکومت'' صفحہ نمبر 113 پروفیسر غفور احمد
(4) کتاب ''بدعنوانی کی حکومت''، صفحہ نمبر 293 / 292 مجاہد حسین

ii)۔شریف خاندان کی منی لانڈرنگ

سابق ڈائریکٹر ایف آئی اے نے نواز شریف خاندان کی جائیدادوں کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کی جس کی نقول انہوں نے اس وقت کے آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت، اور شریف خاندان کے دیرینہ دوست اس وقت کے صدر پاکستان رفیق تارڑ کو بھجوائیں اس رپورٹ میں انھوں نے شریف خاندان کے ایوان فیلڈ ہاؤس فلیٹس اور غیر ملکی اکاؤنٹس کے استعمال کے بارے میں تفصیلا ذکر کیا تھا۔

صدر رفیق تارڑ کو ڈائیریکٹر جنرل ایف آئی اے کے 20 ستمبر 1998 کو لکھے گئے خط کے مندرجات۔

میاں نواز شریف موجودہ وزیر اعظم پاکستان کی بدعنوانیوں کی رپورٹ قانون اور تحقیقات کے بعد اس طرح پیش کر رہا ہوں اور میں نے خود کو ہمیشہ صرف اللہ کو سامنے جواب دے سمجھا ہے 1993 میں بھی میں نے معین قریشی دور میں حکم ملنے پر پیلی ٹیکسی اسکیم میں بدعنوانیوں کی تحقیق (FIR کے بعد) مختلف ذرائع سے میاں نواز شریف فیملی کے خلاف شکایات موصول ہونے کے بعد مجھے ان معاملات کی تحقیق کرنے کا حکم دیا گیا۔ میری رپورٹ کے مندرجات کا خلاصہ یوں ہے۔

- ☆ شریف فیملی کی منی لانڈرنگ کیسے ہوئی۔
- ☆ حوالہ گروپ پشاور کے ذریعے رقوم کی منتقلی۔
- ☆ شیخ سعید کے ذریعے گندم کی درآمد۔

☆ ڈائیوسا ؤتھ کوریا کو لاہور اسلام آباد موٹر وے کا ٹھیکہ کیسے دیا گیا

☆ کالا دھن سفید کرنے کے ضمن میں جعلی اکاؤنٹس کی تحقیقات۔

☆ شوگر ملیں ناجائیز طور پر کیسے لگائی گئیں۔

☆ شریف خاندان کی طرف سے ڈیفالٹ کے باوجود لئے گئے قرضے

☆ میاں شریف کے دوست کو ڈی جی سیمنٹ کی فروخت۔

☆ شریف خاندان کے برطانوی کاروبار۔

☆ مسلم کمرشل بینک کی نج کاری میں گھپلے۔

☆ مہران بینک سے نکلوائی گئی بھاری رقوم۔

(اوپر دی گئی تمام بدعنوانیوں کے ثبوت ملکی وغیرملکی بینکوں کے ریکارڈ سے لئے گئے ہیں)

27 جولائی 1997 کو نواز شریف کے دو نمائندوں نے مجھے بے نظیر، آصف علی زرداری اور نصیر اللہ بابر کے خلاف گواہی دینے پر احتساب بیورو کا نائب سربراہ بننے کی پیشکش کی، جس سے انکار پر مجھے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں گئیں۔

29 جولائی 1997 کو مجھے 4 گھنٹوں کے لئے وزیر اعظم سیکرٹریٹ لے جایا گیا اور پھر دباؤ ڈالا گیا انکار پر مجھے ڈیتھ سیل Death Cell میں قید تنہائی میں ڈال دیا گیا آخر کار سپریم کورٹ سے میری ضمانت ہوئی لیکن مجھے ڈیوٹی جوائین کرنے سے روک دیا گیا اسی دوران اسلام آباد میں مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، آخر کار میں خدا کی مدد سے مندرجہ ذیل تحقیقات کرنے میں کامیاب ہوا۔

O عمان بینک کے ذریعے 140 ملین نواز شریف کے 43 رشتے داروں میں تقسیم کئے گئے۔

O ڈالر بیرر سرٹیفکیٹس اور ٹریولز چیکوں کے ذریعے سلمان ضیاء، محمد رمضان اور اصغر علی کے جھوٹے کھاتوں میں رقوم منتقل ہوئیں اور پھر ان اکاؤنٹس سے جاوید کیانی کے ذریعے کھولے گئے تین دوسرے اکاؤنٹس جو کہ کاشف مسعود قاضی کے نام تھے رقوم منتقل کی گئیں۔ پھر ان کھاتوں کی ضمانت پر حدیبیہ انجینئرینگ اور حدیبیہ پیپرز کے نام قرضے جاری کئے گئے

O سلمان ضیاء کے جعلی اکاونٹ کے ذریعے Shamrook) آف شور کمپنی کو رقوم منتقل ہوئیں جس سے لندن میں فلیٹ نمبر 16.16A اور 17.17A خریدے گئے لہ ڈیلرز پشاور کے ذریعے 56 کروڑ روپے فارن ایکسچینج کی صورت میں بیرون ملک بھیجے۔1988-89 میں بینک ف عمان شارجہ سے اسی بینک کی لاہور برانچ میں 758000 ڈالر منتقل ہوئے۔ اور بعد ازاں 195.20 ملین روپے شریف خاندان میں تقسیم کئے گئے۔

O جاوید کیانی کے تین جعلی اکاؤنٹس میں 3799762 ڈالر جمع کرائے گئے جن پر 4920000 ڈالر نکلوائے گئے۔ کاشف مسعود اور سکندرہ مسعود کے اکاؤنٹ میں منتقل کئے گئے اس کے بعد بینک آف امریکہ اور سٹی بینک پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ حدیبیہ انجینئر نگ اور حدیبیہ پیپرز کے نام پر قاضی فیملی کے اکاؤنٹس کی بنیاد پر قرضے جاری کریں۔

O امریکہ سے گندم کی پاکستان منتقلی کے بہت سارے معاہدے جاوید کیانی کی Shippeng Marine Trading Star کمپنی کے ساتھ نواز شریف کے سابق دور حکومت میں کئے گئے۔ جاوید کیانی نے اپنی بیگم عطیہ کیانی اور ماں مریم کیانی کے نام حبیب بینک اے جی زیورتج میں اکاونٹ نمبر 202120-1012581 اور 102120-101265 کے تحت کھلوائے واضح رہے کہ مذکورہ برانچ میں خود جاوید کیانی کا اکاونٹ نمبر 2021201265 ہے۔

O جاوید کیانی کی طرح سلمان ضیاء بھی ایک ایسا کردار ہے جس کے ذریعے شریف خاندان نے بدعنوانیوں اور بے قائدگیوں سے کمائی گئی دولت بیرون ملک منتقل کی۔ سلمان ضیاء کے اکاونٹ میں 2081038 ڈالر منتقل کئے گئے۔

1۔750000 لاکھ ڈالر کے ٹریولر چیک 18 اکتوبر 1992 کو منتقل کیے گئے۔

2۔1499010- ڈالر یونین بینک سوئیزر لینڈ سے 2 جنوری 1993 کو منتقل کیے گئے۔

3۔ 94405 ڈالر یونین بینک سوئیزر لینڈ سے 6 جنوری 1993 کو منتقل کیے گئے۔

4۔100000 لاکھ ڈالر کے ٹریولر چیک 9 مئی 1993 کو منتقل کیے گئے۔

5۔879924 ڈالر 21 جون 1993 کو منتقل کیے گئے۔

6۔1 لاکھ ڈالر کے ٹریولر چیک 19 اکتوبر 1994 کو منتقل کیے گئے۔

7۔166297 ڈالر 9 دسمبر 1994 کو منتقل کیے گئے۔

O یہ تو وہ رقوم تھیں جو وقتاً فوقتاً سلمان ضیاء کے اکاؤنٹس میں منتقل کی گئیں ان رقوم کا مالک شریف خاندان تھا جو مسلسل اس عمل کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس طرح ملکی دولت تیزی کے ساتھ غیر ملکی اکاؤنٹس میں منتقل کی گئیں اور پھر وہاں سے بیرون ملک پہنچ گئی جہاں شریف خاندان نے پورا ایک نیٹ ورک قائم کر رکھا تھا جس کے ذریعے رقم وصول کی جاتی اور جائدادیں خریدی جاتیں یا پھر اسی رقم کو جواز بنا کر مزید قرضے حاصل کئے جاتے

اس کے علاوہ ایف آئی اے (FIA) نے سلمان ضیاء کے اکاونٹ سے جاوید کیانی اور شیخ سعید کے اکاونٹ میں رقم کی اس منتقلی کا کھوج لگایا

1۔3900 ڈالر مریم بیگم کے اکائنٹ نمبر 202120.10126 حبیب بنک اے جی زیوریخ لاہور میں 28 اکتوبر 1993 کو منتقل ہوئے۔

2۔11042 ڈالر جاوید کیانی کے اکاونٹ نمبر 101226 میں 28 ستمبر کو منتقل ہوئے

3۔62610 ڈالر اسٹار ٹریڈنگ نیویارک کو 4 جولائی 1993 کو منتقل ہوئے

اسی طرح شریف خاندان کے جعلی اکاونٹس کے حوالے سے سب سے زیادہ متنازعہ فیکٹری حدیبیہ انجینیر نگ لمیٹیڈ کو سلمان ضیاء کاشف مسعود قاضی نزہت گوہر وغیرہ کے اکاونٹس سے جو رقم منتقل ہوئی اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

1-سلمان ضیاء کے جعلی اکاونٹ نمبر 260133 سے کاشف مسعود کے نام بینک آف امریکہ لاہور برانچ میں 750000 ڈالر خرید کر محمد رمضان کے جعلی اکاونٹ میں سے ادا کئے گئے۔

O 500000 ڈالر کی مزید رقم نزہت گوہر کے اکاونٹ سے کاشف مسعود کو منتقل کی گئی۔ واضح رہے کہ نزہت گوہر کا بینک اکاونٹ کھولتے وقت اسحاق دار کے لاہور والے گھر کا پتہ درج کرایا گیا تھا لکھائی کے ماہرین کے مطابق یہ اکاونٹ جاوید کیانی نے کھولے اور جعلی دستخط کئے گئے

O مجموعی طور پر کاشف قاضی کے اکاونٹ میں 20 لاکھ ڈالر جمع کرائے گئے اور ان پر حدیبیہ انجینئرنگ نے 200 ملین کا بھاری قرض حاصل کیا۔ یہ اعداد و شمار FIR نمبر 12 / 94 سے لئے گئے ہیں جو 12 نومبر 1994 کو درج ہوئی اعداد و شمار کے حوالے سے یہ وہ حقائق تھے جن کو میاں نواز شریف خاندان آج تک چھپا نہیں سکا ہے

O اس کے بعد میاں نواز شریف خاندان کی ہدایت پر جاوید کیانی نے کاشف مسعود قاضی، سکندرہ مسعود قاضی اور نزہت گوہر کے نام سے بینک آف امریکہ لاہور برانچ میں تین مزید جعلی کھاتے کھولے اور بینک ریکارڈ کے مطابق ڈالر بیریر سرٹیفکیٹ کی صورت میں سلمان ضیاء کی جانب سے کاشف مسعود کے اکاؤنٹ میں بھاری رقوم جمع کروائی گئیں۔ واضح رہے کہ ان جمع شدہ رقوم سے نواز شریف کی حدیبیہ انجینئرنگ لمیٹیڈ کو قرضے جاری کئے گئے۔؛ اس مل کے ڈائیریکٹروں میں حسین نواز، مسز کلثوم نواز شریف، میاں شریف (مرحوم) اور میاں شہباز شریف شامل ہیں۔ بینک ریکارڈ سے سلمان ضیاء کے جعلی اکاؤنٹ اور شریف خاندان کا اس مل سے تعلق ثابت ہو چکا ہے۔

1 جنوری، فروری 1993 میں سلمان ضیاء کے جعلی اکاؤنٹ سے 350000 ڈالر شریف خاندان کے ذریعے Shamrock Consulting P.O BOX 659 Torotola Britain نامی فرم کو الائیڈ بینک، اسٹاک ایکسچینج لندن کے اکاونٹ میں

سے ادا کئے گئے بعد میں یہ رقم زیورچ کی ایک فرم کے ڈائریکٹر Hans Rodolf کے نام سے منتقل کی گئی جو کہ شریف خاندان کے لئے کام کرتی ہے اس کے علاوہ نواز شریف کے خاندان نے سوئیز رلینڈ کی فرم کے جنرل منیجر URS Speeker کی خدمات برطانیہ میں جائداد کی خریداری کے لئے حاصل کیں

O نواز شریف اس کے بعد برطانیہ میں جائداد کی خریداری کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے HM Land رجسٹری کے مطابق 30 کروڑ روپے سے فلیٹ نمبر 16.16A اور 17.17A لندن میں خریدے ایوان فیلڈ ہاؤس نامی ان فلیٹس کی خریداری کو حتی المقدور کوشش کر کے مالیاتی اداروں اور قرض دہندہ بینکوں سے چھپایا گیا اس کے بعد ایوان فیلڈ ہاؤس فلیٹ نمبر 16.16A اور 17.17A نمبروں کے ان فلیٹس کے لئے رقوم کی منتقلی 1993 اور 96-1995 میں Broons Head Dibblupion نامی فرم کے ذریعے کی گئی ناجائز طریقے سے حاصل کی گئی اس جائداد کا شریف خاندان کی جانب سے انکم ٹیکس گوشواروں میں ذکر نہیں کیا گیا۔

20 اکتوبر 1998 کو برطانوی اخبار ''انڈی پنڈنٹ) نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ شریف خاندان نے دھوکہ دہی کے ذریعے کروڑوں ڈالر بیرون ملک منتقل کیے ہیں۔لندن کے قیمتی علاقے پارک لین میں 30 لاکھ مالیت کے چار فلیٹ ان کی مالیت ہیں ایک فلیٹ میں ان کا بیٹا قیام پذیر ہے

3 جولائی 1994 کو ایف آئی اے FIA نے اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا کہ یونس حبیب (مہران بنک) کو ٹیلی فون پر دی ہوئی ہدایت پر قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مہران بنک لاہور نے ایک دن میں شریف گروپ کی چوہدری شوگر ملز کو 4 کروڑ 94 لاکھ روپے کا قرضہ جاری کیا (2) قاضی حسین احمد نے کہا نواز شریف قومی ایجنڈے کے نام پر قوم کو دھوکہ دے رہے ہیں وہ خود کروڑوں روپے کے نادہندہ ہیں۔ انھوں نے منشا کے ذریعے 20 کروڑ ڈالر باہر بھیجے ہیں۔

27 ستمبر 1998 کو برطانوی اخبار ''آبزرور'' نے نواز شریف کی کرپشن کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی جسے ایف آئی اے کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل رحمان ملک نے اخبار کے حوالے کیا تھا۔ رحمان ملک کے مطابق دوسوصفحات پر مشتمل یہ رپورٹ ایف آئی اے نے تیار کی تھی اور اس کی نقل صدر تارڑ اور جنرل کرامت کو بھی فراہم کر دی گئی تھی۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ نواز شریف نے ایک ارب 90 کروڑ ڈالر سے چار فلیٹ خریدے۔ لاکھوں پونڈ بیرون ملک منتقل کیے۔

1- حوالہ جات

(1) کتاب ''بدعنوانی کی حکمرانی''، صفحہ نمبر 283 تا 291 مصنف مجاہد حسین

(2) کتاب ''بے نظیر حکومت کا عروج وزوال'' صفحہ نمبر 164 مصنف پروفیسر غفور احمد۔

(3) کتاب ''نواز شریف اقتدار سے عتاب تک'' صفحہ نمبر 374 پروفیسر غفور احمد

(4) کتاب ''غدار کون نواز شریف کی کہانی''، صفحہ نمبر 204 / 203 مصنف سہیل وڑائچ

(5) کتاب ''نواز شریف اقتدار سے عتاب'' تک صفحہ نمبر 406 مصنف پروفیسر غفور احمد

iii۔ مالیاتی اختیارات کا ناجائز استعمال

☆ سال 1990ء میں وزیر اعظم نواز شریف کے پہلا دور کرپشن اور قومی دولت کی لوٹ گھسوٹ کا ایک دور تھا. اس مدت کے دوران میاں نواز شریف نے بینکوں سے اپنے اثر ورسوخ و دباؤ کے ذریعے اور ناکافی ضمانت کے عوض 614 ارب روپے کے قرضے حاصل کئے.

☆ شریف برادران کی طرف سے حاصل کردہ قرضوں کی تفصیلات کے مطابق اتفاق فاؤنڈری کے لئے Rs.1556 ملین شامل ہیں، بقیہ کی تفصیل حسب ذیل ہے ...

☆حسیب وقاص شوگر ملز کے لئے 543 ملین روپے

☆ مہران رمضان ٹیکسٹائل ملز کے لئے 455 ملین روپے

☆ رمضان بخش ٹیکسٹائل ملز کے لئے 373 ملین روپے

☆ چوہدری شوگر ملز کیلئے 339 ملین روپے

☆ اتفاق برادرز کے لئے 226 ملین روپے

☆ Sandalbar ٹیکسٹائل ملز کے لئے 205 ملین روپے

☆ حدیبیہ انجینئرنگ ملز کے لئے 182 ملین روپے

☆ حمزہ بورڈ ملز لمیٹڈ کے لئے 153 ملین روپے

☆ حدیبیہ پیپر ملز کے لئے 134 ملین روپے

☆ برادرز شوگر ملز کے لئے 351 ملین روپے

☆ برادرز ٹیکسٹائل ملز کے لئے 174 ملین روپے

☆ برادران اسٹیل ملز کے لئے 159 ملین روپے

☆ رمضان شوگر ملز کے لئے 623 ملین روپے

☆ ملین خالد سراج ٹیکسٹائل کے لئے 191 ملین روپے

☆ اتفاق شوگر ملز کے لئے 313 ملین روپے

☆ اتفاق ٹیکسٹائل ملز کے لئے 164 ملین روپے، اور

☆ اتفاق برادرز کے لئے حاصل 239 ملین روپے لئے گئے۔

قومی دولت کی اس لوٹ کھسوٹ سے ملکی معیشت کو تباہی کا سامنا تھا جبکہ ذاتی سلطنت قائم کرنے کے لئے وزیر اعظم نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔

یہ قرض پاکستان کی حکومت کی طرف سے حاصل کردہ کل داخلی قرض کے برابر تھا!

ان نام نہاد جمہوری سیاست دانوں نے بے رحمی سے قومی خزانے کو لوٹا اور ذاتی مالی فوائد کے لئے قومی دولت کا استعمال کیا۔

غیر قانونی ذرائع سے ڈالر کے علاوہ منی لانڈرنگ کے اربوں روپے کا دھوکہ، گندم درآمد اسکینڈل،

ایک بین الاقوامی سطح پر بلیک لسٹ کمپنی کے ساتھ موٹر ویز کا معاہدہ کیا گیا، نادہندگان ہونے کے باوجود بھاری قرضوں کا حصول، برطانیہ میں خفیہ کاروبار (ثبوت کے ساتھ منسلک)، کینیا میں شوگر ملز اور لندن کے سب سے زیادہ مہنگے علاقے میں چار فلیٹس، اور مسلم کمرشل بینک (ایم سی بی) کی نجکاری میں بھاری کمیشن نے بھی نواز شریف اور خاندان کی کرپشن کے کارنامے ریکارڈ پر ہیں ...

iv)۔مالیاتی کرپشن پر آڈیٹر جنرل کی رپورٹ

☆ سال 89-1988 میں جاری آڈیٹر جنرل کی رپورٹ نواز شریف کا بطور وزیر اعلی پنجاب اپنی اتھارٹی کا غلط استعمال 35 ارب روپے کا براہ راست ہدایات جاری کرنے کا حکم کا جرم۔

☆ رپورٹ میں کہا گیا کہ وزیر اعلی سیکرٹریٹ کو کرپشن کے گڑھ میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور نواز شریف ایک بادشاہ کی طرح صوبے کے بڑے مالیاتی خسارہ کے باجود پیسہ کو پانی کی طرح بہایا۔

☆ سال 87-1986 میں جاری آڈیٹر جنرل کی رپورٹ اس وقت کے وزیر اعلی نواز شریف نے روپے کا بے دریغ استعمال کیا۔ صرف ایک سال میں 1200 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

☆ نواز شریف نے اپنے پسندیدہ لوگوں کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ایل ڈی اے) کے اربوں روپے کے 3000 قیمتی پلاٹ الاٹ کئے جس کی وجہ سے صوبے کو اربوں روپے کا نقصان اُٹھانا پڑا.

☆ نواز شریف کو آپریٹو اور مالیاتی اداروں اسکینڈل کا اہم کردار تھا، ریٹائرڈ ملازمین، یتیموں، بیواؤں، کی 17 ارب روپے کی رقم انکے مجموعی اثاثوں میں شامل ہیں اور غریب محروم ہو گئے.

☆ 86-1985 نواز شریف نے صوابدیدی گرانٹ کے نام پر 1200 ملین روپے جاری کئے.

☆ جبکہ 87-1986 میں 1895 ملین روپے لوٹائے گئے

☆ 88-1987 میں 1899 ملین روپے بانٹے گئے،

☆ جبکہ 1887 ملین روپے اپنے ساتھیوں کے درمیان تقسیم کیے گئے.

v)۔شریف فیملی اور قومی دولت کی لوٹ مار

نواز شریف نے احتساب سے بچنے کے لئے Ehtasaab ''ایکٹ'' کے قوانین اور پالیسیوں کو تبدیل کر ہیرا پھیری کی. اور اپنی حکومت میں ترمیم کی اور نگران وزیر اعظم (مرحوم) معراج خالد کی عبوری حکومت کی طرف سے تیار کردہ Ehtasaab ''ایکٹ'' (1996-97) تھا، اس ایکٹ کے مطابق احتساب 1985 اسے شروع ہونا تھا اس ایکٹ کے اصل متن کو تبدیل کر کے اسے 1990 سے شروع کرنے کی ترمیم کر کے اپنے وزیر اعلی پنجاب (88-1985) کے اس کرپشن لبریز دور کو احتساب سے نہایت مہارت سے بچا لیا۔

1- ہیلی کاپٹر کیس: نواز شریف پر ہیلی کا پٹر چھپانے کا جرم ثابت ہو گیا۔۔نواز شریف نااہل 14 سال قید بامشقت اور 2 کروڑ روپے جرمانہ۔۔۔احتساب عدالت کا فیصلہ۔۔۔نواز شریف نے جولائی 1993 سے جون 1997 تک روس کی میسرز اسپیشل کارگو ائر لائنز سے ہیلی کا پٹر کے پٹے پر حصول خریداری اور دیکھ بھال کے لئے قومی خزانے سے 14 لاکھ ڈالر خرچ کئے۔۔۔اور یہ اخراجات قومی گوشواروں میں ظاہر نہیں کئے گئے۔۔۔(روزنامہ خبریں کراچی 23 جولائی)

2- 1985 سے 1997 تک 184 قومی اداروں کی نجکاری کی جس میں 140 بند ہو گئے اس دوران 3000 ارب روپے کی کرپشن کی گئی

3- پہلے دور حکومت میں موٹر وے کا ابتدائی منصوبہ جسکا تخمینہ 8.51 بلین روپے پنجاب حکومت نے لگایا تھا راتوں رات یہ تخمینہ بڑھا کر 25.5 بلین کر دیا گیا اور اپنی من پسند کی فرم میسرز ڈائیوو جو انٹرنیشنل بلیک لسٹ تھی کو 8 ارب کے کمیشن کے عوض دے دیا گیا۔

4- Yellow cab سکیم میں 50000 گاڑیاں منگوائی گئیں 700 ارب روپے خرچ کئے 60 فیصد قرضے وصول نہیں ہوئے اس طرح قومی معیشت 400 ارب کا نقصان ہوا۔

5- فروری 2000ء کو روزنامہ خبریں سنڈے میگزین میں "شریف خاندان کا پنڈورا باکس" کے عنوان سے یہ اشاعت ہوئی جس کے خاص نقاط حسب ذیل ہیں۔۔۔

☆ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ 1988-89 کے مطابق 1985 تا 1990 بطور وزیر اعلی نواز شریف نے 393 بلین روپے کی بدعنوانیاں کیں۔

☆ 1981 سے 1985 بطور وزیر خزانہ پنجاب اتفاق شوگر ملز کو 16 کروڑ کا فائدہ پہنچایا۔

☆ وزیر اعلی بنتے ہی اتفاق فانڈری 9 صنعتی یونٹوں کی شکل اختیار کر گئی۔

☆ 1985 سے 1993 تک اپنے صنعتی یونٹوں کے لئے مختلف مالیاتی اداروں سے قرضوں کی آڑ میں 6 ارب روپے کی رقم ہتھیائی۔

☆ 1981 میں اتفاق کے قرضے 40 ملین ورپے تھے بنکوں پر دباؤ دال کر صرف 10 سالوں میں 1991 تک قرضوں کی شرح 12000 ملین تک پہنچ گئی۔ اس دوران نواز شریف نے اپنے قریبی 3500 ساتھیوں کو بھی 60 ارب کے قرضے جاری کئے اور بعد ازاں 10 ارب کے

قرضے معاف بھی کرالئے۔۔۔

☆ ایل-ڈی-اے کے اربوں روپے کی مالیت 4631 پلاٹ سیاسی رشوت کے طور پر بانٹے گئے۔

☆ 1991 میں اسٹیل اسکریپ پر لاگو 500 روپے فی ٹن ڈیوٹی کم کر کے صرف اپنی انڈسٹری کو 50 کروڑ کا فائدہ دیا۔

☆ 1990-91 میں تعمیر وطن کے نام پر اڑھائی ارب روپے جمع کر کے غائب کر دیئے گئے۔

☆ 1990-92 کے نواز دور حکومت کے 2 سالوں میں 2 کھرب روپے بیرون ملک منتقل کئے گئے۔

☆ دوسرے دور حکومت میں "میرا گھر سکیم" میں 10 ہزار مکانات کا ٹھیکہ 3 ارب روپے میں سیف الرحمٰن کو دیا گیا۔

☆ 2000 تک شریف خاندان 15 ارب کے قرضوں اور 5 ارب کے ٹیکسوں کا نادہندہ رہا ہے۔

vi)۔شریف فیملی کے معاشی وسیاسی کرپشن کے پارٹنر

پاکستان کے دس امیر ترین لوگوں کا ذکر جن کے نام ویب سائٹ پر موجود ہیں...

01: Mian Mansha(میاں منشاء)

مالدار ہونے کے اعتبار سے سب سے ٹاپ پوزیشن میں 2.5 ارب ڈالر مالیت کی ہے اور وہ ایک تاجر ہے جو میاں محمد منشا ہے۔ اسکی تقریبا 40 کمپنیاں ہیں اور مسلم کمرشل بینک کا مالک ہے. یہ نواز شریف کا خاموش بزنس پارٹنر ہے نواز شریف نے اپنے سابقہ ادوار میں اس کو بہت نوازا۔ نجکاری کے نام پر اربوں کے قیمتی اثاثے کوڑیوں کے مول میاں منشاء کو نوازے گئے...ان کے ایک دوست کے مطابق بہت سے اثاثے ظاہر نہیں کئے گئے۔

02: Asif Ali Zardari(آصف علی زرداری)

آصف علی زرداری جو کہ ظاہر کردہ اثاثوں کے مطابق پاکستان کے دوسرے بڑے دولت مند سیاستدان ہیں جنکی بظاہر دولت 1.8 بلین ڈالر ہے جبکہ خفیہ دولت اور چھپائے گئے اثاثوں کی مالیت کا کوئی شمار نہیں۔

یہ سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کا شوہر اور پاکستان کے صدر رہے ہیں۔ انکی برطانیہ میں 8 بڑی جائیدادیں اور اسی طرح امریکہ میں ملٹی ملین ڈالر مینشن ہیں، اس کا پاکستان بھر میں شوگر ملز میں بہت بڑا حصہ ہے، میثاق جمہوریت کے نام پر مک مکا کی سیاست میں ایک دوسرے کی کرپشن کو چھپانے کے ساتھ ساتھ تقویت دینا بھی شامل ہے۔

03: Mr Nawaz and shahbaz shareef(نواز شریف اور شہباز شریف)

سیاست میں سب سے زیادہ ناجائز ذرائع سے دولت کمانے والے میاں نواز شریف اور میں میاں شہباز شریف اور انکی فیملی ہے دنیا بھر میں انکی جائیدادوں اور دولت کا شمار نہیں کیا جا سکتا، انڈیا، نیوزی لینڈ، ملائیشیاء، ترکی، امریکہ، برطانیہ سمیت کئی مما لک میں انکی ذاتی جائیدادیں، دولت اور بزنسز ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق بظاہر نواز شریف اور شہباز شریف دولت کے اعتبار سے پاکستان کے چوتھے نمبر کی شخصیات ہیں انکی دولت بظاہر 1.4 ارب ڈالر کی مالیت ہے. وہ سیاست دان اور تاجر بھی ہیں. وہ 1999ء کے بعد عدالتوں سے سزا پانے کے بعد صدر پاکستان سے معافی مانگ کر اور آئندہ 10 سالوں تک سیاست میں حصہ نہ لینے کے معاہدہ کے بعد سعودی عرب چلے گئے یہ پاکستان کے سب سے بڑے کمیشن ہولڈر ہیں جنھوں نے پاکستان کے ہر پراجیکٹ سے 30 سے 40 فیصد کمیشن کمایا۔

http://general-knowledgee.blogspot.com/2013/05/top-10-richest-persons-of-pakistan.html

20۔نواز حکومت کی جانب سے مسلح افواج اور قومی حساس اداروں کی توہین۔

☆ نواز شریف حکومت نے اپنے ہر دور میں فوج وحساس اداروں کو کمزور بنانے کی کوشش کی ہے، وہ اپنے ان دس ماہ کے دوران اپنے وزیر دفاع

اور دیگر وفاقی وزراء سے فوج کے وقار کے منافی بیان بازی کرا کر ملک دشمن ایجنڈے کو تقویت دی جاتی رہی ہے...

☆ ایک نامور صحافی پر حملے کے تناظر میں حکومت نے فوج اور آئی-ایس-آئی پر الزام لگوا کر پوری دینا میں بدنام کرنے کی کوشش کی ... حالانکہ ISI فوج کے ماتھے کا جھومر ہے اور ہماری ملکی وقومی سالمیت کا اہم ستون ہے۔ اسے بدنام کرنا افواج پاکستان کے لاکھوں جوانوں کی قربانیوں کی نفی وقومی غداری ہے...

☆ امریکہ افغانستان سے جنگ ہار کر جارہا ہے اس جنگ میں امریکہ کھربوں ڈالرز خرچ کر چکا ہے اور ہزاروں فوجی مارے جا چکے ہیں، امریکی عوام اب یہ سوال اُٹھا رہی ہے کہ اس جنگ سے امریکہ کو کیا فائدہ ہوا نہ تو دہشت گردی ختم ہوئی ہے اور نہ ہی طالبان اور القاعدہ... اس کا جواب امریکی قوم کو دینے کے لئے یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے اور اس کا جواز تلاش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے... جسکی حالیہ مثال یہ ہے کہ ایک صحافی Gall Carlotta نے ایک کتاب "The Wrong Enemy : America in Afghanistan, 2001-2014" لکھی ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ ہم گزشتہ 14 سالوں سے غلط دشمن کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں، ہمارے اصل دشمن تو پاکستان کی فوج اور ISI ہے... گویا موجودہ حکمران اس Pre-Plan ایجنڈے کی تکمیل کر رہے ہیں اور وہ حکومتی سطح سے یہ بارو کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اسی وجہ سے یہ نام نہاد حکمران اپنے بیرونی آقاؤں کے اشارے پر انکے ایجنڈے کی تکمیل میں مصروف ہیں...

☆ نام نہاد جمہوریت کے چیمپئن نواز شریف نے 1999ء میں لاہور میں بھارتی وزیراعظم کے دورے کے موقع پر بھارتی ہم منصب کو خوش کرنے کے مشترکہ اعلامیے میں لفظ " کشمیر" کو خارج کر کے کشمیر کاز کا سودا کر دیا تھا۔

☆ پاک فوج کی کشمیر میں کارگل کی جیتی ہوئی جنگ نواز شریف نے امریکی صدر کے ڈرائنگ روم میں ہار دی اور انڈیا نے "بدمعاش فوج" کے نام سے اشتہارات چھپوائے مگر نواز شریف اسکی خاموش تائید کرتے رہے اور پاکستانی فوج کو کارگل سے واپس بلا لیا جس کی وجہ سے انڈین حملے میں ہزاروں فوجی شہید ہوئے۔

21۔ جمہوریت کے خلاف سازشیں

☆ نواز شریف اور انکی ٹیم ہمیشہ کسی نہ کسی طرح سے جمہوری نظام کو غیر مستحکم کرنے میں ملوث رہی ہے اور یہاں تک کہ اقتدار پر قبضہ کرنے کے لئے رشوت لینے اور دینے میں دریغ بھی نہیں کیا گیا۔

☆ سابق وزیر داخلہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) نصیر اللہ بابر نے 1994ء میں قومی اسمبلی میں انکشاف کیا تھا کہ،، 1990 میں آئی ایس آئی نے انتخابات میں جوڑتوڑ کرنے کے لئے اور پی پی پی کو شکست دلانے کے لئے، نواز شریف سمیت اسلامی جمہوری اتحاد کے مختلف دائیں بازو کے سیاستدانوں کی وفاداری خریدنے کے لیے رقم تقسیم کی تھی کہ (آئی جے آئی پاکستان ڈیموکریٹک الائنس) ثبوت کے طور پر لیفٹیننٹ جنرل (ر) نصیر اللہ بابر، لیفٹیننٹ جنرل (ر) اسد درانی اور دوسروں نے مختلف دستاویزات کی نقول بھی فراہم کی ہیں۔

☆ ایئر مارشل اصغر خان نے پاکستان کی سپریم کورٹ میں انسانی حقوق کے حوالے سے ایک درخواست بحوالہ (19 HRC / 96) چیف آف آرمی سٹاف چیف مرزا اسلم بیگ اور آئی ایس آئی کے سابق چیف جنرل (ر) حمید گل کے خلاف دی کہ قومی دولت سیاسی مقاصد کے لئے دی گئی یہ کیس گزشتہ 14 سال سے پاکستان کی سپریم کورٹ میں انصاف کے حصول کے لئے زیر التواء رہا۔ اب اس کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔

22۔ پاکستان کی سپریم کورٹ پر مجرمانہ حملہ

☆ ہر فرد اور ادارے پر حملہ 'جمہوریت اور آزاد عدلیہ کے چیمپئن'، میاں نواز شریف اور انکے ساتھیوں کا ہمیشہ وتیرہ رہا ہے تاکہ وہ اپنی زیادہ طاقت کو مستحکم بنا سکیں... جس اتھارٹی نے بھی انہیں چیلنج کیا اُنہیں طاقت سے ہٹانے کی کوشش کی گئی...

☆ نواز شریف نے اپنے دور اقتدار میں چیف جسٹس سجاد علی شاہ، سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اور اُن کی زندگی مشکل بنانے کے لئے، اور

چیف جسٹس کی تحقیر کرنے والے جسٹس سابق جج، رفیق تارڑ (جنہیں بعد میں نواز شریف نے اپنی وفاداری پر پاکستان کا صدر بنایا) کی شائستہ خدمات کا استعمال کرتے ہوئے ججوں میں پیدا تقسیم پیدا کی.

☆ جس سے ججوں کے ایک گروپ نے چیف جسٹس چیف جسٹس سجادعلی شاہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور جونیئر ججوں کی ایک بڑی تعداد نے چیف جسٹس کیلئے مشکلات پیدا کیں اور نام نہاد قومی بحران پیدا کر دیا گیا اور سپریم کورٹ کی عمارت پر نواز شریف نے اپنی پارٹی کا کنوں کے ذریعے حملہ کرایا۔

23۔مطلق العنان بادشاہت کی تمنا

☆ میاں نواز شریف کی جارحانہ اور من پسند خواہش کے خلاف اگر کسی ادرے کا سربراہ ان سے اختلاف کرے تو انہیں نواز شریف کے غیض و غضب کا سامنا کرنا پڑتا ہے ہر دور میں ہر ادرہ سے ان کی لڑائی رہی ہے۔ جنرل آصف، جنرل مرزا اسلم بیگ اور جنرل عبدالوحید کا کڑ سے اختلافات شدید رہے۔میاں نواز شریف نے جنرل پرویز مشرف کو بھی غیر آئینی طریق پر ہٹانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے قوم کو ایک اور طویل مارشل لاء دیکھنا پڑا اور جنرل جہانگیر کرامت نے تو صرف نیشنل سیکورٹی کونسل کے قیام کی تجویز دی تھی جس پر ان سے استعفیٰ لیا گیا... جنرل کرامت پاکستان کی تاریخ میں آرمی سٹاف کے پہلے چیف تھے جن سے استعفیٰ لیا گیا!

☆ ہر ادارے میں یہ اپنی مرضی کے سربراہ تعینات کرتے ہیں انہیں اپنی مرضی کے لوگ ہی نہیں مل رہے جس کی وجہ سے 100 سے زیادہ ادارے بغیر سربراہوں کے چل رہے ہیں.

☆ جن اداروں کے سربراہ انہوں نے برطرف کئے کورٹ نے بحال کر دیئے اُنہوں نے کورٹ کے آرڈرز اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے اُن سربراہوں کو دوبارہ برطرف کر دیا.

☆ اس آمرانہ ذہنیت کی وجہ سے صدر غلام اسحاق خان نے انکی پہلی حکومت برطرف کی۔ 11 اکتوبر 1999ء کا واقعہ بھی انکی اس آمرانہ سوچ کی وجہ سے پیش آیا...

☆ 1999 میں 15 ویں آئینی ترمیم کے ذریعے راتوں رات امیر المومنین بننے کے لیے اسمبلی سے بل منظور کروانے کی کوشش کی گئی مگر ناکامی پر مزید سازشوں کا آغاز کیا گیا اور انجام جمہوریت کی بساط لپیٹنے پر ہوا۔

24۔ملک کو پولیس سٹیٹ بنانا

☆ میاں شہباز شریف کے دور حکومت میں خوفناک منصوبے کے تحت صوبہ پنجاب عملی طور پر ایک "بدمعاش" صوبہ بنا دیا گیا ہے.

☆ سیالکوٹ میں پولیس اور انتظامیہ کی موجودگی میں دو بھائیوں کو المناک تشدد کے بعد ہلاک کر دیا گیا،اس واقعہ کی فوٹیج TV چینلز پر نشر ہونے کے باوجود ملزمان کے خلاف کوئی کاروائی اس لیے کہ اس وقت گوجرانوالہ ڈویژن کا پولیس سربراہ مسلم (ن) کے ممبر قومی اسمبلی کا بھائی تھا۔

☆ پنجاب میں ریکارڈ کے مطابق، پولیس فورس مسلسل سیاسی حریفوں کو ہراساں کرنے اور توہین کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی مخالفین پر جھوٹی ایف آئی آر کا ایک لامتناہی مہم جارہی ہے۔

☆ مطالبات کے لئے احتجاج کرنے والوں پر پولیس فورس کا سفاکانہ لاٹھی چارج کا استعال ایک معمول بن گیا ہے. صحافیوں، ڈاکٹروں، اساتذہ، طالب علموں، نرسوں، سرکاری ملازمین، نیم سرکاری اور نجی اداروں، لاپتہ افراد کے ورثا اور وکلاء سمیت معاشرے کے ہر طبقے نے پولیس کے مظالم کا سامنا کیا ہے.

25۔دہشت گردوں سے تعلقات اور خاموشی

☆ نواز شریف، شہباز شریف، رانا ثناءاللہ اور دیگر پارٹی رہنماؤں کے کالعدم دہشت گرد تنظیموں کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں.

☆ ابتدائی 90s میں نواز شریف نے سابق وزیراعظم بےنظیر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے اسامہ بن لادن کی طرف سے بھاری رقوم حاصل

کیں۔

☆ اب بھی مسلم لیگ ن کی کابینہ کے ارکان اور ترجمان عام طور پر دہشت گردانہ حملوں کو منظّم کرنے میں ملوث افراد اور کالعدم تنظیموں، کو سپورٹ کر رہے ہیں... جنہوں نے فوجی، پولیس اہلکار اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ارکان سمیت ہزاروں بے گناہ پاکستانیوں کو شہید کیا ہے...

☆ پاکستان مسلم لیگ ن کی قیادت کا رویہ رہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف لڑنے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں اور پاک فوج کے ارکان کے مکمل طور پر حوصلے پست کرتے رہے ہیں.

☆ حکومت پنجاب کی کمزوریوں کے باعث ... خوفناک دہشت گرد حملے ہوئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے ...

☆ پولیس ٹریننگ سکول مضافات میں واقعہ بیدیاں روڈ پر خودکش حملہ

☆ مون مارکیٹ لاہور میں دھماکے

☆ ریسکیو 15 کی عمارت میں کار بم دھماکے

☆ F.I.A عمارت میں کار بم دھماکے،

☆ مناواں پولیس ٹریننگ سینٹر پر خودکش حملے

☆ ماڈل ٹاؤن لنک روڈ بم دھماکہ

☆ جامعہ نعیمیہ پر خودکش حملہ

☆ قادیانیوں کی عبادت گاہوں پر دہشت گردوں کے حملے

☆ کربلا گامے شاہ سمیت امام بارگاہوں میں دھماکے

☆ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار میں خودکش بم دھماکے

☆ ان حملوں کے بعد مسلم لیگ ن نے اخلاقی طور پر پنجاب میں حکومت کرنے کا حق کھو دیا تھا.

☆ میاں شہباز شریف پاکستان کے دشمنوں کے خلاف لڑنے کے لئے ہمت و جرات دکھانے کے، بجائے جامعہ نعیمیہ لاہور میں اپنی تقریر میں، دہشت گردوں سے رحم کی بھیک مانگتے رہے. اور وہ بھی، ایک بہت ہی شرمناک انداز میں، کہ طالبان پنجاب پر حملے نہ کریں۔ شہباز شریف کا یہ بیان ان کی طالبان ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔

26۔ضابطوں اور قانون کی دھجیاں بکھیرنا

☆ ماورائے قانون و آئین حکمرانی شریف برادران کا ٹریڈ مارک ہے جو کہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ شہباز شریف کی سیاست اپنی ذاتی توجہ کی متلاشی اور دکھاوے اور نمود و نمائش کی پسند پر مبنی ہے۔

☆ انہوں نے ''سستی شہرت'' کے لئے اپنے آپکو ''خادم اعلیٰ پنجاب'' کہلانا شروع کر دیا لیکن بری گورننس رہی اور انتظامیہ کے چیلنجوں کا سامنا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

☆ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پنجاب میں انکی آمرانہ ہدایات و فیصلوں کی وجہ سے تمام قومی وحکومتی اداروں کی کارگردگی نمایاں طور پر خراب رہی ہے. کیونکہ شریف برادران نے ہمیشہ اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے مکمل طور پر میرٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی من پسند کے اہلکاروں کی تعیناتی کی۔

☆ خراب حکمرانی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پنجاب کے تقریبا تمام اضلاع میں موجود گریڈ 19 کے نااہل افسروں کے ذریعے نظام چلانے کی کوشش

کی جا رہی ہے۔

☆ اسکی اصل وجہ یہ بھی ہے کہ شہباز شریف نے آمرانہ نقطہ نظر وطرزعمل کی وجہ سے 12 صوبائی وزارتوں کی سربراہی اپنے پاس رکھی ہے. وہ، اپنی کابینہ سے مشاورت نہیں کرتا بلکہ آمرانہ طرز پر فیصلے سناتا ہے۔

☆ ان کی ہٹ دھرمی والے رویہ کی وجہ سے صوبے میں بیڈ گورننس کا راج ہے اور قانون کی بالادستی کی حکمرانی قائم نہ ہوسکی۔

☆ اس میں کوئی شک نہیں کہ شریف برادران اپنے ہٹ دھرم رویہ کی وجہ سے ملک میں جمہوریت کا نفاذ اسکی روح کے مطابق نہ کر سکے اور نہ ہی ملک کے قومی اداروں کے سیٹ اپ کو جمہوری بنا سکے ...

☆ جن شخصیات کو دوہری وزارتیں دی گئیں، وہ وزارتیں جن کا آپس میں جوڑ نہیں، انکی تعداد 5 ہے۔

27۔ دھوکہ دہی، جھوٹ اور بدلہ کی سیاست

☆ نواز شریف کے سیاسی فلسفہ کی بنیاد جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے کہ ''اتنا جھوٹ بولو کہ جھوٹ بھی حقیقت میں سچ لگنا شروع ہو جائے ...

☆ نواز شریف اور ان کے چیلے بار بار جھوٹ بولنے پر یقین رکھتے ہیں۔۔۔وہ ہیرا پھیری اور ڈرامہ کے فن میں ماسٹرز ہیں اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے بے پناہ دولت کا استعمال کرتے ہیں۔

☆ ایک مثال ان کے چھپے اور سازشی کردار کو بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے۔مشرف طیارہ اغوا کیس میں سزا کے بعد، نواز شریف اور ان کے خاندان نے اپنے غیرملکی دوستوں سے رابطہ کیا ان کو معاف کرنے کے لئے صدر پرویز مشرف کو قائل کیا۔

☆ نواز شریف، شہباز شریف اور اسکی فیملی جنرل مشرف سے معافی مانگ کر اور دس سال کی مدت کے لئے سیاست میں حصہ نہ لینے اور ملک میں واپس نہ آنے کے معاہدے پر دستخط کئے لیکن وہ مسلسل جھوٹ بولتے رہے اور قوم سے اس خفیہ معاہدوں کے وجود کو چھپا لیا گیا. سعودی عرب کی حکومت نے اس معاہدہ کو تسلیم کر لیا لیکن ن۔لیگ کے عہدیدار قوم کے سامنے مسلسل جھوٹ بولتے رہے ...

☆ وزیر داخلہ نے اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر معلومات دیں کہ اسلام آباد کچہری حملے میں جج صاحب اپنے ہی گارڈ کی گولی سے شہید ہوئے ہیں۔ جو کہ بعدازاں غلط ثابت ہوا۔

☆ اسی طرح ایک سوال کے جواب میں اسمبلی میں دہشت گردی میں شہید ہونے والے افراد کی تعداد بھی غلط بتائی جو کہ ایوان کے اندر ہی غلط ثابت ہوگئی۔

☆ محترم شہباز شریف نے الیکشن سے قبل 6 ماہ، پھر ایک سال، پھر ڈیڑھ سال اور پھر دو سال میں لوڈ شیڈنگ ختم نہ کر سکنے پر نام بدل دینے کا چیلنج دیا تھا۔سال گزر گیا وعدہ وفا نہ ہو سکا۔اب محترم نواز شریف صاحب کہتے ہیں جذبات میں آ کر کہہ گئے ہیں قوم صبر سے کام لے آئندہ 3 سال تک لوڈ شیڈنگ ختم نہیں ہو سکتی۔

28۔ بزدلی اور منافقت

یہ ایک حقیقت ہے کہ 1998ء ایٹمی دھماکوں کے حوالے سے نواز شریف کنفوژ تھے وہ امریکی حکومت سے اقتصادی پیکجوں کے مذاکرات میں مصروف تھے اور وہ انڈیا کے ایٹمی دھماکوں کے مقابلے میں ایٹمی دھماکے نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن اپوزیشن اور عوامی دباؤ کے سامنے وہ دھماکے کرنے پر مجبور ہوئے اس حقیقت کی تصدیق اس وقت کے وزیر خارجہ گوہر ایوب نے اپنی کتاب میں کی ہے۔

اس نظام کی پروردہ اور Beneficiaries جماعتوں کی گذشتہ ادوار کی کرپشن کا مختصر جائزہ:

29. پیپلز پارٹی کی گزشتہ دور کی کرپشن:

1- پیپلز پارٹی کے دور میں روزانہ 12 ارب روپے کی کرپشن ہوتی رہی ہے۔(?چیئر مین نیب فصیح بخاری)
2- رینٹل پاور کرپشن کیس میں 17 ارب روپے کی کرپشن (راجہ پرویز اشرف)
3- توقیر صادق کرپشن کیس 83 ملین روپے(یوسف رضا گیلانی)
4- حج کرپشن کیس میں اربوں روپے کی کرپشن (حامد سعید کاظمی)
5- NICL اسکینڈل نیشنل انشورنش کمپنی لمیٹڈ 41 ملین کی کرپشن (مخدوم امین فہیم)
6- EOBI میں 44 ارب کی کرپشن (سابق سربراہ)
7- آئل اینڈ گیس اتھارٹی اوگرہ اسکینڈل 120 ارب روپے کی کرپشن

خوشحال پاکستان کے لئے ڈاکٹر طاہر القادری کا وژن

17 مارچ 2013ء کو راول پنڈی کے تاریخی لیاقت باغ میں شیخ الاسلام نے پاکستان کے روشن و مستحکم اور خود مختار مستقبل کے لیے اپنا اِنقلابی ویژن پیش کیا۔ آج اگر پاکستانی قوم واقعی اپنے حالات بدلنے میں سنجیدہ ہے؛ مہنگائی، لوڈ شیڈنگ، دہشت گردی اور بے روزگاری اور پسماندگی جیسے عذابوں سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے؛ اور پاکستان کو اَقوامِ عالم کی صف میں نمایاں مقام دلانا چاہتی ہے تو اسے شیخ الاسلام کے ویژن پر عمل کرنا ہوگا۔ پاکستان میں حقیقی تبدیلی کے لیے دیا گیا شیخ الاسلام کا ویژن کیا ہے؟ اس کی تفصیلات تو الگ شائع کی جائیں گی، البتہ اِس مختصر کتابچے میں اِفادۂ عام کے لیے روشن و مستحکم پاکستان کے لیے دیے گئے ویژن کا مختصر خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

وطنِ عزیز میں 'حقیقی تبدیلی' کے خواہش مند جملہ اَربابِ دانش اور صاحبانِ فکر و نظر سے درخواست ہے کہ اِس حیات بخش ویژن کو ہر خاص و عام تک پہنچائیں تاکہ وطنِ پاک میں صرف 'تبدیلی' نہیں بلکہ 'حقیقی تبدیلی' کا خواب اپنی روح کے ساتھ شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

مملکتِ خداداد کو کس کی ضرورت ہے؟

اگر آپ چند لمحات اللہ کی اِس عظیم نعمت جیسے وطنِ عزیز کے مستقبل کے بارے میں سوچنے کے لیے وقف کریں تو آپ کا ضمیر آپ کو جھنجوڑ کر کہے گا کہ اِس وقت ملک کے لیے اِنقلابی بنیادوں پر نظام کی تبدیلی اَشد ضروری بلکہ ناگزیر ہے۔

اِس دھرتی کا فرزند ہونے کے ناطے آپ خود غور کریں کہ اِس ملک کو صرف قیادت کی نہیں بلکہ اَہل اور باصلاحیت قیادت کی ضرورت ہے۔ ایک ایسی قیادت جو اِس ملک کے لیے ایک اِنقلابی Vision رکھتی ہو، جو ملک و قوم کو حقیقی طور پر کچھ Deliver کر سکے، جو ملک کو صحیح معنوں میں ایک باوقار اور خود مختار مقام دلا سکے، جو صرف گفتار ہی نہیں بلکہ کردار کی بھی غازی ہو، جو واقعی ایک بلند فکر اور عالی سوچ رکھتی ہو، جس کا مقصدِ وحید صرف ملک و قوم کی خدمت ہو نہ کہ ذاتی مفادات کی تکمیل، جو علمی و عملی طور پر مضبوط بنیادیں رکھتی ہو اور دنیاے عالم کے پلیٹ فارمز پر پاکستان کی نمائندگی کرنے کی اَہل ہو۔

اب جائزہ لیتے ہیں کہ اِن تمام معیارات پر پورا اُترنے والی واحد قیادت ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کیسا پاکستان چاہتے ہیں؟

عزیزانِ وطن! ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قوم کو موجودہ غریب کُش نظام میں حقیقی تبدیلی کا ایک اِنقلابی ویژن دیا ہے۔ آپ ایک ایسا پاکستان چاہتے ہیں جو علامہ اِقبالؒ کے خوابوں کے تعبیر اور قائد اعظمؒ کے تصوّرات کی تکمیل ہو اور جو حقیقی معنوں میں اِسلامی و فلاحی جمہوری ریاست ہو۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایسا پاکستان چاہتے ہیں جس میں:

زرعی اَراضی کی حد مقرر ہو

1. ایک خاندان کے لیے زرعی اَراضی کی زیادہ سے زیادہ حد 50 ایکڑ مقرر ہو تاکہ جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہو۔

کسان زمین کا مالک ہو

2. بے زمین کسان کو مفت زمین ملے تاکہ دھرتی کا سینہ چیر کر ساری عمر قوم کو اناج فراہم کرنے والا غریب کسان صرف مزارع ہی نہ رہے بلکہ زمین کا مالک بھی بنے۔

نوجوانوں کو روزگار/روزگار الاؤنس مہیا ہو

3. ہر نوجوان کو روزگار میسر ہو یا (روزگار میسر آنے تک) دس ہزار روپے ماہانہ بے روزگار الاؤنس ملتا ہو تاکہ نوجوانوں کو ملکی ترقی کے دھارے میں شامل کر کے کارآمد اور مؤثر فرد بنایا جا سکے۔

بے گھروں کے لیے مفت پلاٹ ہوں

4. ہر بے گھر خاندان کو مفت پانچ مرلہ پلاٹ اور گھروں کی تعمیر کے لیے آسان شرائط پر قرضے میسر ہوں۔

کارخانوں کے منافع میں محنت کشوں کی شراکت ہو

5. اِستحصالی سرمایہ داریت کا نام و نشان تک نہ ہو اور تمام ملوں اور فیکٹریوں کے منافع میں مزدور پچاس فیصد تک حصہ دار ہوں تاکہ ملک و قوم کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کر دینے والے غریب محنت کش بھی ترقی کے حقیقی ثمرات سے مستفید ہوں۔

دہشت گردی کے خلاف قومی پالیسی بنائی جائے

6. دہشت گردی کے خاتمے کی قومی پالیسی بنا کر دہشت گردوں کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ پاکستان اَمن کا گہوارہ ہو اور اَقوامِ عالم کی صف میں نمایاں مقام پر کھڑا ہو سکے۔

سستا اور فوری اِنصاف مہیا ہو

7. ہر شہری کو اس کی تحصیلی و ضلعی عدالتوں میں ہی سستا اور فوری انصاف فراہم ہو، جج غیر سیاسی ہوں اور ججوں کی تعداد میں مناسب اِضافہ ہوگا۔

8. SHO کا تعلق متعلقہ علاقے سے ہو اور اس کی منظوری یونین کونسل دے۔

میٹرک تک لازمی مفت تعلیم ہو

9. یکساں نصاب کے تحت میٹرک تک لازمی اور معیاری تعلیم مفت ہو اور اَعلیٰ تعلیم کے لیے ہر خواہش مند طالب علم کو مناسب مواقع ملیں۔

10. ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کی جاری کردہ ڈگریاں کینیڈا، امریکہ اور انگلینڈ کی یونی ورسٹیوں کی ڈگریوں کے برابر ہوں۔

یکساں اور مفت علاج میسر ہو

11. تمام شہریوں کو یکساں اور مفت علاج کی سہولتیں میسر ہوں۔

12. شاہانہ صدارتی محل، وزیر اعظم ہاؤس، گورنر ہاؤسز اور وزراء اعلیٰ ہاؤسز کی جگہ یونی ورسٹیاں، لائبریریاں اور ہسپتال قائم ہوں۔

خواتین کے لیے یکساں مواقع ہوں

13. خواتین کو مساوی مواقع اور مکمل سماجی و معاشی تحفظ فراہم ہو اور ان کے خلاف تمام امتیازی قوانین ختم ہوں۔

ٹیکس امیروں پر نافذ ہو غریبوں پر نہیں!

14. امیروں پر ٹیکس کی شرح زیادہ اور متوسط طبقہ پر کم ہو؛ جب کہ غریبوں پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی طرح کا بھی ٹیکس نہ ہو۔

یوٹیلیٹی بلز پر ٹیکسز کا ظالمانہ نظام ختم ہو

15. غریب و متوسط گھرانوں کے لیے بجلی، پانی، گیس اور فون کے بلوں میں ٹیکسز نہ ہوں۔

تنخواہوں میں غیر عادلانہ فرق ختم ہو

16. سرکاری و غیر سرکاری اور بڑے چھوٹے ملازمین کی تنخواہوں میں پایا جانے والا غیر عادلانہ فرق کم سے کم ہو۔

عوامی نمائندگان کے صوابدیدی اِختیارات ختم ہوں

17. صدر، وزیرِ اعظم، گورنرز اور وُزراء اعلیٰ کے پاس بے تحاشا صوابدیدی اِختیارات اور خصوصی مراعات بالکل نہ ہوں۔

18. MNAs اور MPAs کو صوابدیدی اور ترقیاتی فنڈز دینے کا مکروہ سلسلہ بند ہو۔

ایسے پاکستان کے لیے کیسا نظامِ حکومت درکار ہے؟

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مطابق موجودہ نظام میں رہتے ہوئے کبھی بھی پاکستان کو ایک حقیقی جمہوری و فلاحی ریاست نہیں بنایا جاسکتا۔ اِس مقصد کے لیے پاکستان کے نظام میں اِنقلابی تبدیلیاں کرنا ہوں گی۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طرف سے دی گئی اِنقلابی تبدیلیوں کا خاکہ یہ ہے:

ریاستِ مدینہ کو Role Model بنایا جائے

1. پاکستان کا موجودہ نظامِ حکومت 1850ء میں انگریز کا قائم کردہ نظام ہے جس میں اِختیارات صرف چند اَفراد کے ہاتھوں میں محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ہم ایسا نظامِ حکومت چاہتے ہیں جس کا ماڈل حضور نبی اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ پاکستان کے لیے ہمارا Role Model مدینہ ہے۔ جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ کو ریاست بنایا تو Participatory Democracy (شراکتی جمہوریت) دی اور Devolution of Power کے ذریعے اِختیارات کو نچلے درجے تک منتقل کیا۔ دس دس آدمیوں کے یونٹس پر اُن کا سربراہ نقیب بنایا، دس دس نقیبوں کے اوپر پھر اُن کا سربراہ عریف بنایا اور پھر سو سو عرفاء پر مشتمل پارلیمنٹ بنائی اور تمام اختیارات آقا ﷺ نے نیچے منتقل کر دیے۔ عام آدمی کی براہِ راست حکمرانوں تک رسائی تھی اور حکمرانوں کا براہِ راست عوام سے رابطہ تھا اور لوگوں کے مسائل فوری حل ہونا شروع ہو گئے تھے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پاکستان کو اُس مدینہ ماڈل کے مطابق بنایا جائے۔

وزیرِ اعظم کا انتخاب براہِ راست ہو

2. وزیرِ اعظم کا اِنتخاب اَراکینِ اَسمبلی نہ کریں بلکہ جنرل الیکشنز میں براہِ راست عوام کے ووٹ سے ہو تاکہ وزیرِ اعظم قائدِ ایوان نہ ہو بلکہ قائدِ عوام ہو۔

وُزراء کی تقرریاں میرٹ پر ہوں

3. وُزراء کا اِنتخاب میرٹ پر ہو، ذاتی پسند و ناپسند اور اِتحادی پارٹیوں میں وزارتوں کی بندر بانٹ کی بجائے وُزراء کا تقرر پارلیمانی کمیٹی کے ذریعے میرٹ پر کیا جائے۔ وہ کمیٹی تمام اُمیدواروں کا انٹرویو کرے اور اَہل، قابل اور باصلاحیت فرد ہی وزیر بنے۔ جو ممبر جس محکمہ کا وزیر بنے اُس کے بارے میں مکمل علم رکھتا ہو تاکہ اَفسر شاہی اور بیوروکریسی کو من مانی کرنے کا موقع نہ ملے۔

نظامِ اِنتخابات میں مثبت تبدیلیاں کی جائیں

4. اِنتخابات متناسب نمائندگی کے نظام پر Party-List System کے مطابق ہوں تاکہ عوام برادری اور علاقائی مسائل کی بنیاد پر

Winning Horses کو ووٹ نہ دیں بلکہ سیاسی جماعتوں کو ان کی قیادت، منشور اور قومی پالیسیوں کے مطابق ووٹ دیں۔

اِنتظامی بنیادوں پر نئے صوبے قائم ہوں

5. لسانی اور نسلی بنیادوں پر نئے صوبے بنانے کی بجائے اِنتظامی بنیادوں پر ہر ڈویژن کو صوبے کا درجہ دے کر تمام صوبائی اَخراجات ختم کیے جائیں تاکہ عوام کا سرمایہ عوامی وفلاحی منصوبوں پر خرچ ہو۔

6. ہر صوبے کا گورنر عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو۔ صوبائی سطح پر کوئی وزراء نہ ہوں۔ موجودہ شعبہ جاتی سربراہان گورنر کے ماتحت ہوں جو اُس کے اَحکامات کے مطابق کام کریں۔

تمام اِختیارات نچلی سطح پر منتقل ہوں

7. اِختیارات نچلی سطح پر منتقل ہوں۔ مرکز کے پاس کرنسی، دفاع، خارجہ پالیسی، ہائر ایجوکیشن، Inland Security & Counter Terrorism جیسے بنیادی محکمے ہوں۔ باقی محکمے صوبوں اور ضلعی حکومتوں کو منتقل کر دیے جائیں۔

8. مقامی حکومتوں کے اِنتخابات کرائے جائیں اور اُنہیں مالی و اِنتظامی اور سیاسی اِختیارات منتقل کیے جائیں۔

9. ہر ضلع کا سربراہ میئر ہو جو براہِ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو۔ ضلع پولیس، ایڈمنسٹریشن اور جملہ ضلعی محکمہ جات میئر کے تابع ہوں۔

10. ہر تحصیل کا سربراہ ڈپٹی میئر ہو۔ وہ بھی عوام کے ووٹوں سے براہِ راست منتخب ہو اور تحصیل کے تمام محکمہ جات اُس کے تابع ہوں۔

11. گورنر، میئر اور ڈپٹی میئر کم از کم 51 فیصد اکثریت سے منتخب ہوں۔

12. تحصیل کے بعد یونین کونسل سطح پر مقامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں ناظم، نائب ناظم اور کونسلرز عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوں اور ہر طبقے کا نمائندہ اُسی یونین کونسل میں موجود ہو۔ علاقے کے تمام ترقیاتی کام اُن کے ذریعے ہوں تاکہ ہر یونین کونسل کے فنڈز اُن کے ذریعے عوام تک پہنچیں اور عوام کے مسائل اُن کے گھر کی دہلیز پر حل ہونا شروع ہوں۔

اَفواجِ پاکستان کا کردار

13. اَفواجِ پاکستان کا ملک کی داخلی سیاست میں کوئی کردار نہ ہو۔ اُن کا کام صرف ملک کی دفاعی و نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہے۔ حالتِ اَمن میں اَفواجِ پاکستان اَمنِ عامہ کی بحالی، ترقیاتی کاموں میں معاونت، سول ڈیفنس اور ایمرجنسی ریلیف جیسے کاموں میں مقامی حکومتوں کی معاوِن ہو۔

اِحتساب کا کڑا نظام ہو

14. کرپٹ لوگوں کا سخت اِحتساب ہو اور لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کا مستقل اور شفاف نظام ہو۔

15. یونین کونسل کی سطح پر سول سوسائٹی کے نمائندگان پر مشتمل Civil Vigilance Squad قائم کیا جائے جو مقامی حکومت کی کارکردگی اور اِختیارات کے اِستعمال پر نظر رکھے اور ناجائز اِستعمال اور کرپشن کی شکایت کی صورت میں اس کی شکایت بالائی سطح پر قائم اِحتساب کے ادارے کو کرے۔

16. اِحتساب بیورو مکمل طور پر آزاد اور خودمختار ادارہ ہو جسے آئینی تحفظ حاصل ہو۔ اِحتساب بیورو غیر جانب دار، دیانت دار اور فرض شناس لوگوں پر مشتمل ہو اور قومی، صوبائی اور تحصیلی سطح پر اس کے دفاتر ہوں۔ یونین کونسل کا اِحتساب تحصیلی اِحتساب بیورو کرے جب کہ ضلعی و تحصیلی حکومتوں کا اِحتساب صوبائی احتساب بیورو اور صوبائی و وفاقی حکومتوں کا اِحتساب قومی اِحتساب بیورو کرے۔

17. ہر سطح پر اِحتساب بیورو کے فیصلے کے خلاف صرف بالائی سطح پر اپیل دائر کی جا سکے۔ اِس طرح ہر سطح پر اِحتساب کا عمل جاری رہے گا اور کرپشن کرنے والے نمائندوں اور حکمرانوں کے خلاف فوری کارروائی بھی عمل میں آئے گی۔

لیکن .... یاد رکھیں!

یہ سب کچھ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک موجودہ کرپٹ نظامِ اِنتخاب تبدیل نہیں ہوتا اور اَسمبلیوں میں حقیقی عوامی نمائندگی قائم نہیں ہوتی۔

اگر آپ واقعی اِس ملک میں حقیقی تبدیلی کی خواہش رکھتے ہیں اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ویژن کے مطابق پاکستان کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اُس کا صرف ایک راستہ ہے: موجودہ نظامِ انتخاب کو یکسر مسترد کردیں۔ کیونکہ یہ نظام پاکستان کا رضا شاہ پہلوی ہے جس کے خلاف ایرانی قوم اُٹھی تھی، یہ نظامِ انتخاب اِس ملک کا قذافی ہے جس کے خلاف لیبیا کی عوام اُٹھی۔ لہٰذا اِس نظام کے خلاف اُس طرح اُٹھ کھڑے ہوں جس طرح تیونس اور مصر کے لوگ اُٹھے اور کئی عشروں سے قائم سیاسی آمریت کا تختہ اُلٹ دیا۔

پوری قوم سے سوال:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستانی عوام کب تک اس نظامِ جبر میں پستی رہے گی؟ کیا 66 سال بعد بھی ہم اس نظام کا حصہ بن کر اپنی آئندہ نسلوں کے ساتھ بددیانتی کے مرتکب ہوتے رہیں گے؟ کیا پاکستانی قوم ترقی یافتہ اقوام کے درمیان اسی طرح معاشی، سیاسی، سماجی، قانونی اور تعلیمی طور پر پسماندہ قوم کے طور پر پہچانی جاتی رہے گی؟ کیا بھارتی اور مغربی دانشوروں کے بقول پاکستان کو ایک ناکام ریاست کے طور پر تسلیم کرلیا جائے؟ کیا اسلامی تشخص کے قیام کے لئے خطہ زمین کا حصول ایک بے معنی کوشش تھی؟ یہ وہ سوال ہیں جو آج ہر شخص کے ذہن میں ابھر رہے ہیں۔ لیکن ماحول پر چھائی ہوئی مایوسی، افسردگی اور خوف وہراس کی وجہ سے کسی کے پاس کوئی جواب نہیں۔ ہاں چند نفوس، چند اذہان اور کچھ بیدار مغز جواں ہمت لوگ اب بھی موجود ہیں جو معاشرے میں مثبت تبدیلی کی جدوجہد کے راستے پر گامزن ہیں جو اس نظامِ شر کے گماشتوں کے خلاف سینہ سپر ہیں، انہوں نے دہشت، دولت اور دھونس کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے۔ پاکستان عوامی تحریک کی قیادت اور کارکن اسی قبیلے کے لوگ ہیں۔

دعوتِ عمل:

درج بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ موجودہ نظامِ انتخاب ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے یہ نظامِ انتخاب عوام دشمن، مقتدر طبقات کا محافظ ہے اور اسکی موجودگی میں پاکستان میں کسی قسم کی مثبت یا حقیقی تبدیلی آنا ممکن نہیں ہے۔ پاکستان کے جملہ مسائل کی تشخیص کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کئی بار قوم کو یاد دلایا ہے کہ موجودہ نظامِ انتخاب کے ذریعے گزشتہ 66 سالوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور آئندہ 100 سالوں تک بھی اس نظام کے تحت انتخابات ہوتے رہیں تب بھی تبدیلی نہیں آئے گی''۔ موجودہ گورنمنٹ کی تشکیل کو ایک سال مکمل ہو چکا ہے۔ اس عرصہ میں بھی عوام کو بھوک افلاس اور محرومیوں کے سوا کچھ نہیں ملا اور نہ ملکی حلات میں بہتری نہیں آئی ہے۔ اس لیے قوم کو موجودہ غاصبانہ اور کرپٹ نظام کے خلاف منظّم جدوجہد کے لیے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ساتھ دیتے ہوئے منظّم جدوجہد کرنا ہوگی۔ اس کے بغیر عوامی تقدیر بدلنا ممکن نہیں۔ آج ہمیں ریاست یا کرپٹ سیاست میں سے کسی ایک کا چناؤ کرنا ہوگا''

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس ظالمانہ نظام کی تبدیلی کے لیے ایک کروڑ جانثاران (نمازیوں) کی تیاری کے کام کا آغاز فرما دیا ہے بہت جلد یہ جانثاران" حقیقی عوامی انقلاب" کے لیئے ہر شہر سے نکلیں گے اور اس نام نہاد نظام کو سمندر برد کر کے دم لیں گے۔

آئیں۔ اس ظلم کے نظام کی تبدیلی کے لیے عوامی سمندر آپ کا منتظر ہے۔ اپنی بساط کے مطابق اس آواز کے ساتھ آواز ملائیں اور اس آواز کو موثر اور عوامی حلقوں تک پہنچائیں۔ ہم سب ملکر اس نظام کو زمین بوس کر دیں گے۔ اسی سے روشن مستقبل، ملی غیرت، قومی وقار، بنیادی حقوق، مساوات اور عوامی مسائل کا حل ممکن ہے۔ ورنہ ہماری آنے والی نسلیں بھی اسی ظلم اور جبر پر مبنی نظام کے ہاتھوں پستی رہیں گی۔

ریسرچ کمیٹی: جی۔ ایم۔ علوی (سربراہ) | افتخار شاہ بخاری | عین الحق بغدادی
قاضی فیض الاسلام | ڈاکٹر احسن | عتیق الرحمٰن چوہدری
شمائلہ عباس | توقیر رانا

www.pat.com.pk, info@pat.com.pk
TahirulQadri TahirulQadri
Ph:042-111-140-140 www.minhaj.tv